مناقب امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ ابو حنیفہ کنیت رکھنے
والے 100 حضرات کے تعارف پر ایک بالکل نئی اور حیرت انگیز تحقیق

سلطنتِ حنفیہ

بنام

امام اعظم اور ابو حنیفہ



تصنیفِ لطیف:
ابو الاحمد محمد علی رضا القادری الاشرفی

تقدیم
مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

مناقب امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ ابو حنیفہ
کنیت رکھنے والے ۱۰۰ حضرات کے تعارف پر ایک بالکل نئی اور حیرت انگیز تحقیق

سلطنتِ حنفیہ

بنام

حضرت امام اعظم اور ابو حنیفہ

تصنیفِ لطیف:

ابوالاحمد محمد علی رضا القادری الاشرفی

تقدیم

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 37352022

نام کتاب	....	سلطنتِ حنفیہ بنام ''امام اعظم'' اور ''ابوحنیفہ''
مؤلف	....	ابوالاحمد محمد علی رضاء القادری الاشرفی
تقدیم	....	مولانا محمد افضال حسین نقشبندی
تعداد	....	600
صفحات	....	408
ناشر	....	محمد اکبر قادری
تاریخ اشاعت	....	مارچ 2018ء
قیمت	....	-/350 روپے

ناشر
اکبر بُک سیلرز
زبیدہ سنٹر
۴۰ اُردو بازار لاہور

فهرسة المضامين

اَعِدْ ذِكْرَ النُّعْمَانِ لَنَا فَإِنَّ ذِكْرَهُ
هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

باربارنعمان (سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر کرو، کیونکہ آپ کا ذکر خوشبو کی طرح ہے جتنا زیادہ ذکر کرو گے اتنی زیادہ خوشبو آئے گی

مناقبِ اربعہ

در بارگاہِ حضور سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

﴿منقبت﴾

(1)......(از: ابوالاحمد محمد علی رضاء القادری الاشرفی)

......

امام ایسا، امام جیسا، نہ پایا ہم نے زمانے بھر میں
ہے رب ورحمت کا فضل ہم پر امام اعظم ابوحنیفہ

میرے نبی کا ہیں معجزہ وہ، ہے شُہرہ جن کا ابوحنیفہ
کروں میں ہر دم یہی وظیفہ امام اعظم ابوحنیفہ

ثریا کی اُن بلندیوں پر، وہ علم ہو یا ہو دین وایماں
وہاں پہنچ کر اتار لایا، امام اعظم ابوحنیفہ

وہ علم صاحب ہوئے ہیں کیونکہ خدا کا فضل وکرم ہے اُن پر
یہی وجہ ہے، یہی وجہ ہے، امام اعظم ابوحنیفہ

نہ مانے وہ جو نہ جانے تم کو وہ شان ایسی ہے پائی تم نے
ذلیل ورسوا ہوا عدوِ امام اعظم • ابوحنیفہ

کتاب وسنت حیات جن کی، عظیم رب کا انعام ہم پر
حیاء کا پیکر، سخاء کا منبع، امام اعظم ابوحنیفہ

عبادتیں یا ریاضتیں ہوں، سخاوتیں یا عنایتیں ہوں
ہے عابدوں، زاہدوں کے رہبر، امام اعظم ابوحنیفہ

ہے نام جن کا شفاءِ مرضاں، جو کوئی چاہے دواء درداں
''ابوحنیفہ'' پکارو !......بلکہ امام اعظم ابوحنیفہ

کمالِ تقویٰ، جمالِ جلوہ، ہے قدر دانوں پہ منّ وسلویٰ
ہے نورِ عین اور راحتِ جاں، امام اعظم ابوحنیفہ

ہے نام نعمان اِبنِ ثابت، خدا کا ہم پر نعمان ثابت
انعام ثابت رہے گا ہم پر، امام اعظم ابوحنیفہ

ہے علم والوں میں فضل تیرا، ہو قمر بَینَ النجوم جیسے
اسی لئے تو کہا ہے تم کو، امام اعظم ابوحنیفہ

وہ قرب تیرا ملا ہے جس کو، وہ عصر اپنے کا مقتداء ہے
ہزاروں ولیوں کا پیشوا ہے امام اعظم ابوحنیفہ

ہے فیض کن کا امام میرا ؟ یہ دنیا بولی علی ولی سے
تیرا کرم اور تیری دعاء ہے امام اعظم ابوحنیفہ

ہزار صدقے فداء میں تجھ پر، ہے سب صحابہ کا کرم تجھ پر
تو شاہِ فارس، تو شاہِ کوفہ، امام اعظم ابوحنیفہ

ہے تیرا، میرا، امام سب کا، یہ وِرد میرا ہے روز وشب کا
علی رضا کا امام یارو! امام اعظم ابوحنیفہ

منقبت

(2)......(از: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ)

......

ہمارے آقا، ہمارے مولیٰ، امام اعظم ابوحنیفہ
ہمارے ملجأ، ہمارے مأویٰ، امام اعظم ابوحنیفہ

زمانے بھر نے زمانے بھر میں بہت تجسس کیا ولیکن
ملا نہ کوئی امام تم سا، امام اعظم ابوحنیفہ

تمہارے آگے تمام عالم، نہ کیوں کرے زانوئے ادب خم
کہ پیشوایانِ دیں نے مانا، امام اعظم ابوحنیفہ

نہ کیوں ناز اہلسنّت، کہ تم سا چمکا نصیبِ امت
چراغِ امت ملا جو تم سا، امام اعظم ابوحنیفہ

ہوا ''اولی الامر'' سے یہ ثابت تیری اطاعت اہم وواجب
خدا نے ہم کو کیا تمہارا، امام اعظم ابوحنیفہ

کسی کی آنکھوں کا تو ہے تارا، کسی کے دل کا بنا سہارا
مگر کسی کے جگر میں آرا، امام اعظم ابوحنیفہ

جو تیری تقلید شرک ہوتی، محدّثین سارے ہوتے مشرک
بخاری، مسلم، ابنِ ماجہ، امام اعظم ابوحنیفہ

جو فقیہ و محدّثین ہیں، تمہارے خرمن سے خوشا چیں ہیں
ہوں واسطے سے کہ بے سیلہ، امام اعظم ابوحنیفہ

سراج تو ہے، بغیر تیرے جو کوئی سمجھے حدیث و قرآں
وہ پھرے بھٹکتا، نہ پائے رستہ ! امام اعظم ابوحنیفہ

خبر لے اے دستگیرِ امت، ہے سالکِ بے خبر پہ شدت
وہ تیرا ہو کے پھرے بھٹکتا ؟ امام اعظم ابوحنیفہ

منقبت

(3)......(از:مولانا اختر شاہجہانپوری رحمہ اللہ)

......

امام تم سا نہ کوئی دیکھا، امام اعظم ابوحنیفہ
جہاں میں ہے تمہارا چرچا، امام اعظم ابوحنیفہ

ہے آج بھی تم سے فقہ زندہ،امام اعظم ابوحنیفہ
اصل میں تم ہو اس کے مسیحا، امام اعظم ابوحنیفہ

اصولِ فقہ بنانے والے، رموزِ قرآن پانے والے
ہیں آپ ہر علم و فن میں یکتا،امام اعظم ابوحنیفہ

کریم کا ہے کرم نرالا، تمہیں عطاء کی ہے فقہ اکبر
رواں ہے جگ میں تمہارا سکّہ،امام اعظم ابوحنیفہ

تیرے دُرَر ہیں، تیرے غرر ہیں، تیری ہے تنویر و کنز و کافی
تیری وقایہ، تیری ہدایہ،امام اعظم ابوحنیفہ

تمہی تو اختر کے پیشوا ہو، تم اس کی کشتی کے ناخدا ہو
مدونِ شرعِ شاہِ والا،امام اعظم ابوحنیفہ

منقبت

(4)......(از: مولانا محمد الیاس عطار قادری)

......

ہو نائبِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، امام اعظم ابوحنیفہ
سراجِ امت، فقیہِ اَفخَمْ، امام اعظم ابوحنیفہ

ہے نام نعمان ابنِ ثابت، ابوحنیفہ ہے ان کی کنیت
پکارتا ہے یہ کہہ کے عالم، امام اعظم ابوحنیفہ

جو بے مثال آپ کا ہے تقویٰ، تو بے مثال آپ کا ہے فتویٰ
ہیں علم وتقویٰ کے آپ سنگم، امام اعظم ابوحنیفہ

گنہ کی دلدل میں پھنس گیا ہوں، گلے گلے تک میں دھنس گیا ہوں
نکالو مجھ کو برائے آدم، امام اعظم ابوحنیفہ

حسد کی بیماری بڑھ چلی ہے، لڑائی آپس میں ٹھن گئی ہے
شہا! مسلمان ہوں منظّم، امام اعظم ابوحنیفہ

دیارِ بغداد میں بلا کر، مزار اپنا دکھا! جہاں پر
ہیں نور کی بارشیں چھما چھم، امام اعظم ابوحنیفہ

عطاء ہو خوفِ خدا خدارا، دو اُلفتِ مصطفیٰ ﷺ خدارا
کروں عمل سنتوں پہ ہر دم،امام اعظم ابوحنیفہ

ہے دھوم چاروں طرف سخاء کی، بھری ہے جھولی ہر اِک گدا کی
عطاء ہو مجھ کو بھی طیبہ کا غم،امام اعظم ابوحنیفہ

تمہارے دربار کا گدا ہوں، میں سائلِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہوں
کرم پئے شاہِ غوث اعظم،امام اعظم ابوحنیفہ

فضول گوئی کی نکلے عادت،ہو دور بے جا ہنسی کی خصلت
درود پڑھتا رہوں میں ہر دم، امام اعظم ابوحنیفہ

بلاء کا پہرہ لگا ہوا ہے، مصیبتوں میں گھرا ہوا ہے
تیرا مقلد امام اعظم،امام اعظم ابوحنیفہ

شہا ! عدو کا ستم ہے پیہم مدد کو آؤ، امام اعظم
سوا تمہارے ہے کون ہمدم ؟ امام اعظم ابوحنیفہ

نہ جیتے جی مجھ پہ آئے آفت،قبر میں بھی رہوں سلامت
بروزِ محشر بھی رکھنا بے غم،امام اعظم ابوحنیفہ

مروں شہا زیرِ سبز گنبد، ہو مدفن آقا! بقیع غرقد
کرم برائے رسولِ اکرم ﷺ، امام اعظم ابوحنیفہ

ہوئی شہا فردِ جرم عائد، بچا پھنسا ہے تیرا مقلد
فرشتے لے کے چلے جہنم، امام اعظم ابوحنیفہ

جگر بھی زخمی ہے دل بھی گھائل، ہزار فکریں ہیں سو مسائل
دکھوں کا عطار کو دو مرہم، امام اعظم ابوحنیفہ

الانتساب

......

میں اس تحقیقی مقالے کو!

حضور شیخ الحدیث، اشرف العلماء والمشائخ

محدّثِ نیک آبادی، مفتیءِ اعظم پاکستان، پیر

''مفتی محمد اشرف القادری''

اور

اپنے والد گرامی ءقدر

سندی، ملجائی، مولائی، حضور شیخ القرآن

''غلام مصطفٰی القادری الفاضلی''

زید مجدھما وعزھما وشرفھما

اور اپنی والدہ محترمہ کی بارگاہِ شفقت سے منسوب کرتا ہوں۔

......

''محمد علی رضاء القادری''

ہدیۂ عقیدت

......

حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، معدنِ علم و عرفان

مرکزِ انوارِ ستر و غفران، علمہ اللہ البیان، انزل علیہ القرآن

آقائے کل، نبیٔ کل، رسولِ کل، امامِ کل، شفیعِ کل، امیرِ کل

مخاطب بقل، وجہ وسببِ وجودِ کل، نکتۂ کون ومکاں، سرورِ ہر جہاں

ملجأ نا، مأوانا، مولانا، کریمنا، مصیرنا، یسیرنا، نصیرنا، حفیظنا، عزیزنا

نورعیوننا، سرور روحنا، راحۃ افئدتنا، سکینۃ قلوبنا، سیّدنا، جنابِ

محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ والدیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وعلماء ملتہ اجمعین وسلم تسلیما

کی بارگاہِ عالیہ میں بے پناہ عقیدتوں اور محبتوں کے ساتھ یہ ہدیہ پیشِ خدمت

ہے

پیارے آقا! قبول فرما کر سامانِ رفعت وراحت اور فلاحِ دارین فرما دیجیے!

......

''آپ کا ایک گنہگار امتی''

خراجِ تحسین

......

شمس الائمہ، امام الائمہ، ابوالفقہاء، سراج الامۃ، سرتاجِ حنفیت
شہنشاہ العلماء، المحدّث، المجتہد، الفقیہ الجلیل، امام المذہب،
سلطان العابدین، تاج الاسخیاء، قدوۃ الزاہدین، سید الاولیاء
سید المجتہدین، محی الدین، بشارۃ القرآن، برہان المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
دعاءِ مرتضوی، امام اہل السنۃ، قاطع البدعۃ، وارث العلوم النبویۃ
سیّدنا ومولانا

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی پیاری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔
التجاء ہے کہ: قبول فرما کر اپنے فیضان سے مالا مال کر دیجیے!

......

محمد علی رضاء القادری الاشرفی

پیش لفظ

....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ سبحان الابدی الابد، سبحان الواحد الاحد،

سبحان الفرد الصمد، سبحان رافع السمآء بغیر عمد،

سبحان من بسط الارض علی مآء جمد، سبحان من خلق

الخلق فـأحصاهم عدد، سبحان من قسم الرزق

ولم ینس احد، سبحان الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولد،

سبحان الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد،

ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم الامین العزیز الرؤوف الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی الامام الاعظم مالکی وشافعی احمد المکرم

امابعد!

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''ذکر الصالحین کفارۃ الذنوب''یعنی نیک لوگوں کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔(البدرالمنیر للشعرانی)

امام عبدالوہاب شعرانی''الیواقیت والجواھر''میں فرماتے ہیں کہ:

''میں ابھی جوان تھا کہ ایک رات میں نے خواب میں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی زیارت سے شرف یاب ہوا کہ آپ کے بائیں جانب حضور سیّدنا امام مالک رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما ہیں اور میں ان دونوں بزرگوں کے

سامنے ادباً کھڑا ہوں، چنانچہ جناب امام مالک رضی اللہ عنہ نے جناب امام اعظم رضی اللہ عنہ سے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ: اس جوان کی طرح ہماری طرف سے کسی نے جوابات نہیں دیئے، یہ سن کر مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی"۔

(الیواقیت والجواہر للشعرانی (مترجم) صفحہ 47)

چنانچہ عرصہ دراز سے قلبی لگاؤ اور میلانِ عقیدت اس امر پر اُبھارتا رہا کہ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے فیضیاب ہونے اور آپ رضی اللہ عنہ کا خصوصی قرب پانے کے لئے ایک ایسا تحریری کام کیا جائے جو پہلے کبھی عمل میں نہ آیا ہو۔

چونکہ آپ رضی اللہ عنہ کے مناقب پر اہلِ علم نے کئی طرح کی ضخیم کتب تحریر فرمادی ہیں جس کے بعد مزید کچھ لکھنے کی گنجائش ہی نہیں رہتی، لیکن دورِ حاضر کے بعض ناسمجھوں نے "تاریخ بغداد" وغیرہ کی چند مبہم عبارات کو سہارا بنا کر حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عظمت پر حملے کرنے شروع کر دیئے جس سے نے میری جوش میں اضافہ کیا، اور ایک لمبے عرصے کی سوچ بچار کے بعد دل میں یہ خیال جم گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت رکھنے والے دیگر افراد کے تراجم کو جمع کیا جائے، تاکہ یہ جاننے میں مدد ملے کہ ان عبارات کی جرح کی اگر کوئی فنی حیثیت ہے بھی تو اس کا مرجع کون ہے؟

چنانچہ اس کتاب کی تیاری کے سلسلے میں میں نے اپنے نہایت ہی عزیز دوست فاضل محقق مولانا محمد افضال حسین نقشبندی صاحب دامت برکاتہ کے ذمے اس کتاب کی تقدیم کا کام سونپ دیا، اور خود "ابوحنیفہ" کنیت سے متصف ہونے والے دیگر حضرات کی تلاش شروع کر دی، جسے کم وبیش تین ماہ کی شدید محنت اور مطالعہ کے بعد میں اپنے مقصد میں خاطر خواہ حد تک کامیاب ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ: مجھے جتنے

''ابوحنیفہ'' حضرات کا تذکرہ ملا ہے، اللہ جانے! ان کے علاوہ مزید کتنے افراد اسی کنیت سے متصف دنیا میں ہوگزرے۔

چنانچہ اس کتاب میں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کے ساتھ ساتھ ایسے افراد کا ذکر بھی کیا گیا ہے، جو ''ابوحنیفہ'' کنیت کے ساتھ متصف ہوئے، ارادہ تو یہ تھا کہ یہ کتاب مختصر مگر جامع و مانع کی نہج پر لکھی جائے مگر نہ چاہتے ہوئے بھی یہ کتاب روز بروز ضخامت پکڑتی چلی گئی، لیکن اس کے باوجود جس قدر حضور سیّدنا امام صاحب کے مناقب کا ایک بہت بڑا حصہ اور کثیر مواد دیگر کتب میں موجود ہے میں اس کا بیسواں حصہ بھی یہاں درج نہیں کر پایا، اس کمی پر قارئین سے معذرت چاہتا ہوں، میرا مقصد مناقب کا احاطہ کرنا نہیں تھا، بلکہ چند نکات پر اہلِ انصاف کو متوجہ کرنا تھا، جیسا کہ کتاب کے نام ''**سلطنتِ حنفیہ**'' سے ہی ظاہر ہے جسے دوسرے لفظوں میں ''امام اعظم اور ابوحنیفہ'' قرار دیا گیا ہے، یقیناً یہ ''**جمالِ بلال**'' کی طرح ایک بالکل نیا کام ہے، جو اس سے پہلے کسی کی جانب سے بھی کبھی عمل میں نہیں آیا، الحمدللہ! یہ بہترین کام بھی میرے ہی حصہ میں آیا، اس کام سے میری صرف اس قدر خواہش ہے کہ جناب امام شعرانی اور دیگر حضرات کی طرح حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عزت و عظمت کا دفاع کرنے والوں میں مجھ حقیر کا بھی نام آجائے جس سے دارین میں فلاح کی امید بڑھ جائے۔

اظہارِ تشکر:

اس مبارک کتاب کی تکمیل کے لئے استاذی مکرم مولانا محمد شفیق احمد مجددی دامت برکاتہ العالیہ نے حوصلہ افزائی، برادرم مولانا محمد افضال حسین نقشبندی مدظلہ نے اپنی تحریر بطور ''تقدیم''، عزیزم مولانا محمد شہباز تبسم مجددی نقشبندی نے ''المکتبۃ الشاملۃ'' سافٹ ویئر اور محترم حاجی محمد نواز چٹھہ سلمہ اللہ نے متعلقہ کتب کی فراہمی کے

لئے مالی معاونت کے ساتھ تعاون فرمایا، میں دل کی گہرائیوں سے ان حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور بالخصوص جناب محترم بھائی محمد اکبر قادری صاحب (اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور والے) کا بھی تہہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کی طباعت کا ذمہ اٹھایا، نیز ان کے ساتھ ساتھ ہر اس دوست کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے اس کارنامے کی تکمیل کے لئے اپنی دعاؤں سے نوازا۔

دعاء ہے کہ: اللہ رب العزت بطفیل رسولِ اعظم حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آخرت میں جناب سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اس محبت نامے کے اجر سے مجھے اور میرے والدین کو محروم نہ فرمائے، بلکہ اسے میرے بڑوں، چھوٹوں اور جناب حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والے ہر فرد کے لئے بھی بروزِ حشر مبارک اور مفید بنائے!

(آمین، بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی والدیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین وسلم)

......

ابوالاحمد محمد علی رضاء القادری الاشرفی

التقدیم

سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

اغیار کی نظر میں

ازقلم: مولانا محمد افضال حسین نقشبندی مجددی (سانگلہ ہل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، امام الائمہ، سراج الامۃ، رئیس الفقہاء والمجتہدین، سید الاولیاء والمحدثین، مبشرِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)، دعاء مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کے اوصاف حمیدہ مخصوصہ، علم وعمل، زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت، امانت واجتہاد تمام اہلِ ایمان میں مسلم ہے، آپ کی شانِ محدّثیت، حدیث دانی اور حدیث فہمی بھی ناقابلِ انکار حقیقت ہے، الغرض نبوت اور صحابیت کے بعد کسی انسان میں جس قدر فضائل اور محاسن پائے جاسکتے ہیں، آپ ان تمام اوصاف کے جامع اور راہنما تھے، آپ کی ولادت باسعادت کوفہ 80 ہجری میں ہوئی اور وصال مبارک بغداد 150 ھجری میں ہوا۔

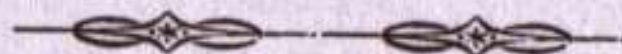
ائمہ اربعہ میں سے سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر جس قدر لکھا گیا ہے اس کی کوئی نظیر نہیں ہے، مثلاً! بڑے بڑے اہلِ قلم اور ائمہ نے امام صاحب کے احوال قلمبند کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ امام صاحب کی شخصیت علماء ہی نہیں بلکہ ائمہ امت کے لئے بھی مشعلِ راہ ہے، حتی کہ: آپ کے مخالفین اور ناقدین بھی آپ کے علمی تبحر، ذکاوت اور فقاہت میں عمیق نظری کے معترف ہیں۔

ذیل میں سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ اور عظمت پر آپ کے مخالفین کی کتب سے دلائل وبراہین پیشِ خدمت ہیں، کم ترین اور حقیر پُرتقصیر کا مقصد یہ ہے

کہ حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ایک ادنیٰ مقلد کی حیثیت سے اپنے جذبۂ عقیدت اور مودت کا بجا طور پر اظہار کرے اور امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے محبّین کی فہرست میں شامل ہو جائے۔

احب الصالحین ولست منهم   لعل اللّٰہ یرزقنی الصلاحا

(ترجمہ: مجھے نیکوں سے محبت ہے اور میں نیک تو نہیں، مگر اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ (نیکوں کی محبت کی وجہ سے) مجھے بھی نیک بنا دے)



فصل

(''ابوحنیفہ'' کنیت غیر مقلدین کی نظر میں)

''ابوحنیفہ'' کنیت کی وجہ:

قارئین کرام! آپ کی کنیت کے حوالے سے عوام میں ایک بات مشہور کردی گئی ہے کہ آپ کی کنیت آپ کی حنیفہ نامی کسی بیٹی کی وجہ سے ہے، پھر اس پر ایک لمبی چوڑی غیر مناسب گپ بھی چھوڑ دی جاتی ہے، جبکہ حقیقت حال اس کے بالکل برعکس ہے وہ یوں کہ آپ کی حنیفہ نامی کوئی بیٹی ہی نہیں، اس پر ایک غیر مقلد ''مولوی ابوزکی'' کی شہادت ملاحظہ ہو!

''کنیت ابوحنیفہ ہے، آپ کی کنیت حقیقی نہیں کیونکہ آپ کی حنیفہ نام کی بیٹی نہ تھی بلکہ یہ کنیت وصفی ہے جو اصل میں ''اَبُو الْمِلَّةِ الْحَنِيْفَةِ'' ہے جس کا مطلب ہے حنیفی دین وملت والا ایسا شخص جس نے باطل ادیان کی بجائے دینِ حق کو اختیار کیا ہو یا جو شخص شرک کو چھوڑ کر توحید اپنانے والا ہو، اسی مفہوم کے پیشِ نظر یہ کنیت رکھی گئی تھی''۔

(فقهی مسلك كی حقیقت صفحه 47)

''ابوحنیفہ'' کنیت کے کئی لوگ:

مولوی فاروق الرحمٰن یزدانی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ:

''اس میں تو شک نہیں کہ ''ابوحنیفہ'' کنیت والے کئی آدمی گزرے ہیں''۔

(خرافاتِ حنفیت بجواب تحفۂ اهلحدیث صفحه 72بار اول اپریل 2001م طبوعه تحریك تحفظ افكار اسلام میر پور، شاه كوٹ ضلع شیخوپوره)

﴿فصل﴾

(لقب ''امام اعظم'' غیر مقلدین کی نظر میں)

غیر مقلدین کے متعدد معتبر و مستند علماء نے جناب سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے ''امام اعظم'' کا لقب استعمال کیا ہے، چنانچہ!

(1):......میاں نذیر حسین دہلوی:

(ا)- غیر مقلدین کے ''شیخ الکل اور محدث جلیل'' میاں نذیر حسین دہلوی نے یوں عنوان قائم کیا ہے:

''باب الاول: بیچ فضائلِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے''۔

(معیار الحق صفحہ 29 مطبوعہ جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساھووالا سیالکوٹ تاریخ اشاعت مئی 2007)

(۲)- یہی میاں نذیر حسین دہلوی اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب یوں رقم طراز ہے:

''ہاں اگر اولادیا اور کوئی شخص بلا اجرت پڑھ کر ثواب بخشے تو نزدیک امام اعظم وغیرہ کے روا ہوگا اور دعاء کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور ثواب عباداتِ مالیہ کا بھی بالاتفاق پہنچتا ہے''۔

(فتاویٰ نذیریہ جلداول صفحہ 716 کتاب الجنائز مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث حافظ پلازہ مچھلی منڈی نیو اردو بازار لاہور)

(فتاویٰ علماء حدیث جلد 5 صفحہ 373 مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ مچھلی منڈی نیو اردو بازار لاہور)

(۳)-اسی نذیر حسین دہلوی نے اپنے فتاویٰ نذیریہ میں کئی مقامات پر آپ رضی اللہ عنہ کو ''امام اعظم'' کے لقب سے ذکر کیا ہے!

(فتاویٰ نذیریہ جلداول صفحہ 169، 184 کتاب التقلید والاجتهاد مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث حافظ پلازہ مچھلی منڈی نیو اردو بازار لاہور)

(2)......نواب صدیق حسن خان بھوپالی:

(۱)-مخالفین کے ہاں ''خاتمۃ المحدثین اور مجدد الوقت'' کے لقب سے مشہور نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے لکھا ہے:

''امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کہ اول ائمہ اربعہ اہلِ اجتہاد است'' (یعنی امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ چاروں ائمہ مجتہدین میں سے پہلے ہیں)۔

(جلب المنفعة فی الذب عن الائمة المجتهدین الاربعة صفحہ 57 مطبوعہ آگرہ اکبر آباد طبع اول، بحوالہ سہ ماہی مجلہ دعوتِ اہل سنت کراچی)

(۲)-اسی کتاب کے صفحہ 67 پر یوں لکھا ہے:

''امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ''۔

(۳)-نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے اپنی خودنوشت سوانح میں لکھا ہے:

''پھر خاص طور پر حنفی مذہب میں تو ہر مسئلہ مذہبِ اہلحدیث کے مطابق ملتا ہے بشرطیکہ امام اعظم، امام ابویوسف یا امام محمد کے مذہب کی قید نہ لگائی جائے''

(ابقاء المنن بالقاء المحن صفحہ 117 طبع دوم جون 2008 مطبوعہ دارالدعوة السلفیہ شیش محل روڈ لاہور)

(۴)-اسی کتاب کے صفحہ 191 پر مزید یوں لکھا:

''رجما بالغیب مجھ پر یہ طوفان بھی باندھا گیا کہ میں خدانخواستہ ائمہ اربعہ کے حق میں عموماً اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں خصوصاً بے ادب اور نامہذب ہوں حالانکہ یہ محض افتراء ہے''۔

(3)......نواب وحید الزمان حیدر آبادی:

(ا)- غیر مقلدین کے ہاں ''نوابِ اہل حدیث'' کے لقب سے مشہور نواب وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا ہے کہ:

''خصوصاً امام اعظم کی نسبت وہ تو سب مجتہدوں سے زیادہ حدیث کے پیرو تھے ان کا تو قول یہ ہے کہ: ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے اس طرح صحابی کا قول بھی''۔

(لغات الحدیث جلد 1 صفحہ 366 کتاب الجیم باب الجیم مع الھاء مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت اگست 2005)

(۲)- اسی نواب وحید الزمان حیدر آبادی نے ایک اور مقام پر یوں لکھا:

''ہمارے اماموں نے کہ جن کے کمال علم و فضل میں کوئی شبہ نہیں، جیسے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک، اور دوسرے ائمہ ہیں''۔

(لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 652 کتاب الصاد باب الصاد مع الواو مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت اگست 2005)

(۳)- مزید یوں لکھا:

''اہل حدیث، قیاس پر عمل کرنے والوں کو بھی اصحاب الرائے کہتے ہیں چنانچہ امام اعظم کو ''امام اہل الرائے'' کہتے ہیں، حالانکہ ان کا اصول یہ ہے کہ ضعیف اور مرسل احادیث بلکہ اقوالِ صحابہ بھی قیاس اور رائے پر

مقدم ہیں''۔

(لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 42 کتاب الراء المہملہ باب الراء مع الہمزہ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت اگست 2005)

(4)......نواب علی حسن خان بھوپالی:

(۱)-نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے بیٹے نواب علی حسن خان بھوپالی نے لکھا

''امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کو ائمہ اربعہ اجتہاد میں شرفِ تقدم حاصل ہے''۔

(مآثرِ صدیقی موسوم بہ سیرتِ والا جاھی حصہ چھارم صفحہ 6 مطبوعہ منشی نولکشور لکھنوء)

(۲)-اسی صفحہ پر مزید یوں لکھا:

''ان لوگوں کے نزدیک جو زمانہ امام اعظم میں بعض صحابہ کا موجود ہونا تسلیم کرتے ہیں''۔

(۳)-صفحہ 5 پر مزید یوں لکھا ہے کہ:

''خاص مذہب حنفی میں ہر مسئلہ مطابق مذہب اہل حدیث موجود ہے اگر قیدِ مذہب حضرت امام اعظم یا امام ابو یوسف اور امام احمد کی اٹھادی جائے''۔

(۴)-اسی کتاب کے صفحہ 7 پر یوں لکھا:

''اس صورت میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ تبع تابعین میں داخل ہیں''۔

(۵)-صفحہ 7 پر ہی یوں لکھا:

''اگر یہ حاملانِ علومِ نبوت و ناقلانِ روایاتِ ملت مطعون و مجروح قرار

دیئے جائیں اوران کی شان میں سوءِظن روارکھا جائے تو پھر وہ کون ہے جس پر سلف صالحین کا اطلاق کیا جائے ، یہ حسنِ عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، جوتمام مجتہدین میں علم وفضل وعمل کے لحاظ سے اول درجہ رکھتے ہیں''۔

(۶)-صفحہ 8 پر یوں لکھا ہے:

''حضرت امام اعظم ، عالم ، عابد ، زاہد، متورع، متقی ، دائم التضرع الی اللہ تعالیٰ اورکثیر الخشوع تھے''۔

(۷)-نیز صفحہ 8 اور 9 پر یوں لکھا ہے:

''پس اگر امام اعظم نے بعض صحابہ کے مطابق روایتِ حدیث کم کی تو اس میں کون سی قباحت لازم آئی''۔

(۸)-صفحہ 12 اور 15 پر یوں لکھا:

''حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ''۔

(۹)-صفحہ 16 پر یوں لکھا ہے کہ:

''حضرت امام اعظم اتباعِ حدیث کو خاص اپنا مذہب قرار دیتے ہیں''

(5)......مولوی ثناءاللہ امرتسری:

(ا)-مخالفین کے ہاں ''شیخ الاسلام'' کے لقب سے مشہور ہونے والے مولوی ثناءاللہ امرتسری نے لکھا:

''حضرت امام اعظم کے شاگردِ رشید امام ابویوسف اور بھی آپ کے کئی جلیل القدر تلامذہ (ہیں)''۔

(اھل حدیث کا مذھب صفحہ 61 مطبوعہ دار الکتب السلفیہ شیش محل روڈ لاھور طبع اول مئی 2006)

(رسائلِ ثنائیہ صفحہ 63 مطبوعہ مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور طبع دوم فروری 2011)

(۲)-اسی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے فتاویٰ میں یوں لکھا:

"عبداللہ بن مبارک (شاگرد امام اعظم)"۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد 1 صفحہ 493 باب دوم نماز اور اسکے متعلقات اشاعت جولائی 2010 مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث حافظ پلازہ مچھلی منڈی نیو اردو بازار لاہور)

(۳)-تھوڑا آگے جا کر یوں لکھا:

"یہ اشارہ ہے امام اعظم صاحب کی طرف"۔

(۴)-اسی فتاویٰ کے صفحہ 494 میں یوں لکھا:

"عطاء کے متعلق امام اعظم فرماتے ہیں: مارأیت فیمن لقیت افضل من عطاء یعنی عطاء سے افضل میں نے کسی کو نہیں دیکھا"۔

(6)......ملک ابویحییٰ امام خان نوشہروی:

(۱)-ملک ابویحییٰ امام خان نوشہروی غیر مقلد نے یوں لکھا ہے:

"یہی مذہب امام اعظم کا ہے اور تمام ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا"۔

(تراجم علماء حدیث ہند صفحہ 371 علماء جون پور مطبوعہ مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی)

(۲)-اسی کتاب کے صفحہ 477 میں یوں لکھا:

"امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ"۔

(7)......مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی:

(۱)-غیر مقلدین کے ہاں "امام العصر" کے لقب سے مشہور مولوی محمد ابراہیم

میر سیالکوٹی نے لکھا:

''امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی الملقب بامام اعظم علیہ الرحمۃ والرضون...... امام احمد علیہ الرحمۃ کو جن کا ذکرِ خیر ان شاء اللہ آگے آئے گا، جب قرآن شریف کے غیر مخلوق کہنے پر خلیفہ وقت نے سخت سزا دی تو اس وقت آپ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کر کے رویا کرتے تھے اور ان کے حق میں دعاء رحمت کیا کرتے تھے''۔

(احکام المرام باحیاء مآثر علماء اسلام، باب اول صفحہ 54 مطبوعہ سبحانی اکیڈمی اردو بازار لاہور طبع ثانی 1992)

(۲)-اسی ابراہیم میر سیالکوٹی نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یوں لکھا:

''حافظ ذہبی اپنی دوسری کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں آپ کے ترجمہ کے عنوان کو معزز لقب ''امام اعظم'' سے مزین کر کے آپ کا جامع اوصافِ حسنہ ہونا ان الفاظ میں ارقام فرماتے ہیں: ''کان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا کبیر الشان لایقبل جوائز السلطان بل یتجر ویکتب'' (تذکرۃ جلد 1 صفحہ 151) ''آپ (دین کے) پیشوا صاحبِ ورع، نہایت پرہیزگار عالمِ باعمل تھے (ریاضت کش) عبادت گزار تھے، بڑی شان والے تھے بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے بلکہ تجارت کر کے اور اپنی روزی کما کر کھاتے تھے''۔

(تاریخ اهل حدیث صفحہ 79 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ رحمان مارکیٹ غزنی اشاعت 2011)

(۳)-اسی کتاب کے صفحہ 85، 86 پر آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق یوں نقل کیا:

''حافظ شمس الدین ذہبی جیسے ناقد الرجال ''امام اعظم'' کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں''۔

(۴)-نیز صفحہ 73 پر یوں لکھا:

''حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ''۔

(۵)اسی کتاب کے صفحہ 143 پر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا:

''امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت''۔

(8)......مولوی محمد ادریس بھوجیانی:

(۱)-مولوی محمد ادریس بھوجیانی غیر مقلد نے لکھا:

''آپ کا اسمِ گرامی: نعمان، کنیت: ابوحنیفہ، لقب؛ امام اعظم''۔

(اربابِ علم وفضل صفحہ 42 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ نزد لطیف ھائی سکول ٹوبہ ٹیک سنگھ طبع اول اکتوبر 1987)

(۲)-اسی کتاب کے صفحہ 41 پر یوں لکھا:

''......شاگردوں میں حضرت امام موسیٰ کاظم، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام ثوری قابلِ ذکر ہیں''۔

(9)......حکیم محمد صادق سیالکوٹی:

(۱)-غیر مقلدین کے ''حکیم ومولانا'' صادق سیالکوٹی نے لکھا:

''تائیدِ ایزدی سے آپ علم کی معراج کو پہنچ گئے آپ کے ہم عصر لاینحل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے علم کی خوبیوں اور بلندیوں کے سبب آپ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہو گئے بہت سے لوگوں نے آپ سے علم کی دولت پائی''۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 238 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردوبازار لاہور تاریخ اشاعت جنوری 2000)

(۲)-حکیم صادق سیالکوٹی نے ''امام اعظم کے استاد کی شہادت'' کا عنوان کا

قائم کر کے لکھا:

''امام اعظم اپنے استادِ گرامی کے متعلق فرماتے ہیں: مارأیت مثلہ (میزان ذہبی) یعنی میں نے ان جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا''۔

(صلوۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 197 مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ

(تسہیل الوصول الی تخریج وتعلیق صلوۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 164 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور، تاریخ اشاعت جولائی 2005

(10)......مولوی داؤد غزنوی:

(۱)۔مخالفین کے ''ثقہ عالم'' مولوی داود غزنوی نے تحریر کیا:

''پھر کسی جگہ ان کا ذکر امام اعظم کے نام سے کرتے ہیں کسی جگہ ''سیّدنا امام ابوحنیفہ'' کہہ کر ادب واحترام سے کرتے ہیں اور ''حضرت الامام الاعظم'' ......''۔

(حضرت مولانا داود غزنوی صفحہ 378 مطبوعہ فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور، اشاعت ثانی اکتوبر 1994)

(۲)۔اسی داود غزنوی نے تھوڑا آگے جا کر یوں لکھا:

''نواب صدیق حسن خان جن کا ذکر بعض حلقوں میں اہانت اور تحقیر کے ساتھ کیا جاتا ہے اپنی مشہور تصنیف ''الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ'' میں تبع تابعین کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے یہ تیسرا طبقہ ہے اور اس طبقے کے اکابر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

منھم الامام جعفر الصادق وابو حنیفة النعمان بن ثابت الامام الاعظم ومالك والاوزاعی والثوری وابن جریج

ومحمد بن ادريس الشافعي وغيرهم وهذه الطبقات الثلاثة هي المشهود لها بالخير على لسان نبينا صلى الله عليه وسلم ...... وهم الصدر الاول والسلف الصالح والمحتج بهم في كل باب (صفحہ 42)

کہ ان تبع تابعین میں سے امام جعفر صادق، امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی وغیرھم ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ تین زمانے (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) خیر و برکت کے ہیں اور یہی اسلام کے صدرِ اول اور ہمارے سلف صالح ہیں جن سے ہر باب میں سند پیش کی جاسکتی ہے''۔

(حضرت مولانا داود غزنوی صفحہ 378، 379 مطبوعہ فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور، اشاعت ثانی اکتوبر 1994)

(11)......مرزا حیرت دہلوی:

مرزا حیرت دہلوی غیر مقلد نے لکھا:

''ہر قوم میں جو ممتاز لوگ ہو گئے ان کا ثانی کئی صدی میں بھی مشکل سے دیکھنے میں آیا مثلاً اسلام میں چار امام اور بڑے بڑے مفسر گزرے ہیں مگر فطرت نے ان کے گزرنے کے بعد کسی کو یہ شانِ علمی نہیں بخشی نہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سا کوئی پیدا ہوا نہ امام شافعی اور امام مالک اور حنبل کا ثانی دیکھنے میں آیا''۔

(حیاتِ طیبہ سوانح عمری شاہ اسماعیل شہید صفحہ 39 مطبوعہ اسلامی اکادمی ناشرانِ کتب اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت مئی 1984)

(12)......اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی:

(ا)- غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کے مسلمہ ''امام وشہید'' اسماعیل دہلوی نے یوں کہا:

''آپ کا اصلی نام نعمان ہے اور کنیت ابوحنیفہ ہے اور لقب ''امام اعظم'' ہے اور شجرہ نسب یہ ہے: نعمان بن ثابت بفا زوطی بن ماہ بن عسکر بن خفیان ابن شہ ہے، آپ سنہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے''۔

(حیات طیبہ سوانح عمری شاہ اسماعیل شہید صفحہ 84 مطبوعہ اسلامی اکادمی ناشران کتب اردو بازار لاہور، تاریخ اشاعت مئی 1984)

(۲)-اسی کتاب کے صفحہ 85 پر اسماعیل دہلوی کا یہ قول منقول ہے:

''سب سے زیادہ فخر حضرت امام باقر علیہ السلام کے حلقۂ درس میں شامل ہونے کا امام اعظم کو حاصل ہوا''۔

(13)......مولوی بدر الزمان غیر مقلد:

مولوی بدر الزمان (نیپالی) غیر مقلد نے اپنے مضمون ''تنقیح۔ تحقیق۔ تعلیق حیاتِ حضرت امام ابوحنیفہ پر مولانا کے حواشی'' میں لکھا:

''امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف اس قول کی نسبت کی صحت''۔

(اشاعت خاص ہفت روزہ الاعتصام لاہور، بیاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صفحہ 713، مقام اشاعت 31 شیش محل روڈ لاہور، طبع اول محرم الحرام 1426ھ مارچ 2005)

(14)......عبدالمتین میمن جوناگڑھی:

مولوی میمن جوناگڑھی غیر مقلد نے اپنی کتاب میں یوں باب قائم کیا:

''امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ''۔

(حدیثِ خیر و شر صفحہ 235 مطبوعہ دار الدعوۃ الاثریہ دھلی کالونی کراچی تاریخ اشاعت مارچ 1989ء)

(15)......مولوی فضل حسین بہاری:

(۱)- غیر مقلدین کے ''شیخ الکل ومحدّث جلیل'' میاں نذیر حسین دہلوی کے

شاگردِ رشید مولوی فضل حسین بہاری نے لکھا ہے کہ:

''آخر خطبہ میں ایک طرف کی تحلیف موجود ہے کہ ائمہ اربعہ کے دین کے مددگار اور پشت پناہ ہونے کا انکار سوائے معاند کے دوسرا کر ہی نہیں سکتا، یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ جو شخص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ''امامنا وسیّدنا ابوحنیفه النعمان'' لکھے وہ کبھی ان کی اسائتِ ادب کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں''۔

(الحیات بعد الممات صفحه 295 مطبوعه المکتبة الاثریه جامع اهل حدیث باغوالی سانگله هل ضلع شیخوپوره طباعتِ ثانی دسمبر 1984)

(۲)-صفحہ 296 پر مزید یوں لکھا:

''امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ''۔

(16)......ابوالقاسم سیف بنارسی:

(ا)-ابوالقاسم سیف بنارسی غیر مقلد نے لکھا ہے:

''پھر خلف کے لوگ جو امام اعظم کی طرف قواعد منسوب کرتے ہیں''۔

(دفاع صحیح بخاری صفحه 350 مطبوعه ام القریٰ پبلیکیشنز سیالکوٹ روڈ فتومنڈ گوجرانواله طبع اول ستمبر 2009)

(۲)-سیف بنارسی صفحہ 351 پر مزید لکھتا ہے کہ:

''امام اعظم بھی فرمایا کرتے تھے: هم رجال ونحن رجال''۔

(۳)-صفحہ 270 پر یوں لکھا:

''ہاں اگر امام اعظم کی بابت یہ کہا جائے''۔

(۴)-صفحہ 263 پر یوں لکھا ہے:

''امام اعظم کے نزدیک عمل قلب ولسان کو ایمان کہتے ہیں''۔

(۵)-نیز صفحہ 850 پر مزید یوں لکھا:

''امام اعظم سے پوچھا گیا''۔

(۶)-صفحہ 741 پر یوں لکھا:

''امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا''۔

(17)......ابوصہیب داود ارشد:

غیر مقلدین کے ''محقق جدید'' ابوصہیب محمد داود ارشد نے ''سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کے حاشیہ میں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو ''امام اعظم'' لکھا ہے۔

(حاشیہ سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 189 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت اکتوبر 2004)

(18)......مولوی محمد یوسف جے پوری:

غیر مقلدین کے مولوی محمد یوسف جے پوری نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا:

''امام ذہبی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ دائرۃ المعارف صفحہ 151 میں نقل فرمایا: ''ابوحنیفۃ الامام الاعظم فقیہ العراق کان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا کبیر الشان'' حضرت ابوحنیفہ بڑے امام ہیں، عراق کے فقیہ ہیں، آپ امام تھے، پارسا تھا، عالم تھے، عامل تھے، عبادت کرنے والے بڑی شان والے تھے''۔

(حقیقۃ الفقہ صفحہ 183 مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس شیش محل روڈ لاہور)

نوٹ: اس کتاب کی تصحیح ونظرِ ثانی غیر مقلدین کے حضرت مولانا محمد داؤد راز

گوڑ گانوی نے کی ہے۔

(19)......مولوی عبد السلام بستوی:

(۱)۔غیر مقلد مولوی عبد السلام بستوی نے یوں لکھا:

''حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے

(اسلامی خطبات جلد 1 صفحہ 531)

(۲)۔دوسرے مقام پر یوں لکھا ہے کہ:

''آپ کی عبرت ونصیحت کے لئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت سناتے ہیں''۔

(اسلامی خطبات جلد 1 صفحہ 284)

(20)......مولوی عبد المجید خادم سوہدروی:

مولوی زبیر علی زئی کے ''استاذ الاساتذہ'' مولوی عبد المجید خادم سوہدروی غیر مقلد نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

''علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:748ہجری) ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ امام اعظم فقیہ عراق امام متورع عالم عامل متقی اور کبیر الشان تھے''۔

(سیرتِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 47 مطبوعہ مسلم پبلی کیشنز قذافی مارکیٹ لاہور)

(21)...... پروفیسر حافظ عبد اللہ بہاولپوری:

مؤرخِ وہابیہ محمد اسحاق بھٹی نے معروف وہابی عالم پروفیسر حافظ عبد اللہ بہاولپوری کے حالات وواقعات تحریر کرتے ہوئے لکھا:

''کسی آدمی نے بہاولپوری سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو اس کے جواب

میں بہاولپوری نے جواباً کہا: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جو فقہ حنفی کی اولین کتاب ''الفقه الاكبر'' میں درج ہے...... اسے امام اعظم کا یہ قول کتاب سے دکھایا گیا''۔

(کاروانِ سلف صفحہ 333مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ بیرونِ امین پور بازار کوتوالی روڈ فیصل آباد اشاعت اگست 2012)

(22)......مولوی عبدالجبار غزنوی:

مولوی رمضان یوسف سلفی غیر مقلد نے مولوی عبدالجبار غزنوی کے متعلق یوں نقل کیا:

''آپ کو حدیث شریف کے جملہ مالہ وما علیہ پر بہت عبور وملکہ ہے آپ کو علمائے محدّثین ومجتہدین وفقہائے مذاہبِ اربعہ وائمہ اربعہ امام اعظم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل سے نہایت محبت ہے، سب کو تعظیم وتکریم کیساتھ یاد کرتے''۔

(مولانا عبد الوہاب محدث دہلوی اور ان کا خاندان صفحہ 43،44مطبوعہ مرکزی دارالامارۃ جماعت غرباء اہل الحدیث پاکستان، اشاعت اول جنوری2010)

(23)......ابوالحسنات علی محمد سعیدی:

ابوالحسنات علی محمد سعیدی غیر مقلد (مہتمم سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان) نے مختلف وہابی علماء کے فتاویٰ جات کو ''فتاویٰ علماء حدیث'' کے نام سے ترتیب دیتے ہوئے لکھا:

''نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اور نزدیک صاحبین کے بہر حال وہ مسجد زیرد کا نیں حکمِ مسجد میں ہوں گی''۔

(فتاویٰ علماء حدیث جلد 2صفحہ33 کتاب الصلوٰۃ حصہ اول طبع سوم

جنوری 2011مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث حافظ پلازہ مچھلی منڈی بالمقابل جلال دین ھسپتال نیو اردو بازار لاھور)

(24)......ابومعاویہ عبدالرحمٰن منیر راجووالوی:

مولوی ابومعاویہ عبدالرحمٰن منیر راجووالوی غیر مقلد نے مختلف وہابی علماء کے مضامین کو ترتیب دیا ہے، اپنی اس کتاب کے صفحہ 56 اور 70 میں اس نے حضور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو ''امام اعظم'' لکھا۔

(حقانیتِ مسلکِ اهل حدیث صفحہ 56 طبع اول 2000 مطبوعہ ملك سنز پبلیشرز کارخانہ بازار فیصل آباد)

﴿فصل﴾

(آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان غیر مقلدین کی نظر میں)

خاندان اور نسب:

(۱)۔حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے آپ کے دادا جان کے متعلق یوں لکھا ہے کہ: رحمۃ اللہ علیہ

''آپ کے دادا زوطیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہدِ خلافت میں اسلام قبول کیا آپ کے والد ثابت اسلام میں پیدا ہوئے''۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 236 تاریخ اشاعت جنوری 2000، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(۲)۔مولوی عبدالمنان نور پوری غیر مقلد نے لکھا:

''ان کے والد گرامی کا نام ثابت ہے، دادا کا نام زوطیٰ، پردادا کا نام ماہ ہے تو نسب اس طرح بنے گا: امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطیٰ بن ماہ''۔

(مقالات نور پوری صفحہ 168، عنوان مقالہ: ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تبارک وتعالیٰ مطبوعہ ادارہ تحقیقات سلفیہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ)

(۳)۔مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ:

''شجرہ نسب یہ ہے کہ: نعمان بن ثابت بفا زوطیٰ بن ماہ بن عسکر بن خفیان ابن شہ ہے...... آپ کے والد ثابت پہلے پہل حضرت کی خدمت میں

کوفہ حاضر ہوئے اور علاوہ اور تحائف عجمیہ کے آپ نے خاگینہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فرمائش سے اپنے باورچی سے پکوا کے پیش کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاگینہ اور عجمی تحفے لے کے بہت خوش ہوئے اور ثابت کو دعائے خیر دی"۔

(حیاتِ طیبہ شاہ اسماعیل شہید صفحہ 84 تاریخ اشاعت مئی 1984ء مطبوعہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)

دعائے علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے مصداق:

نواب علی حسن خان غیر مقلد نے نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے حوالے سے لکھا:

"حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ثابت جب صغر سنی میں حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجھہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے حق میں اور ان کی ذریت کے حق میں دعاء برکت دی، حضرت امام فرماتے ہیں کہ: ہم اپنے حق میں قبولیتِ دعاء کے امیدوار ہیں"۔

(مآثرِ صدیقی موسوم بہ سیرت والاجاہی حصہ چہارم صفحہ 7،8 طبع 1924ء مطبع منشی نولکشور لکھنو)

خاندانی پیشہ:

(۱)۔ حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ:

"آپ نساج تھے رحمۃ اللہ علیہ ریشمی پارچہ جافی کا بہت بڑا کارخانہ آپ کے گھر میں تھا اور پشت ہا پشت سے کپڑے کی تجارت کا یہ کام آپ کے خاندان میں ہوتا چلا آتا تھا، شروع شروع میں آپ بھی اپنے آبائی پیشے

میں مصروف رہے"۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 236 تاریخ اشاعت جنوری 2000، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

نیز سیالکوٹی غیر مقلد نے "آپ نساج تھے رحمۃ اللہ علیہ" کے حاشیہ میں یوں لکھا ہے:

"حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یأکل من عمل یدیه وان نبی اللّٰه داود کان یأکل من عمل یدیه (بخاری)، نہیں کھایا کسی نے کوئی کھانا بہتر اس سے کہ کھائے اپنے ہاتھ کے کسب سے اور تحقیق اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کھاتے تھے اپنے ہاتھوں کے عمل سے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے لوہے کی زرہ بنا کر بیچتے تھے اور یہ کمائی کھاتے تھے معلوم ہوا دستکاری انبیاء کی سنت ہے"۔

(ایضا صفحہ 236)

(۲)-مولوی عبدالمنان نورپوری غیر مقلد نے یوں لکھا:

"امام ابوحنیفہ بہت بڑے سوداگر تاجر تھے، تجارت کا کام کرتے تھے، شوق پیدا ہوا کہ علم حاصل کرنا چاہیے تو علم میں بھی کمال حاصل کیا"۔

(مقالات نور پوری صفحہ 168، عنوان مقالہ: ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تبارک وتعالیٰ مطبوعہ ادارہ تحقیقات سلفیہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ)

﴿فصل﴾

(آپ رضی اللہ عنہ کے اساتذہ غیر مقلدین کی نظر میں)

تعلیم اور اساتذہ کا ذکر:

(۱)۔مولوی اسماعیل دہلوی نے کہا:

''امام صاحب کا زمانہ بچپن و جوانی ایک پُر آشوب زمانہ تھا، ایسے زمانہ میں بعض وجوہ سے آپ علم کلام کی طرف متوجہ ہوئے مگر بعد ازاں چند اصحاب کی ترغیب سے آپ اول حماد کے حلقہ درس میں شامل ہوئے، حماد نے 120 ہجری میں وفات پائی، گوابھی امام ابوحنیفہ کو پورا حدیث میں ملکہ نہیں ہوا تھا، پھر بھی چسکا لگ گیا تھا اور آپ اس قابل ہو گئے تھے کہ فقہی مسائل کی جن کی اس زمانہ میں ضرورت تھی کچھ جانچ پڑتال کرتے، اس کے بعد آپ نے قتادہ کی شاگردی کی، پھر آپ نے سلیمان وسالم بن عبداللہ سے حدیث پڑھی، سلیمان حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جو رسول اللہ کی ازواج مطہرات میں سے تھیں غلام تھے اور فقہائے سبعہ میں فضل وکمال کے لحاظ سے ان کا دوسرا نمبر تھا، پھر بیروت میں (جو بندر دمشق ہے) اوزاعی سے تعلیم حدیث پائی، اس کے بعد سب سے زیادہ فخر حضرت امام باقر علیہ السلام کے حلقہ درس میں شامل ہونے کا امام اعظم کو (شرف) حاصل ہوا''۔

(حیاتِ طیبہ شاہ اسماعیل شہید صفحہ 84،85تاریخ اشاعت مئی 1984، مطبوعہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاهور)

(۲)-حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے یوں لکھا ہے:

"آپ نے فقہ کا علم حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے حاصل کیا اور حدیث عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ، ابواسحاق رحمہ اللہ، محمد بن منکدر رحمہ اللہ، ہشام بن عروہ رحمہ اللہ، نافع مولیٰ ابن عمر وغیرھم سے سماعت کی"۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 237تاریخ اشاعت جنوری 2000، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ حق سٹریٹ اردو بازار لاهور)

(۳)-مولوی عبدالمنان نور پوری غیر مقلد نے لکھا ہے:

"کتابوں میں بھی لکھا ہوتا ہے: تفقه علی حماد بن ابی سلیمان، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حماد بن ابی سلیمان کے پاس فقیہ بنے ہیں، ان سے انہوں نے فقہ حاصل کی ہے، حماد بن ابی سلیمان کے علاوہ بھی ان کے استاذ اور شیخ تھے، جن سے انہوں نے فقہ اوت تعلیم حاصل کی ہے، عطاء بن ابی رباح، موسی بن ابی عائشہ، نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہ، ہشام بن عروہ اور بھی بہت سارے اس وقت کے شیخ ہیں جن سے امام صاحب نے علم حاصل کیا ہے"۔

(مقالات نور پوری صفحہ170، عنوان مقالہ: ائمہ اربعہ رحمھم اللہ تبارک وتعالیٰ مطبوعہ ادارہ تحقیقات سلفیہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ)

﴿فصل﴾

(آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت غیر مقلدین کی نظر میں)

اعلیٰ کردار:

نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''الامام ابوحنیفة النعمان بن ثابت رضی الله عنه...... کان عالما عاملا زاهدا عابدا ورعا تقیا، کثیر الخشوع دائم التضرع الی الله تعالیٰ، واراد ابوجعفر المنصور ان یولیه القضاء فحلف ان لا یفعل فأمر به الی الحبس وکان یزید بن عمر بن هبیرة الفزاری امیر العراقین اراده ان یلی القضاء بالکوفة ایام مروان بن محمد آخر ملوك بنی امیة فأبی علیه فضربه مائة سوط وعشرة اسواط کل یوم عشرة اسواط وهو علی الامتناع فلما رأی ذالك خلی سبیله''۔

(نواب صدیق حسن خان بھوپالی: التاج المکلل من جواهر مأثر الطراز الآخر صفحه 131 مطبوعه دارالسلام ریاض)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ عالم باعمل، متقی،

پرہیزگار، بہت زیادہ عبادت کرنے والے، نماز میں مکمل سکون اختیار کرنے والے، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزی رکھنے والے تھے، خلیفہ ابوجعفر منصور نے آپ کو قاضی بنانے کا ارادہ کیا تو آپ نے قسم کھالی کہ نہیں بنیں گے تو اس نے قید کرنے کا حکم دیدیا، یزید بن عمر بن ہبیرہ فزاری جو عراقیوں کا امیر تھا اس نے بنوامیہ کے آخری حکمران مروان بن محمد کے زمانہ میں آپ کو قاضی بنانا چاہا آپ نے انکار کردیا تو اس نے 110 کوڑے لگوائے روزانہ دس کوڑے لگتے لیکن آپ اپنے انکار پر مصر رہے، اس نے یہ اصرار دیکھا تو چھوڑ دیا۔

غیر مقلدین کے مجدّد ومحدّث نواب صدیق حسن خان بھاپالی کے اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ باعمل کثرت سے عبادت کرنے کے عادی، حکمرانوں کے اصرار کے باوجود حکومتی عہدوں کو قبول نہ کرنے والے اور جرأت واستقامت کے پہاڑ تھے۔

مشکوک لقمہ تک آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں نہیں گیا:

حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے لکھا ہے:

"شروع شروع میں آپ بھی آبائی پیشے میں مصروف رہے، حلال کی روزی کما کر کھائی آپ کی گٹی میں تھی مشکوک لقمہ تک آپ کے پیٹ میں نہیں گیا"۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 236،237 تاریخ اشاعت جنوری 2000ء مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ عامل بالحدیث تھے:

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی غیر مقلد نے لکھا:

"امام (ابوحنیفہ) صاحب کی حیات پر نگاہ ڈالی جائے تو راز بے نقاب

ہوگا کہ آپ عامل بالحدیث تھے اور خلافِ قرآن وسنت ایک قدم آگے بڑھنا کسی صورت گوارہ نہ کرتے تھے''۔

(سیرتِ ثنائی صفحہ 56 اشاعتِ اول مئی 1989 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ خوفِ الٰہی سے لبریز اور فرشتہ خصلت انسان تھے:

مولوی حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے لکھا:

''آپ بڑے عابد، زاہد، خداترس، متقی، پرہیزگار تھے، دل ہر وقت خوفِ الٰہی سے لبریز رہتا تھا، اللہ کے حضور تضرع کرتے رہتے اور بہت کم بولتے تھے، بڑے سلیم الطبع، بلند اخلاق، پسندیدہ طبیعت، منکسر المزاج، ملنسار، بردبار، عالم باعمل اور فرشتہ خصلت انسان تھے، تقویٰ اور خوفِ خدا آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، دیانت آپ کی مسلّم تھی''۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 238 تاریخ اشاعت جنوری 2000 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

نماز میں آپ رضی اللہ عنہ کے خشوع وخضوع کا عالم:

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی غیر مقلد نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نماز کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

''اقامتِ صلوۃ میں 4 چیزوں کو پیشِ نظر رکھنا نہایت ضروری ہے!

(۱)- پابندیء وقت، (۲)- تعدیلِ ارکان یعنی رکوع، سجود، قیام وغیرہ میں اعتدال، (۳)- خشوع وخضوع، (۴)- باجماعت نماز پڑھنا۔

امام صاحب کو ان چاروں کا خیال رہتا تھا اور شاید ہی کوئی ایسی نماز ہو جس میں امام صاحب نے کسی ایک چیز کو ترک کیا ہو''۔

ان چیزوں کو پیشِ نظر نہ رکھنے والوں کو تنبیہ کرنے کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ کی نماز کے بارے میں مزید لکھتے ہیں:

"حالانکہ امام صاحب اتنی آہستہ اور آرام سے نماز پڑھا کرتے تھے کہ آج کوئی اہلِ حدیث اتنی آرام سے نماز نہ پڑھتا ہوگا اور آپ پر نماز میں وہ رقت طاری ہوتی اور ایسا خشوع پیدا ہوتا کہ آج اس کا تصور بھی مُحال ہے"۔

(سیرت امام ابوحنیفہ صفحہ 18،19 مطبوعہ مسلم پبلی کیشنز قزافی مارکیٹ لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ بہت سخی اور مسلمانوں کے غمخوار تھے:

غیر مقلدین کے "مجدّد" نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے لکھا:

"وکان ابوحنیفة حسن الوجه، حسن المجلس، شدید الکرم، حسن المواساة لاخوانه، احسن الناس منطقا واحلاهم نغمة،

ترجمہ: اور امام ابوحنیفہ خوبصورت شکل وصورت کے مالک تھے اور اچھی مجلس والے تھے بہت زیادہ سخی اور مسلمانوں کی غمخواری کرنے والے تھے، اچھی گفتگو کرنے والے اور خوبصورت آواز والے تھے"۔

(التاج المکلل صفحہ 131 مطبوعہ مکتبہ دارالسلام الریاض)

آپ رضی اللہ عنہ مؤثر شخصیت اور امام جہاں تھے:

مولوی محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد نے یوں لکھا:

"حضرت امام رحمہ اللہ کو جہاں دین کے فقہی معاملات میں اعجازی مقام حاصل تھا وہاں وہ وقت کی سیاسیات سے بھی بے خبر نہ تھے، وہ ان

مؤثرات کو خوب سمجھتے تھے جن سے ایک غلط حکومت ماحول کو متاثر کر سکتی ہے اس لئے حضرت امام جہاں اپنے دارالافتاء میں مجتہدانہ انداز سے کتاب وسنت کے بعض مقاصد کی تکمیل فرماتے تھے وہاں ایک ماہر سیاست دان کی طرح حکومتِ وقت کی نارسائیوں اور کمزوریوں سے بھی واقف اور باخبر تھے اور حکومت بھی اس مؤثر شخصیت اور اس کے دوررس اثرات سے واقف تھی، حضرتِ امام کی قوتِ نفوذ اور عوام میں حضرت امام کی مقبولیت حکومت سے پوشیدہ نہ تھی اور نہ ہی حضرت امام اپنی ہمہ گیر قوت سے بے خبر تھے، اس لئے ناممکن تھا کہ: کوئی موقعہ حضرت امام کی نظروں سے اوجھل ہو جائے''۔

(فتاویٰ سلفیہ صفحہ 141 طبع اول 1987 مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس 2 شیش محل روڈ لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ کا حافظہ بلا کا تھا:

حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے لکھا:

''اللہ تعالیٰ جب کسی سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو اس کی طبیعت میں اس کا رجحان ومیلان پیدا کر دیتا ہے، آپ کی طبیعت یک لخت پلٹا کھایا اور آپ تحصیلِ علم کی طرف مائل ہو گئے، حافظہ بلا کا تھا، طبیعت علم کو ایسے جذب کرتی گئی جیسے آگ پانی کو''۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 237 تاریخ جنوری 2000 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

فصل

(آپ رضی اللہ عنہ کا دینی مقام غیر مقلدین کی نظر میں)

آپ رضی اللہ عنہ آئینی شخصیت تھے:

غیر مقلدین کے ''شیخ الحدیث واستاذ العلماء'' محمد اسماعیل سلفی نے ''سیّدنا الامام'' سرخی قائم کر کے لکھا ہے:

''جس قدر یہ زمین سنگلاخ تھی اسی قدر وہاں اعتقادی اور عملی اصلاح کے لئے ایک آئینی آدمی کی ضرورت تھی جسکے علم و عقل کی پنہائیاں اس سرزمین مفاسد کو سمیٹ لیں میری ناقص رائے میں یہ آئینی شخص حضرت امام ابوحنیفہ تھے جن کی فقہی موشگافیوں نے اعتزال و تجہم کے ساتھ رفض و تشیع کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا، اللھم ارحمہ واجعل الجنۃ الفردوس مأواہ''۔

(فتاویٰ سلفیہ صفحہ 141 مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس 2شیش محل روڈ لاہور طبع اول 1987)

آپ رضی اللہ عنہ جیسا بعد میں کوئی پیدا ہی نہیں ہوا:

مرزا حیرت دہلوی غیر مقلد نے یوں لکھا:

''ہر قوم میں جو ممتاز لوگ ہو گئے، اُن کا ثانی کسی صدی میں بھی مشکل سے دیکھنے میں آیا، مثلاً اسلام میں چار امام اور بڑے بڑے مفسر گزر گئے، مگر

فطرت نے ان کے گزرنے کے بعد کسی کو یہ شان علمی نہیں بخشی، نہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سا کوئی پیدا ہوا، نہ امام شافعی اور امام مالک اور حنبل کا ثانی دیکھنے میں آیا''۔

(حیات طیبہ شاہ اسماعیل شہید صفحہ 39 تاریخ اشاعت مئی 1984 مطبوعہ اسلامی اکادمی ناشران کتب اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ ہمارے عظیم پیشوا ہیں:

(۱)۔غیر مقلدین کے ''شیخ الکل، محدّث جلیل'' میاں نذیر حسین دہلوی نے اپنی کتاب کے ''باب اول: بیچ فضائل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے'' عنوان کے تحت لکھا:

''اقول: ہر چند کہ فضائل سے امام صاحب کے ہم کو عین عزت اور فخر ہے اس لئے کہ وہ ہمارے پیشوا ہیں''۔

(معیار الحق صفحہ 29 مطبوعہ جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساھووالہ سیالکوٹ تاریخ اشاعت مئی 2007ء)

(۲)۔مولوی فضل حسین بہاری غیر مقلد نے وہابی ''شیخ الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی کے حوالے سے یوں لکھا ہے:

''امام صاحب کے وہ فضائل جو واقعی اور سند صحیح سے ثابت ہوں میرے لئے عین باعث عزت وفخر ہیں کیونکہ وہ ہمارے پیشوا تھے اور ہم امورِ حق میں ان کے پیرو ہیں''۔

(الحیات بعد الممات صفحہ 296 طباعت دوم دسمبر 1984ء مطبوعہ المکتبۃ الاثریۃ جامع اہل حدیث باغوالی سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ)

(۳)۔عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے مولوی نذیر حسین دہلوی کے ہی حوالے سے یوں تحریر کیا:

''ہمارا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے، ائمہ اربعہ کو ہم مانتے ہیں،

چاروں کو ہم حق پر سمجھتے ہیں، امام ابوحنیفہ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں''۔

(حیاتِ نذیر صفحہ 82 طبع 2007 مطبوعہ کتاب سرائے الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم اور متقی تھے:

حافظ عبدالمنان نور پوری غیر مقلد نے لکھا ہے:

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ...... کتنے بڑے عالم اور فقیہ بزرگ ہیں اور متقی نیک و پرہیز گار بھی ہیں، زمانہ بھی ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہے''۔

(مقالات نور پوری صفحہ 381 مقالہ ضعیف روایات مطبوعہ ادارہ تحقیقاتِ سلفیہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ)

آپ رضی اللہ عنہ امام المتقین ہیں:

غیر مقلد مولوی حکیم محمد صادق سیالکوٹی نے لکھا:

''امام المتقین، سراج المساکین حضرت امام ابوحنیفہ''۔

(تجلیاتِ رمضان صفحہ 79 تاریخ شاعت اپریل 2006 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت وفقاہت مسلم ہے:

غیر مقلدین کے ''امام العصر'' حافظ محمد محدث گوندلوی کی کتاب ''الاصلاح'' پر غیر مقلدین کے ہی ''فضیلۃ الشیخ'' حافظ صلاح الدین نے مقدمہ تحریر کیا ہے جس میں صلاح الدین نے لکھا ہے:

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت وفقاہت مسلم ہے اس میں دورائے نہیں''۔

(الاصلاح صفحہ 15 مطبوعہ ام القریٰ پبلی کیشنز گوجرانوالہ طبع دوم

جنوری 2011ء)

غیر مقلدین کا آپ رضی اللہ عنہ کو حنفیوں سے بڑھ کر ماننے کا دعویٰ:

غیر مقلدین کے امام مولوی محمد یوسف جے پوری نے "باب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب کے بیان میں تنبیہ" کے تحت لکھا ہے کہ:

"وہ حالات ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جو افراط وتفریط سے محفوظ ہوں اس کو جناب امام رحمہ اللہ کی کسرِ شان پر محمول نہ فرمائیں ورنہ میرے نزدیک تو آپ اس سے بھی بڑھ کر ہیں، جیسا کہ امام ذہبی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ دائرۃ المعارف صفحہ 151 میں نقل فرمایا ہے:"ابوحنیفة الامام الاعظم فقیه العراق کان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا کبیر الشان قال ابن المبارك افقه الناس وقال الشافعی الناس فی الفقه عیال علی ابی حنیفة وقال یزید مارأیت احدا ورع ولا اعقل من ابی حنیفة" حضرت ابوحنیفہ بڑے امام ہیں، عراق کے فقیہ ہیں، آپ امام تھے، پارسا تھے، عالم تھے، عامل تھے، عبادت کرنے والے، بڑی شان والے تھے، ابن المبارک نے کہا: بڑے فقیہ تھے لوگوں میں، امام شافعی نے فرمایا کہ لوگ عیال تھے فقہ میں ابوحنیفہ کے، کہا یزید نے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو زیادہ پارسا اور عقل والا امام ابوحنیفہ سے"۔

(حقیقۃ الفقہ صفحہ 183، 184 مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس 2 شیش محل روڈ لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ قابلِ اعتماد معروف فقیہ ہیں:

غیر مقلدین کے "محدّث العصر" مولوی یحییٰ گوندلوی نے لکھا ہے:

''امام صاحب کا شمار ان چند افراد میں سے ہے جن کے نام پر چوتھی صدی ہجری کے بعد مستقل مذاہب قائم کئے گئے اور ان کی فقاہت کو ان کے مقلدین نے حرفِ آخر اور قابلِ اعتماد خیال کیا، امام صاحب ایک معروف فقیہ ہیں، جن کے آج بھی لاتعداد مقلد ہیں''۔

(داستانِ حنفیہ صفحہ 39 مطبوعہ ادارۃ العلم شیش محل روڈ لاہور طبع اول 1995ء)

آپ رضی اللہ عنہ کا شمار صلحائے امت میں:

مخالفین کے ''استاذ الاساتذہ وحافظ'' محمد عبداللہ غازی پوری نے لکھا:

''صلحائے امت میں سے کسی کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہوں یا اور کوئی، برا کہنا جائز نہیں، حدیث شریف میں عموماً امواتِ مسلمین صالحین کے برا کہنے سے نہی آئی ہے''۔

(مجموعہ فتاویٰ صفحہ 706 کتاب الادب مطبوعہ دار ابی الطیب للنشر والتوزیع گل روڈ حمید کالونی گوجرانوالہ اشاعت اول فروری 2015)

آپ رضی اللہ عنہ جلیل القدر، ذکی اور ذہین امام ہیں:

مؤرخِ غیر مقلدین عبدالرشید عراقی نے اپنے مضمون ''مولانا رحمہ اللہ اور ان کی علمی خدمات'' میں لکھا ہے:

''امام ابوحنیفہ جلیل القدر امام اور فقیہ تھے، 80ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے، زہد وتقویٰ، ذکاوت وفطانت میں بلند مرتبہ پر فائز تھے، 150ھ میں آپ نے بغداد میں انتقال کیا''۔

(اشاعت خاص ہفت روزہ "الاعتصام لاہور" بیاد: مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صفحہ 844 مقام اشاعت شیش محل روڈ لاہور، طبع اول محرم الحرام ۱۴۲۶ھ مارچ 2005)

آپ رضی اللہ عنہ کے علم وفضل میں کوئی شبہ نہیں:

غیر مقلدین کے ہاں "نوابِ اہلحدیث" کے لقب سے جانے جانے والے مولوی وحید الزماں حیدر آبادی نے یوں لکھا ہے:

"ہمارے اماموں نے کہ جن کے کمال علم وفضل میں کوئی شبہ نہیں، جیسے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک اور دوسرے ائمہ ہیں"۔

(لغات الحدیث، کتاب الصاد باب الصاد مع الواو جلد 2 صفحہ 652 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ فقہ کے مشہور امام ہیں:

غیر مقلدین کے "محقق العصر" زبیر علی زئی نے لکھا ہے کہ:

"پانچویں صدی ہجری سے لیکر بعد والے زمانوں میں عام اہل حدیث علماء (محدّثین) کے نزدیک امام ابوحنیفہ فقہ کے مشہور امام تھے اور یہی راجح ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: "فقیہ مشہور: یعنی امام ابوحنیفہ مشہور فقیہ تھے""۔

(فتاوی علمیہ المعروف توضیح الاحکام جلد 1 صفحہ 188 اشاعت جنوری 2011 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

فقہ میں لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں:

(۱)۔مشہور غیر مقلد مولوی محمد یوسف جے پوری نے سیدی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فقاہت کو امام شافعی اور امام عبداللہ بن مبارک کے اقوال کو نقل کر کے یوں تسلیم کیا ہے:

"وہ حالات ذکر کرنا چاہتا ہوں جو افراط وتفریط سے محفوظ ہوں اس کو جناب امام کی کسرِ شان پر محمول نہ فرمائیں...... ابن مبارک نے کہا:

بڑے فقیہ تھے لوگوں میں، امام شافعی نے فرمایا کہ: لوگ عیال تھے فقہ میں ابوحنیفہ کے''۔

(حقیقة الفقه صفحه 183 مطبوعه اسلامك پبلشنگ هاؤس شیش محل روڈ لاهور)

(۲)۔نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد کے بیٹے نواب علی حسن خان غیر مقلد نے یوں لکھا ہے:

''امام شافعی فرماتے ہیں کہ: جو شخص فقہ میں تبحر حاصل کرلے وہ عیالِ ابوحنیفہ میں داخل ہے، امام صاحب کے تحفظ دین وورع وغیرہ میں کوئی شک نہیں ہے''۔

(مآثرِ صدیقی موسوم به سیرت والا جاهی حصه چهارم صفحه 8 مطبوعه منشی نولکشور لکهنوء)

فقہ میں ''ابوحنیفہ'' بننے کا عزم رکھو:

محمد رمضان یوسف سلفی غیر مقلد نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے قول کو یوں نقل کیا ہے:

''مولانا امرتسری نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: تم حدیث میں امام بخاری رحمہ اللہ اور فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بننے کا عزم رکھو اور محنت سے تعلیم حاصل کرو''۔

(مولانا عبد الوهاب محدث دهلوی اور ان کا خاندان صفحه 57 اشاعت اول جنوری 2010 مطبوعه شعبه نشرواشاعت مرکزی دار الامارت جماعت غرباء اهل حدیث پاکستان)

آپ رضی اللہ عنہ تمام مجتہدین میں علم و فضل اور عمل میں افضل ہیں:

• نواب علی حسن خان غیر مقلد نے لکھا:

''اگر یہ اکابرِ ملت نہ ہوتے تو قرآن کریم کو کون ہم تک پہنچاتا اور اجتہاد کا باب کون ہمارے منہ پر مفتوح کرتا، اگر یہ حاملانِ علومِ نبوت و ناقلانِ روایاتِ ملت مطعون مجروح قرار دیئے جائیں اور انکی شان مین سوء ظن روا رکھا جائے تو پھر وہ کون ہے جس پر سلف صالحین کا اطلاق کیا جائے، یہ حسن عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، جو تمام مجتہدین میں علم و فضل و عمل کے لحاظ سے اول درجہ رکھتے ہیں''۔

(مأثر صدیقی موسوم به سیرت والا جاهی حصه چهارم صفحه 7طبع 1924 طبع نولکشور لکهنوء)

آپ رضی اللہ عنہ علومِ فقہ اور قرآن وسنت کے علوم میں بے نظیر تھے:

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی غیر مقلد نے لکھا:

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کو مختلف کمالات سے نوازا تھا اور الگ الگ اوصاف سے متصف فرمایا تھا یوں کہہ لیجئے کہ ہر پھول میں جدا جدا رنگ بھرا تھا جو انفرادی خوبی ایک کو عطاء فرمائی تھی وہ دوسرے کو نہیں، جو دوسرے کو بخشی تھی وہ تیسرے کو نہیں، جو تیسرے کو ودیعت کی تھی وہ چوتھے کو نہیں دی تھی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اگر علومِ قرآن کمال رکھتے تھے تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ علومِ سنت میں لاثانی تھے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اگر علومِ حدیث میں ممتاز تھے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علوم (فقہ) میں بے نظیر تھے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو علوم قرآن میں یکتا تھے، کیا کوئی شخص ان کے متعلق یہ نظریہ رکھتا ہے کہ وہ علومِ سنت و علوم فقہ سے عاری تھے؟ نہیں، ٹھیک اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

جو علوم فقہ میں منفرد تھے کے متعلق یہ نظریہ رکھنا صحیح نہیں کہ وہ علومِ قرآن وسنت سے واقف نہیں تھے''۔

(سیرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 46 مطبوعہ مسلم پبلی کیشنز 10 قذافی مارکیٹ لاهور)

آپ رضی اللہ عنہ ائمہ سلف میں سے ہیں:

غیر مقلدین کے ''امام العصر'' مولوی ابرہیم میر سیالکوٹی نے ابن تیمیہ کا قول نقل کیا:

''امام مالک، امام احمد اور امام ابوحنیفہ وغیرھم ائمہ سلف میں سے ہیں''۔

(تاریخ اهل حدیث صفحہ 78 اشاعت 2011 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاهور)

آپ رضی اللہ عنہ سے بغض کرنا خلاف شیوہ بیانی ہے:

مولوی عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے مولوی نذیر حسین دہلوی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا؛

''ہمارا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے، ائمہ اربعہ کو ہم مانتے ہیں، چاروں کو ہم حق پر سمجھتے ہیں، امام ابوحنیفہ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں، ان کے بغض کو خلافِ شیوہ بیانی سمجھتے ہیں''۔

(حیاتِ نذیر صفحہ 82 طبع 2007 مطبوعہ کتاب سرائے الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاهور)

فصل

(آپ رضی اللہ عنہ کا محدّث ہونا غیر مقلدین کی نظر میں)

آپ رضی اللہ عنہ پر مخالفتِ حدیث کا الزام لگانے والا خود غلطی پر ہے:

آلِ نجد کے شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانی نے واشگاف الفاظ میں تحریر کیا:

"ومن ظن بابی حنیفة او غیره من ائمة المسلمین انهم یتعمدون مخالفة الحدیث الصحیح لقیاس او غیره فقد اخطأ علیهم وتکلم اما بظن واما بهوی، فهذا ابوحنیفة یعمل بحدیث التوضی بالنبیذ فی السفر مخالفة للقیاس وبحدیث القهقهة فی الصلوٰة مع مخالفة للقیاس لاعتقاده صحتهما وان کان ائمة الحدیث لم یصححوهما".

(ابن تیمیه: فتاوی ابن تیمیه جلد20صفحه168مطبوعه دار الجلیل)

ترجمہ: جو شخص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ یا دیگر ائمہ مسلمین کے بارے میں یہ گمان کرے کہ وہ حضرات قیاس وغیرہ کی وجہ سے جان بوجھ کر صحیح حدیث کی مخالفت کرتے تھے وہ ان حضرات کے بارے میں غلطی کا شکار ہے اور ایسی بات کہنے والا یا تو محض گمان سے کام لیتا ہے اور یا پھر خواہش کا پیروکار ہے، چنانچہ یہی امام ابوحنیفہ ہیں جو حدیث کی پیروی اور قیاس

کی مخالفت کرتے ہوئے سفر میں نبیذ سے وضوء کرنے اور نماز میں قہقہہ لگانے سے وضوء کے ٹوٹنے پر بھی حدیث کی مطابقت اور قیاس کی مخالفت میں فتوی دیتے ہیں، وہ ان دونوں حدیثوں کو استدلال کے لئے صحیح مانتے ہیں اگرچہ دوسرے علماء نے ان سے استدلال کرنے کو صحیح نہیں سمجھا۔

آپ رضی اللہ عنہ عامل بالحدیث اور لاثانی فقیہ تھے:

مولوی ابوانس محمد یحیٰ گوندلوی غیر مقلد نے یوں تحریر کیا ہے کہ:

''امام ابوحنیفہ فقاہت میں لاثانی، تقوی وورع میں بے مثال، حدیث پر عمل کرنے والے اور ضعیف حدیث کو قیاس پر مقدم سمجھنے والے تھے''۔

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں صفحہ 108 مطبوعہ ادارہ مطبوعاتِ سلفیہ راولپنڈی اشاعت 2009ء)

آپ رضی اللہ عنہ اسلام کے محسن اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی ہیں:

غیر مقلدین کے محقق ابوصہیب محمد داؤد ارشد نے لکھا ہے:

''ہم امام صاحب (امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کو مسلمان، پرہیزگار، متقی، اللہ کو یاد کرنے والا، قرآن کا خادم، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فدائی، اسلام کا محسن، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تصور کرتے ہیں اور ان کے بعض اجتہادات کو دیگر ائمہ کی نسبت ترجیح دیتے ہیں''۔

(دین الحق بجواب جاء الحق جلد 1 صفحہ 516 ناشر مکتبہ عزیزیہ لاہور تاریخ اشاعت فروری 2011ء)

آپ رضی اللہ عنہ اکابر محدثین میں شامل ہیں:

مولوی عبدالرشید عراقی غیر مقلد نے ایک کتاب کے تعارف میں لکھا ہے:

''بابِ سوم میں مصنف نے دس اکابر محدثین کے مختصر سوانح حیات اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ان کی خدماتِ جلیلہ کا تذکرہ کیا ہے، اور یہ دس اکابر محدثین ائمہ اربعہ اور اصحابِ صحاح ستہ ہیں''۔

(چالیس علمائے اہلحدیث صفحہ 391 تاریخ اشاعت اکتوبر 2003 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ کے اجتہادات احادیثِ مبارکہ کے ہرگز خلاف نہیں ہیں:

غیر مقلدین کے ''شہیر اسلام'' مولوی احسان الٰہی ظہیر کے استاد مولوی ابوالبرکات احمد غیر مقلد سے یہ سوال کیا گیا کہ: ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا کسی اور مجتہد کو اس بناء پر لعنۃ اللہ کہنا جائز ہے؟'' تو مولوی ابوالبرکات نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

''کسی امام نے بھی حدیث کے خلاف اجتہاد نہیں کیا، حدیث کے خلاف اجتہاد اور پھر امام؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جو حدیث کے خلاف اجتہاد کرے وہ امام نہیں ہوسکتا، نہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے خلاف اجتہاد کیا اور نہ کسی اور امام نے، جس وقت حدیث نہیں ملتی اسی وقت مجتہد اجتہاد کرتا ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قیاس پر عمل کرنے سے ضعیف حدیث پر عمل کرنا بہتر ہے، جو ائمہ دین گزرے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے تھے اور دین کے مبلغ تھے، انہوں نے اپنے علم کے مطابق دین کی تبلیغ کی اور بڑی مخلصانہ تبلیغ کی ہے، ائمہ دین پر لعنت تو دور کی بات ہے ان پر بے جا تنقید اور ان کے حق میں چرب زبانی کرنا بھی قسوۃ القلب کی علامت ہے اور عاقبت خراب کرنے والی بات ہے''۔

(فتاوی بر کاتیه صفحه 308)

آپ رضی اللہ عنہ شمع حدیث کے پروانے اور شیدائی ہیں:

حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ:

"غور کریں کہ امام صاحب حدیث کے کتنے شیدائی ہیں کہ ضعیف حدیث تک کو آراء رجال سے زیادہ پسند کرتے ہیں، شمع حدیث کے پروانہ ہیں"۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 243 تاریخ اشاعت جنوری 2000 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی حدیث تھا:

(۱)-حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے یوں لکھا:

"امام صاحب کا مذہب حدیث تھا، ان کا عمل (ما انا علیه واصحابی) پر تھا"۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 244 تاریخ اشاعت جنوری 2000 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(۲)-نواب علی حسن خان غیر مقلد نے یوں لکھا:

"حضرت امام اعظم اتباع حدیث کو خاص اپنا مذہب قرار دیتے ہیں"۔

(مآثرِ صدیقی موسوم به شیرت والا جاهی حصه چهارم صفحه 16 طبع 1924 طبع منشی نولکشور لکھنو)

آپ رضی اللہ عنہ حدیث سے بے حد محبت کرنے والے تھے:

(۱)-حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے یوں اقرار کیا ہے:

"جہاں حدیث نہیں ملی وہاں امام صاحب نے اپنے اجتہاد سے مسئلہ بتایا ہے...... رحمت ہو اللہ کی امام صاحب پر، کتنا ڈر ہے اللہ کے دین کے

بارے میں''

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 242 تاریخ اشاعت جنوری 2000 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاھور)

(۲)- اسی سیالکوٹی غیر مقلد نے مزید یوں لکھا:

''حدیث کے مل جانے پر اپنی رائے کو پرکاہ کے برابر بھی نہیں جانا، ڈر ڈر کر، بچ بچ کر بڑی احتیاط سے مسائل بتائے''۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 244......ایضا)

آپ رضی اللہ عنہ پر لاکھوں رحمتیں ہوں:

مولوی حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے یوں لکھا:

''لاکھوں رحمتیں ہوں امام صاحب پر، انہوں نے حدیث پاک کو ہی اپنا مذہب بنایا''۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 244 تاریخ اشاعت جنوری 2000 مطبوعہ نعمانی کتب کانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاھور)



﴿فصل﴾

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سچے پیروکار

آپ رضی اللہ عنہ اپنے قول کو کسی بھی صحابی کے قول پر مقدم نہیں رکھتے:

نواب علی حسن خان غیر مقلد نے اپنے والد نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد کے حوالے سے یوں نقل کیا:

''اللہ اکبر حضرت امام صاحب کے انصاف کو دیکھنا چاہیے کہ وہ اپنے قول کو صحابی کے قول پر بھی مقدم نہیں رکھتے آنحضرت کی حدیث اور کتاب اللہ کا تو کیا ذکر''۔

(مآثرِ صدیقی موسوم بہ سیرت والاجاہی حصہ چہارم صفحہ 15 طبع 1924 طبع نولکشور لکھنوء)

آپ رضی اللہ عنہ مذہب صحابہ پر کاربند رہے:

غیر مقلدین کے ''محقق العصر'' زبیر علی زئی کے دادا استاد مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی نے لکھا:

''آپ کا تعامل قرآن وحدیث پر تھا اور جو مذہب صحابہ کرام کا تھا اسی پر آپ کاربند تھے''۔

(سیرتِ ثنائی صفحہ 57 اشاعت اول مئی 1989 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

﴿فصل﴾

(آپ رضی اللہ عنہ کا مجتہد ہونا غیر مقلدین کی نظر میں)

آپ رضی اللہ عنہ عظیم مجتہد ہیں:

(۱)-مخالفین کے "شیخ الاسلام ومناظرِ اسلام" مولوی ثناءاللہ امرتسری نے لکھا:
"جس مسئلہ کو ہم صحیح جانتے ہیں اس لئے جانتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے، جس کو غلط جانتے ہیں اس لئے جانتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا چنانچہ ائمہ مجتہدین خصوصا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے خود فرمایا ہے کہ: "اذا صح الحدیث فھو مذھبی "یعنی جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے"۔

(اھل حدیث کا مذھب صفحہ 16 مطبوعہ دار الکتب السلفیہ شیش محل روڈ لاھور طبع اول: مئی 2006) و (رسائل ثنائیہ صفحہ 63 مطبوعہ مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاھور طبع دوم: فروری 2011)

(۲)-مخالفین کے شیخ الکل ومحدّث جلیل میاں نذیر حسین دہلوی نے لکھا ہے:
"امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ مجتہد مطلق بلا ریب ہیں"۔

(فتاوی نذیریہ جلد 1 صفحہ 167 کتاب التقلید والاجتھاد مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث حافظ پلازہ مچھلی منڈی نیو اردو بازار لاھور اشاعت: جولائی 2010)

(۳)-غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولوی محمد اسماعیل سلفی نے لکھا:

''مجتہدین میں کوئی بٹوارہ نہیں، مذاہبِ اربعہ کے مجتہدین اہلحدیث کے بھی امام اور مجتہد ہیں''۔

(تحریك آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی صفحہ 490 مطبوعہ مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاهور طبع اول: جنوری 2008)

(۴)-نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے بیٹے نواب علی حسن خان بھوپالی نے اپنے والد کے بارے لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ:

''امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نسبت وہ لکھتے ہیں کہ امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کو ائمہ اربعہ اجتہاد میں شرفِ تقدم حاصل ہے''۔

(مآثرِ صدیقی موسوم به سیرت والاجاهی حصه چهارم صفحه 6 مطبوعه منشی نولکشور لکهنوء)

(۵)-نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے الفاظ کو اس کے بیٹے نے یوں بھی نقل کیا کہ:

''یہ حسن عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، جو تمام مجتہدین میں علم وفضل وعمل کے لحاظ سے اول درجہ رکھتے ہیں بلکہ تمام ائمہ عظام امام شافعی اور امام احمد اور انکے نظراء جو جھابذۂ حدیث وسنت تھے سب کے ساتھ ہے''۔

(مآثرِ صدیقی موسوم به سیرت والاجاهی حصه چهارم صفحه 7 مطبوعه منشی نولکشور لکهنوء)

(۶)-ماسوا جامع ترمذی صحاح ستہ کے مترجم نواب وحید الزمان حیدر آبادی غیر مقلد نے تحریر کیا ہے:

''ابوحنیفۃ: مشہور مجتہد ہیں ان کے اجتہاد پر عمل کرنے والوں کو ''حنفی'' کہتے ہیں''۔

(لغات الحدیث عربی اردو کتاب الحاء، باب: الحاء مع النون جلد اول صفحہ 522 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاھور تاریخ اشاعت اگست 2005)

(۷)۔نواب وحیدالزمان حیدرآبادی غیر مقلد نے یوں بھی لکھا:

''ہم اگلے تمام مجتہدوں کو، جیسے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک وغیرہ ہیں...... خصوصاً امام اعظم کی نسبت وہ تو سب مجتہدوں سے زیادہ حدیث کے پیرو تھے''۔

(لغات الحدیث جلد 1 صفحہ 366 کتاب الجیم باب الجیم مع الھاء)

(۸)۔نواب وحیدالزمان حیدرآبادی غیر مقلد نے اپنی دوسری کتاب میں مزید لکھا

''امام ابوحنیفہ اتنے بڑے مجتہد تھے''۔

(رفع العجاجۃ ترجمۃ سنن ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 437 مطبوعہ مہتاب کمپنی ناشران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاھور)

(۹)۔غیر مقلد ''محقق'' ارشادالحق اثری نے لکھا ہے:

''ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا مجتہد ہونا مسلم ہے''۔

(مقالاتِ اثری جلد 1 صفحہ 88)

(۱۰)۔حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے لکھا ہے:

''اصل بات یہ ہے کہ اللہ کی توفیق اور اس کا فضل آپ (رضی اللہ عنہ) کے شاملِ حال تھا اس کو منظور تھا کہ انہیں دنیا میں علم کا ایک خاص

مرتبہ عطاء کرے زمانے کا مجتہد بنائے''۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 237مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور، تاریخ اشاعت جنوری 2000)

(۱۱)۔غیر مقلدین کے امام العصر مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے ابن تیمیہ کے قول کو نقل کیا ہے جس میں لکھا ہے:

''دوسرے موقع پر امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام بخاری، امام ابوداؤد، امام دارمی وغیرہ ائمہ اہل سنت کے ساتھ امام ابوحنیفہ اور آپ کے شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد لولوئی کا ذکر بھی ان کے ساتھ ہی کر کے سب کے علم و فضل اور اجتہاد کی تعریف کرتے ہیں''۔

(تاریخ اہل حدیث صفحہ 78مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، اشاعت 2011)

(۱۲)۔مؤرخ غیر مقلدین عبدالرشید عراقی نے اپنے مضمون ''مولانا رحمہ اللہ اور ان کی علمی خدمات'' میں لکھا ہے:

''پروفیسر ابوزہرہ مرحوم نے امام ابوحنیفہ کے حالات، عمیق اجتہادات اور تفقہ پر ایک علمی کتاب لکھی ہے''۔

(اشاعت خاص ہفت روزہ ''الاعتصام لاہور''بیاد: مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صفحہ 844مقام اشاعت شیش محل روڈ لاہور طبع اول محرم الحرام۱۴۲۶ھ مارچ2005)

(۱۳)۔غیر مقلدین کے ''محقق العصر'' زبیر علی زئی کے سامنے جب ائمہ اربعہ کا ذکر یوں ہوا: ''چاروں اماموں کا مجتہد ہونا اجماع امت سے ثابت ہے'' تو زئی غیر مقلد نے یوں لکھا:

''ان چاروں اماموں کے علاوہ اور بھی بے شمار اماموں وعلماء کا مجتہد ہونا

اجماع امت وآثار سلف سے ثابت ہے''۔

(دین میں تقلید کا مسئلہ صفحہ 64اشاعت دوم فروری2012مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(۱۴)-غیر مقلدین کے ''شیخ الکل ومحدث جلیل'' میاں نذیر حسین دہلوی نے لکھا:

''ان کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیز گار ہونا کافی ہے ان کے فضائل میں''۔

(معیار الحق فی تنقید تنویر الحق صفحہ29مطبوعہ جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساھوواله سیالکوٹ تاریخ اشاعت: مئی 2007)

(دین الحق بجواب جاء الحق جلد 1صفحہ517مطبوعہ مکتبہ عزیزیہ لاھور تاریخ اشاعت: فروری2011)

(حضرت مولانا داؤد غزنوی صفحہ379مطبوعہ فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ اردو بازار لاھور، اشاعت ثانی: اکتوبر1994)

(الحیات بعد الممات صفحہ 296سن طباعت ثانی دسمبر 1984مطبوعہ المکتبة الاثریة جامع مسجد اھل حدیث باغوالی سانگله ھل)

آپ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر طعن کرنے والا جاہل واحمق ہے:

غیر مقلدین کے ہاں ''وکیلِ اہلحدیث'' کے لقب سے معروف محمد حسین بٹالوی نے لکھا:

''ہمارا بھی یہی مقولہ اور اعتقاد ہے کہ جو شخص امام ابوحنیفہ وغیرہ ائمہ مجتہدین کو بُرا کہے اور ان کے علم ودیانت واجتہاد وتقویٰ پر طعن کرے وہ علومِ دین سے محض جاہل اور چاند پر تھوکنے کے سبب احمق ہے''۔

(اشاعة السنة النبویة شمارہ 9جلد22صفحہ288، عنوان: السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظم پر ایمانی اور حقانی ریویو)

﴿فصل﴾

(آپ رضی اللہ عنہ کا قیاس غیر مقلدین کی نظر میں)

آپ رضی اللہ عنہ کا طریقِ استنباط:

غیر مقلد مخالفین کے ''مؤرخ'' محمد اسحاق بھٹی نے لکھا ہے:

''امام ابوحنیفہ کا طریقِ استنباط یہ تھا کہ پہلے جوابِ مسئلہ کتاب اللہ سے تلاش کرتے وہ کتاب اللہ کی عبارت النص سے ہو، دلالت النص سے ہو، اشارۃ النص سے ہو یا اقتضاء النص سے ہو، اگر اس میں کامیاب ہو جاتے تو اسی کا تعین کرتے، اگر کتاب اللہ سے سوراغ نہ ملتا یا کتاب اللہ کی روشنی میں بات کا فیصلہ نہ ہو سکتا تو سنتِ مشہورہ کی طرف رجوع فرماتے، اگر سنتِ مشہورہ کے ذریعے کسی نتیجے پر نہ پہنچ پاتے تو اہلِ افتاء صحابہ اور تابعین کے اقوال اور قضایا میں اس کی تلاش شروع کرتے، اجماع کی طرف آتے اور اہلِ عراق کے صحابہ اور اہلِ عراق تابعین کے مسلک و مذہب کو محلِ فکر ٹھہراتے، اگر یہاں سے بھی جواب نہ ملتا تو قیاس اور استحسان سے مسئلے کا حل ڈھونڈتے، احادیث سے متعلق یہ بات بھی ان کے پیشِ نظر رہتی کہ اگر حجازی اور عراقی صحابہ سے مروی مرفوع احادیث میں اختلاف ہوتا تو بر بنائے فقہِ راوی روایتِ فقہ کو ترجیح دیتے''۔

(برصغیر پاك وهند میں علمِ فقه صفحه 12 اشاعتِ نو 2010 مطبوعه اداره

ثقافتِ اسلامیہ 2 کلب روڈ لاہور)

استنباط واستخراج مسائل میں آپ رضی اللہ عنہ کی عمیق نظری:

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی غیر مقلد نے یوں لکھا ہے کہ:

''امام صاحب علیہ الرحمۃ تفقہ فی الدین یعنی علم وفقہ میں سب سے پیش پیش تھے، استنباط واستخراجِ مسائل میں جہاں آپ کا دماغ پہنچ جاتا تھا بہت کم کسی کی رسائی وہاں تک ہوتی تھی، جو بات عین وقت پر آپ کو سوجھ جاتی کسی کو نہ سوجھتی تھی''۔

(سیرت امام ابوحنیفہ صفحہ 24 مطبوعہ مسلم پبلی کیشنز قذافی مارکیٹ لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ کے قیاس کا طریقہ:۔

(۱)۔مولوی وحیدالزمان حیدرآبادی غیر مقلد نے یوں لکھا ہے کہ:

''ہم اگلے تمام مجتہدوں کو، جیسے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک وغیرہ ہیں پروردگار کے مقبول بندے اور ماجور اور مثاب سمجھتے ہیں جن مسئلوں میں ان کا قیاس حدیث کے خلاف ہو تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان کو وہ حدیث نہیں ملی ورنہ ہرگز حدیث کو چھوڑ کر وہ قیاس نہ کرتے، خصوصا امام اعظم کی نسبت وہ تو سب مجتہدوں سے زیادہ حدیث کے پیرو تھے ان کا تو قول یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے اسی طرح صحابی کا قول بھی''۔

(لغات الحدیث جلد 1 صفحہ 366 کتاب الجیم باب الجیم مع الھاء مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(۲)۔ابوانس محمد یحیٰ گوندلوی غیر مقلد نے سیدی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یوں لکھا:

''خدا ان پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی قبر کو منور فرمائے، وہ ان مقدس ہستیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے قیاس کو عند الحاجت (مجبوری کے وقت) استعمال کیا، لیکن حدیث کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، آپ عامل بالحدیث تھے''۔

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں صفحہ 109 مطبوعہ ادارہ مطبوعاتِ سلفیہ راولپنڈی اشاعت 2009)

آپ رضی اللہ عنہ کی قوتِ استدلال کا عالم:

اسی نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے امام مالک و امام شافعی کے حوالے سے یوں لکھا:

"قال الشافعی: قیل لمالك: هل رأیت ابا حنیفة؟ فقال: نعم، رأیت رجلا لو کلمته فی هذه الساریة ان یجعلها ذهبا لقام بحجته وقال الشافعی: من اراد ان یتبحر فی الفقه فهو عیال علی ابی حنیفة وکان ابوحنیفة ممن وفق له الفقه۔

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟ تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں میں ایک ایسا آدمی دیکھا ہے کہ اگر میں اس سے اس ستون کے بارہ میں بات کروں کہ وہ اس کو سونے کا ثابت کرے تو وہ دلائل سے ثابت کردے گا، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ جو فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہے وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محتاج ہے وہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) ان میں سے ہیں کہ فقہ جن کے

موافق ہوگئی ہے''۔

(التاج المکلل صفحہ 131 مطبوعہ مکتبہ دار السلام الریاض)

آپ رضی اللہ عنہ حدیث کے ہوتے ہوئے اجتہاد سے کام نہ لیتے:

(۱)- مولوی عبد المجید خادم سوہدروی غیر مقلد نے مزید یوں لکھا:

''امام صاحب نے اپنے تفقہ و اجتہاد سے جو کام لیا ہے اس کی اولین وجہ یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں تحریری احادیث کا سرمایہ محض برائے نام تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وارشادات کی ہنوز تدوین ترتیب نہ ہوئی تھی، یہاں تک کہ امام شافعی کے عہد میں بھی ذخیرہ احادیث ہنوز نامکمل اور منتشر تھا اور امام ابوحنیفہ تو امام شافعی سے پہلے ہوگزرے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ امام صاحب دیدہ و دانستہ اجتہاد و تفقہ سے کام نہ لیتے تھے بلکہ محض مجبوری و بے بسی کی حالت میں ایسا کرتے تھے''۔

(سیرتِ ثنائی صفحہ 57 اشاعت اول مئی 1989 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(۲)- حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے یوں لکھا:

''حضرت امام صاحب کا مذہب حدیث کے مطابق (ما انا علیہ واصحابی) ہی تھا، یعنی جس راہ (قرآن و حدیث) پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ چلتے تھے...... امام صاحب بھی اسی راستے پر گامزن تھے''۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 241 تاریخ اشاعت جنوری 2000 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ حدیث کے خلاف قیاس نہیں کرسکتے:

(۱)- حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے لکھا:

''حضرت امام ابوحنیفہ کس درجہ ناخدا نیک، متقی، خدا ترس اور خشیت

ایزدی سے لرزہ براندم رہنے والے انسان تھے، کیا ان سے توقع ہوسکتی ہے کہ انہوں نے دانستہ حدیث کے خلاف قیاس اور آراء کے دفتر تیار کئے ہوں، ہرگز نہیں!''۔

(سبیل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 239 تاریخ اشاعت جنوری 2000 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(۲)-مزید یوں لکھا:

''حضرت امام ابوحنیفہ قرآن اور حدیث کے عامل تھے، پھر کیا یہ ان سے ہوسکتا ہے کہ ان کے اقوال حدیث کے خلاف ہوں؟ یعنی انہوں نے دانستہ حدیث سے اختلاف کیا ہو؟ ہرگز نہیں''۔

(حوالہ مذکورہ صفحہ 244)

﴿فصل﴾

(آپ رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کرنا غیر مقلدین کی نظر میں)

آپ رضی اللہ عنہ سے محبت نزولِ برکات کا ذریعہ اور آپ رضی اللہ عنہ سے بغض اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے:

غیر مقلدین کے ''امام العصر'' مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے یوں لکھا:
''ہر چند کہ میں سخت گنہگار ہوں، لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابوعبداللہ عبیداللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور جناب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیر آبادی کی صحبت وتلقین سے یہ بات یقین کے رتبے تک پہنچ چکی ہے کہ بزرگانِ دین خصوصا حضرات ائمہ متبوعین سے حسن عقیدت نزولِ برکات کا ذریعہ ہے، اس لئے بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے کوئی فیض اس ذرہ بے مقدار پر نازل کر دیتا ہے، اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے اس مسئلہ کے لئے کتب متعلقہ الماری سے نکالیں، اور حضرت امام (ابوحنیفہ) صاحب کے متعلق تحقیقات شروع کی تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر غبار آ گیا، جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا، یکا یک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا ''ظلمت بعضها فوق

بعض '' کا نظارہ ہوگیا معاً خداتعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کرو، میں نے کلمات استغفار دہرانے شروع کئے، وہ اندھیرے فوراً کافور ہوگئے اور ان کی بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کردیا، اس وقت سے میری حضرت امام صاحب سے حسن عقیدت اور بھی بڑھ گئی، اور میں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام صاحب سے حسن عقیدت نہیں ہے کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ منکرین معارج قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرکے فرماتا ہے ''أفتمارونہ علیٰ ما یریٰ'' میں جو کچھ عالم بیداری اور ہشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے، ھٰذا واللّٰہ ولی الھدایۃ''۔

(تاریخ اهلحدیث صفحه 96،95شاعت 2011مطبوعه مکتبه قدوسیه رحمان مارکیٹ حق سٹریٹ اردو بازار لاهور)

آپ رضی اللہ عنہ سے بغض کرنا خلاف شیوہ بیانی ہے:

مولوی عبدالرشید عراقی غیر مقلد نے مولوی نذیر حسین دہلوی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا؛

''ہمارا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے، ائمہ اربعہ کو ہم مانتے ہیں، چاروں کو ہم حق پر سمجھتے ہیں، امام ابوحنیفہ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں، ان کے بغض کو خلافِ شیوہ بیانی سمجھتے ہیں''۔

(حیاتِ نذیر صفحه 82طبع 2007مطبوعه کتاب سرائے الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاهور)

آپ رضی اللہ عنہ کسی ایک فرقے کی میراث نہیں ہیں:

محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد نے ہی مزید یوں لکھا:

''ان کے نزدیک امام ابوحنیفہ کسی ایک فرقے کی میراث نہیں ہیں، بلکہ ان کا خزانۂ علم ہر مکتبِ فکر کے لئے ہر آن وا ہے، اور اس سے کسبِ ضو کرنا چاہیے، فروعات میں اظہارِ اختلاف کے باوجود اکابر اہل حدیث فقہ حنفیہ کے متون پر بہت سے علماء احناف سے زیادہ وسعتِ نظر رکھتے ہیں جو حضرات امام ابوحنیفہ کی وراثت کے مدعی بنے بیٹھے ہیں وہ ان کے علم وفضل کو ایک ہی گوشے اور ایک ہی فرقے میں محدود کر رہے ہیں یہ حضرت امام کی توقیر نہیں بلکہ ان کی فیض رسانیوں کے دائرے کی حد بندی کر دینا ہے''۔

(برصغیر میں اهل حدیث کی آمد صفحہ 166 اشاعت 2004 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ رحمن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاھور)

آپ رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کرنے والوں کو بد دعا ہے:

سید ابوبکر غزنوی غیر مقلد نے مولوی داؤد غزنوی غیر مقلد کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ:

''ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعت اہلحدیث (غیر مقلدین) کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی، بڑے دردناک لہجے میں فرمایا: مولوی اسحاق! جماعت اہل حدیث (غیر مقلدین) کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بد دعاء لے کر بیٹھ گئی ہے، ہر شخص ابوحنیفہ، ابوحنیفہ کہہ رہا ہے، کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے، پھر ان کے بارے میں اِن کی تحقیق یہ ہے کہ: وہ تین حدیثیں جانتے تھے،

یا زیادہ سے زیادہ گیارہ، اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کے عالم گردانتا ہے، جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطۂ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یک جہتی کیوں کر پیدا ہو سکتی ہے، یا غربة العلم انما اشکو بثی وحزنی الی اللّٰہ''۔

(حضرت مولانا داؤد غزنوی صفحہ 136، 137 اشاعت ثانی اکتوبر 1994 مطبوعہ فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں توہین کرنے والے سخت گمراہ ہیں:

سید ابوبکر غزنوی غیر مقلد نے مولوی داؤد غزنوی غیر مقلد کا قول نقل کرتے ہوئے مزید لکھا:

''دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ: اہل حدیث (غیر مقلدین) حضرات ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں بلاوجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ائمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں، یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے''۔

(حضرت مولانا داؤد غزنوی صفحہ 87، 88 اشاعت ثانی اکتوبر 1994 مطبوعہ فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ کا گستاخ جلد مرتد ہو جاتا ہے:

سید ابوبکر غزنوی غیر مقلد نے بعنوان ''حضرت مولانا داؤد غزنوی'' نامی کتاب لکھی جس میں ایک جگہ یوں لکھا ہے:

''امرتسر میں ایک محلّہ ''تیلیاں'' تھا، جس میں اہلحدیث (غیر مقلدین) حضرات کی اکثریت تھی، اس محلہ کی مسجد اسی نسبت سے مسجد تیلیاں والی کہلاتی تھی، وہاں ''عبد العلی'' نامی ایک مولوی امامت وخطابت کے

فرائض انجام دیتے تھے، وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی سے پڑھا کرتے تھے، ایک بار مولوی عبدالعلی نے کہا کہ: ''ابوحنیفہ سے تو میں اچھا اور بڑا ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں'' اس بات کی اطلاع مولانا عبدالجبار غزنوی کو پہنچی وہ بزرگوں کا نہایت ادب واحترام کیا کرتے تھے انہوں نے یہ بات سنی تو ان کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا انہوں نے حکم دیا کہ: اس نالائق (عبدالعلی) کو مدرسہ سے نکال دو، وہ طالبعلم جب مدرسہ سے نکالا گیا تو مولانا عبدالجبار غزنوی نے فرمایا: ''مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہو جائے گا'' مفتی محمد حسن راوی ہیں کہ: ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا اس واقعہ کے بعد کسی نے مولانا عبدالجبار غزنوی سے سوال کیا: حضرت آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہو جائے گا، فرمانے لگے کہ: جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی اطلاع ملی اسی وقت بخاری شریف کی حدیث میرے سامنے آ گئی کہ: ''من عادیٰ لی ولیا فقد اٰذنته بالحرب'' (حدیث قدسی) (جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں) میری نظر میں امام ابوحنیفہ ولی اللہ تھے جس اللہ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز کو چھینتا ہے اللہ کی نظر میں ایمان سے اعلیٰ کوئی چیز نہیں اس لئے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا!''

(حضرت مولانا داؤد غزنوی صفحہ 191، 192، 384 اشاعت ثانی اکتوبر 1994 مطبوعہ فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ سے بدگمانی کرنے والا اہل حدیث نہیں ہوسکتا:

غیر مقلد مولوی سید ابوبکر غزنوی نے اپنی پوری جماعت (غیر مقلدین) کی طرف سے دعویٰ کرتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ:

"اگر کوئی اہلحدیث امام ابوحنیفہ کے حق میں کوئی ناشائستہ لفظ استعمال کرتا ہے یا دل میں سوءِ ظن رکھتا ہے تو یہ اہلحدیث کا مسلک نہیں کہلائے گا"۔

(حضرت مولانا داؤد غزنوی صفحہ 384 اشاعت ثانی اکتوبر 1994 مطبوعہ فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ کی ہتک کرنے والا اہلسنّت سے خارج اور متکبر ہے:

غیر مقلد مولوی قاضی عبدالاحد خانپوری نے لکھا ہے کہ:

"مقصود یہ ہے کہ: رافضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کرکے حضرت علی اور حسنین رضی اللہ عنہم کی غلو کے ساتھ تعریف کرکے سلف کو ظالم کہہ کر گالی دے دیں اور پھر جس قدر الحاد اور زندقہ پھیلائیں کچھ پرواہ نہیں اسی طرح ان جہال بدعتی کاذب اہلحدیثوں میں جو ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کو ہتک کرے مثل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جن کی امامت فی الفقہ اجماعِ امت کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر بداعتقادی اور الحاد اور زندیقیت ان میں پھیلا وے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے اگرچہ علماء اور فقہاء اہل سنت ہزار دفعہ ان کو متنبہ کریں ہرگز نہیں سنتے سبحان اللہ ما اشبہ اللیلۃ بالبارحۃ، اور سِرّ اس کا یہ ہے کہ وہ مذہب وعقائدِ اہل السنۃ والجماعۃ سے نکل کر اتباعِ سلف سے مستنکف ومتکبر ہوگئے ہیں فافھم وتدبر"۔

(التوحید والسنۃ فی رد اھل الالحاد والبدعۃ صفحہ 262 (بحوالہ: حدیث اور اھلحدیث صفحہ 128))

ائمہ مجتہدین کی گستاخی اور غیر مقلدین:

(۱)۔غیر مقلدین کے نواب وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا ہے کہ:

''غیر مقلدوں کا ایک گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائلِ اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین کی، قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں، حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے، بعضے عوام اہلحدیث کا یہ حال ہے کہ انہوں نے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کو اہلحدیث ہونے کے لئے کافی سمجھا ہے، باقی اور آداب اور سنن اور اخلاق نبوی سے کچھ مطلب نہیں، غیبت جھوٹ افتراء سے باک نہیں کرتے، ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں، اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں''۔

(لغات الحدیث جلد2صفحہ 91 کتاب الشین نعمانی کتب خانہ لاھور)

(۲)۔نواب وحید الزمان حیدر آبادی غیر مقلد نے مزید لکھا:

''بعض اہل حدیث بظاہر تو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں مگر حکامِ وقت کی خوشامد سے حق باتوں کا اظہار نہیں کرتے، بعض کیا کرتے ہیں کہ تفسیر قرآن میں صحابہ اور سلف صالحین کا طریقہ چھوڑ کر نئے نئے معانی اور مطالب اپنی خواہش نفس کے موافق نکالتے ہیں گویا ترکِ تقلید کے انہوں نے یہ معنیٰ سمجھے ہیں کہ احادیث اور آثارِ صحابہ اور تابعین کی بھی تقلید ضروری نہیں ہے جس طرح چاہو قرآن کی تفسیر کرلو، بعض اگلے اماموں اور

مجتہدین اور پیشوایانِ دین پر جیسے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی وغیرہ ہیں طعن وتشنیع کرتے ہیں، بعض اولیاء اللہ کے تذلیل اور توہین کرتے ہیں، بعض شرک وبدعت میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ معاذ اللہ جادہ واعتدال سے باہر ہوگئے ہیں، مسلمانوں کو ذرا ذرا سے مکروہ یا حرام کاموں کے ارتکاب پر کافر، مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں، یہی برائی ہے جو اس بھلائی میں ہوئی ہے، بعض اہل حدیث ایسے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کی تقلید سے تو بھاگے لیکن اب ابن تیمیہ، ابن قیم، شوکانی اور مولوی اسماعیل صاحب دہلوی، نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم کی تقلید اندھادھند کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے: فر من المطر وقام تحت المیزاب یا صلت علی الاسعد ویلت عن النقد"۔

(لغات الحدیث جلد 1 صفحہ 700 کتاب الدال باب الدال مع الخاء نعمانی کتب خانہ لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ پر بہتان لگانا دراصل شیعہ کی پیروی کرنا ہے:

مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ:

"امام الائمہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ پر جو اعتراضات ومطاعن "اخبار اہل الذکر" میں مشتہر کئے گئے ہیں کہ: "امام عالی مقام مجتہد نہ تھے اور وہ ان علوم سے جو اجتہاد کے لئے ضروری ہیں جیسے علم حدیث، علم لغت وغیرہ کافی بہرہ نہ رکھتے تھے، اور اصول فقہ کے اول مدوّن وہ نہ تھے، اور وہ نصوص چھوڑ کر پیروی رائے وقیاس کیا کرتے اور اس وجہ سے بہت سے اکابر سفیان ثوری، امام جعفر صادق، امام باقر وغیرہم ان کو برا کہتے" یہ سب کے سب ہذیانات بلا استثناء اکاذیب وبہتانات ہیں جن کا

مأخذ زمانہ حال کے معترضین کے لئے حامد حسین شیعی لکھنوی کی کتاب ''استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام فی نقص منتھی الکلام'' کے سوا اور کوئی کتاب نہیں ہے، اس کتاب میں اس قسم کے مطاعن سے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے علاوہ کسی سنی امام (امام مالک، امام بخاری وغیرہ) کو بھی نہیں چھوڑا اور ایک ایک کا نام لیکر کئی کئی ورقوں بلکہ جزؤوں کو سیاہ کر ڈالا ہے''۔

(اشاعة السنة النبوية جلد 22 شمارہ 9 صفحہ 288 سنِ اشاعت 1909 السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظم پر ایمانی اور حقانی ریویو)

آپ رضی اللہ عنہ سے بدگمانی کرنے والا حاسد اور جاہل ہے:

سید محمد ابوبکر غزنوی غیر مقلد نے سید محمد داؤد غزنوی غیر مقلد کے اقتباس کو یوں نقل کیا:

''مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ہماری جماعت کے مشہور مقتدر علماء میں سے تھے انہوں نے اپنی کتاب تاریخ اہل حدیث میں امام ابوحنیفہ کی مدح وتوصیف اور ان کے خلاف ارجاء وغیرہ الزامات کے دفعیہ میں...... ۸ صفحات...... وقف کئے...... اور مقتدر مشاہیر علمائے سلف مثلاً امام ابن تیمیہ، امام ذہبی، حافظ ابن حجر اور علامہ شہرستانی کے اقوال نقل کر کے یہ بتلایا ہے، ''الناس فی ابی حنیفة حاسد او جاھل'' یعنی حضرت امام ابوحنیفہ کے حق میں بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں''۔

(حضرت مولانا داؤد غزنوی صفحہ 377، 378 اشاعت ثانی اکتوبر 1994 مطبوعہ فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ کی بے ادبی ہر دو جہان میں نقصان کا سبب ہے:

غیر مقلدین کے امام العصر مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے لکھا:

''اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگانِ دین سے خصوصا ائمہ متبوعین سے حسنِ ظن رکھیں اور گستاخی اور شوخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں کیونکہ اس کا نتیجہ ہر دو جہاں میں موجبِ خسران ونقصان ہے''۔

(تاریخ اهل حدیث صفحه96)

آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی کرنیوالا چھوٹا رافضی ہے:

مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ:

''اے برادرانِ اسلام! عمل بالحدیث اور چیز ہے اور ائمہ سلف پر طعن کرنا چیزے دیگر، عمل بالحدیث کے ولولے میں سلف پر طعن کرنا شعبۂ رفض ہے، ہمارے شیخ اور شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب مرحوم محدث دہلوی اور ان کے شیخ مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم فرمایا کرتے اور ان کے اقوال طبع ہوکر شائع ہوچکے ہیں کہ جو شخص امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ وغیرہ ائمہ مجتہدین کو برا کہتا ہے وہ چھوٹا رافضی ہے''۔

(اشاعة السنة النبوية جلد22شماره9صفحه288سنِ اشاعت 1909 السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظم پر ایمانی اور حقانی ریویو)

نوٹ: میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کے اسی قول کو ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلد نے بھی اپنی کتاب ''تاریخ اہل حدیث'' میں نقل کیا ہے۔

(تاریخ اهل حدیث صفحه96)

آپ رضی اللہ عنہ کی گستاخی کر کے غیر مقلدین رافضی ہو رہے ہیں:

مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد نے اپنے ہی ہم مسلک غیر مقلدین کے بارے

میں یوں لکھا:

"کہلاتے تو ہیں وہ اہل حدیث، مگر در پردہ بعض ان میں معتزلی، چکڑالوی، مرزائی ونیچری بھی ہیں اور اب ان میں رفض پھیلتا جاتا ہے بعض تو کھلے بند امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی بدگوئی کرتے ہیں (جو رافضیوں کا کام ہے) اور اکثر یہ بدگوئی سن کر خوش ہوتے ہیں اس پر رد وانکار متوجہ نہیں کرتے، اب یہ لوگ سنی اہل حدیث ہونے سے نکلنے کو تیار ہیں، خدا خیر کرے"۔

(اشاعة السنة النبوية جلد 22 شماره 10 صفحه 297، سنِ اشاعت 1909 همارا حنفی هونا کس معنیٰ میں هے؟)

﴿فصل﴾

(آپ رضی اللہ عنہ کا کوفہ والوں کے لئے رحمت ہونا)

آپ رضی اللہ عنہ اگر کوفہ میں نہ ہوتے تو اہلِ کوفہ کا حشر قومِ عاد و ثمود جیسا ہوتا:

غیر مقلدین کے ''شیخ الحدیث'' مولوی محمد اسماعیل سلفی نے لکھا:

''حضرت امام (ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کے مخالف بلکہ دشمن بھی ان خوبیوں سے ناواقف نہیں تھے اگر اس دورِ پُرفتن میں یہ مقدس شخصیت سرزمینِ کوفہ میں موجود نہ ہوتی تو شاید اس سرزمین کا حشر عاد و ثمود یا قومِ لوط جیسا ہوتا، وما قوم لوط منکم ببعید''۔

(فتاویٰ سلفیہ صفحہ 141 طبع اول 1987 مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس 2 شیش محل روڈ لاہور)

فصل

(آپ رضی اللہ عنہ کا تابعی ہونا غیر مقلدین کی نظر میں)

آپ رضی اللہ عنہ کی تابعیت کا اقرار:

(۱)-غیر مقلدین کے ''مجدد'' نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے لکھا:

"ذکر الخطیب فی تاریخ بغداد: انه رأی انس بن مالك"

ترجمہ: ''خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے''۔

(التاج المکلل صفحہ 130 رقم الترجمة: 199 مطبوعہ مکتبہ دار السلام الریاض)

(۲)-مولوی عبد المجید خادم سوہدروی غیر مقلد نے یوں لکھا:

''تابعین حضرات میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خاص اہمیت حاصل ہے''۔

(سیرتِ ثنائی صفحہ 56 اشاعت اول مئی 1989 مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(۳)-غیر مقلدین کے ہاں ''نواب اہلحدیث'' کے لقب سے مشہور مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو خود تابعین میں ہیں''۔

(تیسیر الباری شرح صحیح البخاری جلد 3 صفحہ 525 مطبوعہ نعمانی

کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(۴)۔مرزا حیرت دہلوی غیر مقلد نے وہابیوں اور دیوبندیوں کے مسلمہ ''امام وشہید'' اسماعیل دہلوی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا:

''یہ بحث بڑی دقیق ہے کہ آپ نے کسی صحابی کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور آپ کو تابعی ہونے کا افتخار بھی حاصل تھا چونکہ مجھے اس میں کچھ ردوقدح نہیں کرنی ہے میں تواریخ پر بھروسہ کر کے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے اپنے بچپن کے زمانہ میں انس صحابی کو دیکھا تھا جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گزار تھے''۔

(حیات طیبہ شاہ اسماعیل شہید صفحہ 84 تاریخ اشاعت مئی 1984 مطبوعہ اسلامی اکادمی ناشران کتب اردو بازار لاہور)

فصل

(آپ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' لکھنا غیر مقلدین کی نظر میں)

آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' جیسا دعائیہ کلمہ لکھنا:

(۱)-غیر مقلدین کے ''مجدد'' نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے لکھا:

''حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ''۔

(مأثرِ صدیقی موسوم به سیرت والا جاهی حصه چهارم صفحه 7 طبع 1924 مطبوعه منشی نولکشور لکهنوء)

(۲)-اسی کتاب کے اسی صفحہ پر یوں لکھا:

''یہ حسن عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے''۔

(۳)-اسی جگہ مزید یوں لکھا:

''حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ثابت''۔

(۴)-اسی کتاب کے صفحہ 12 پر لکھا: ''حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ''

(۵)-نواب علی حسن خان غیر مقلد نے ''امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ'' سرخی قائم کر کے اسی کتاب کے صفحہ 6 پر یوں لکھا:

''امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کو ائمہ اربعہ اجتہاد میں شرفِ تقدم حاصل ہے''۔

(حواله مذکوره)

(٦)- وہابیوں کو انگریزوں سے ''اہل حدیث'' کا نام الاٹ کروا کر دینے والے مولوی محمد حسین بٹالوی وہابی نے یوں لکھا:

''میں اہل حدیث ہو کر حنفی ہوں تو ایسا ہوں جیسے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ تھے''۔

(اشاعة السنة النبوية شمارہ 5 جلد 23 صفحہ 159 عنوان: رسالہ اتباع سلف کی تکذیب)

(٧)- محمد حسین بٹالوی غیر مقلد نے ایک ہی صفحہ 278 پر دو بار پر یوں لکھا:

''ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ''۔

(اشاعة السنة النبوية شمارہ 9 جلد 22 صفحہ 278 عنوان: کیا حنفی اہلحدیث نہیں ہوتے؟)

(٨)- اسی شمارہ کے اگلے صفحہ پر یوں لکھا:

''حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی دقتِ نظر سے اس میں غور کیا اور استنباط مسائل کیا''۔

(حوالہ مذکورہ صفحہ 279)

(٩)- غیر مقلدین کے ''امام العصر'' مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے یوں شیخ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

''بے شک شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں اپنی سند سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے''۔

(تاریخ اہل حدیث صفحہ 143 اشاعت 2011 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(١٠)- مولوی عبد الغفار دہلوی غیر مقلد نے یوں لکھا:

''سلف نے امام ابوحنیفہ کو ''رضی اللہ عنہ'' لکھا ہے''۔

(فتاوی ستاریہ)

﴿فصل﴾

(آپ رضی اللہ عنہ کی ثقاہت غیر مقلدین کی نظر میں)

آپ رضی اللہ عنہ ثقہ، عادل ہیں:

(۱)- غیر مقلدین کے ''امام العصر'' مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے لکھا:

''امام یحییٰ بن معین جرح میں متشددین سے تھے، باوجود اس کے وہ امام ابوحنیفہ پر کوئی جرح نہیں کرتے''۔

(تاریخ اہل حدیث صفحہ 80 حاشیہ اشاعت 2011 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(۲)- اسی جگہ مزید یوں لکھا:

''نیز امام یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ (امام ابوحنیفہ) ثقہ تھے، اہل الصدق تھے کذب سے متہم نہ تھے''۔

(حوالہ مذکورہ صفحہ 86)

(۳)- غیر مقلدین کے ''فضیلۃ الشیخ'' ابو محمد عبد القادر بن حبیب اللہ سندھی غیر مقلد نے لکھا:

''امام ابوحنیفہ اگرچہ ثقہ، عادل، عظیم امام اور حجت ہیں''۔

(مسئلہ رفع الیدین صفحہ 92 اشاعت اگست 2033 مطبوعہ طارق اکیڈمی ڈی گراؤنڈ فیصل آباد)

(۴)- غیر مقلدین کے ''محدّث'' حافظ محمد گوندلوی نے لکھا:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ ثقہ ہیں یعنی نہایت متقی، پرہیزگار، دیانت دار اور فقہ میں امام ہیں''۔(خیر الکلام)

﴿فصل﴾

(آپ رضی اللہ عنہ کا مجلسِ تدوینِ فقہ قائم کرنا)

مجلسِ تدوینِ فقہ کا قیام:

(١)- غیر مقلدین کے ہاں ''مؤرخِ اہلحدیث'' کے لقب سے جانے جانے والے محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد نے یوں اقرار کیا ہے:

''اس ضمن میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی سرِ فہرست نظر آتا ہے، وہ پہلے جلیل القدر بزرگ ہیں جو اقتدارِ بنوامیہ کے خاتمے کے بعد اپنے تلامذہ کی ایک بہترین جماعت کے ساتھ تدوینِ فقہ میں مصروف ہو گئے''۔

(برصغیر پاک وہند میں علم فقہ صفحہ 12 اشاعت دوم 2010 مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ 2 کلب روڈ لاہور)

(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد صفحہ 222،223 اشاعت 2004 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ رحمن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(٢)- مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ امام ابوحنیفہ سے قبل اصحابِ فتویٰ اور قضاۃ میں یہ دستور چلا آرہا تھا کہ جب تک کوئی نئی صورت حال ابھر کر سامنے نہ آتی، مسئلہ پر غور نہ کرتے، لیکن امام صاحب کا نقطۂ نظر

اس کے برعکس یہ تھا کہ جن امور میں لوگوں کے مبتلاء ہونے کا اندیشہ یا امکان ہے، ان پر اہلِ علم کو پہلے ہی غور کر لینا چاہیے تا کہ نئی صورت حال پیش آجانے کی صورت میں اور عند النوازل انہیں کوئی اچھبا نہ ہو اور وہ اسے ایسی بات نہ سمجھیں جس سے پہلے سے آگاہ اور باخبر نہ ہوں، ان کا نقطۂ فکر یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان معاملات سے کوئی شخص دوچار ہو جائے تو از روئے شریعت، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یہی وجہ ہے کہ مجلس تدوینِ فقہ میں امام صاحب نے ان تمام مسائلِ فقہیہ کو پوری طرح ہدفِ فہم ٹھہرایا جن کا عالمِ وقوع مین آنا ممکن تھا"۔

(برصغیر پاك وهند میں علم فقه صفحه 12، 13 اشاعت دوم 2010 مطبوعه اداره ثقافت اسلامیه 2 کلب روڈ لاهور)

(برصغیر میں اهل حدیث کی آمد صفحه 223، 224 اشاعت 2004 مطبوعه مکتبه قدوسیه رحمن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاهور)

(۳)۔مولوی ابوز کی غیر مقلد نے اس حقیقت کا اقرار ان الفاظ میں کیا ہے:

"امام ابوحنیفہ کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے قریباً چالیس (40) علماء پر مشتمل ایک علمی کونسل (Academic council) بنائی جس کے سربراہ آپ خود تھے، اس علمی کونسل نے نوے ہزار (90,000) فتاویٰ اور آراء مرتب کیں جو ساتھ ساتھ تمام ملک میں پھیلتی جاتی تھیں"۔

(فقهی مسلك کی حقیقت صفحه 48)

آپ رضی اللہ عنہ نے قصرِ فقاہت کو ہم کنارِ رفعت کیا:

غیر مقلدین کے ہاں "مؤرخِ اہلحدیث" کے لقب سے معروف محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد نے "ائمہ فقہ اور اہل حدیث" سرخی قائم کر کے لکھا:

"یہاں ہم یہ حقیقت بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اہل حدیث کے قلب وذہن کا کوئی گوشہ فقہ اور ائمہ فقہ کے متعلق قطعاً غبار آلود نہیں ہے، ان کے نزدیک فقہ وتقنین کی وہ وسعت پذیر مساعی اور گراں مایہ خدمات بہ درجہ غایت قدرومنزلت کی مستحق ہیں جو ائمہ فقہ نے مختلف حالات وظروف کی روشنی میں اپنے اپنے انداز میں سرانجام دیں۔

وہ حضرات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فراستِ فقہی، فطانتِ علمی اور اجتہادی صلاحیتوں کا دل کی گہرائیوں سے اعتراف کرتے ہیں اور جس نہج نے قصرِ فقاہت کو ہم کنارِ رفعت کیا، وہ ان کی ذہانت اور علم ودانش کی گہرائی وگیرائی کا بین ثبوت ہے، یہی وجہ ہے کہ برصغیر پاک وہند میں اہل حدیث کے مدارس میں ہمیشہ باقاعدہ فقہ حنفی داخلِ نصاب رہی ہے اور اس کی تعلیم وتدریس کو اہل حدیث کے ہاں ہر دور میں سمجھنے کی سعی کی گئی ہے، یہ ایک تسلسل ہے جو ابتداء سے اب تک جاری ہے"۔

(برصغیر میں اہل حدیث کی آمد صفحہ 166 اشاعت 2004 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ رحمن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

......ختم شد بحمداللہ......

سلطنتِ حنفیہ

تصنیف

ابوالاحمد محمد علی رضاء القادری الاشرفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ النبی الامین المکین الامی الکریم سیّدنا ومولانا محمد وعلٰی والدیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ اجمعین وعلی الائمۃ المجتہدین المتبوعین خصوصًا علی الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت وعلی امام اھل المدینۃ الامام مالك بن انس و علی الامام القرشی محمد بن ادریس الشافعی وعلی مجاھد القرآن الامام احمد بن حنبل رضی اللّٰہ عنھم والعاقبۃ للمتقین، اما بعد!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود وسلام ہو اس کے آخری رسول، غیب جاننے والے، امانت کا حق ادا کرنے والے، عظیم مرتبے والے، خدا کے بڑھائے ہوئے، بزرگی والے ہمارے سردار اور ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین پر، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک، ازواج مطہرات اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر اور ان ائمہ مجتہدین پر جو پیروی کئے جانے کے لائق ہیں، بالخصوص حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ، مدینہ والوں کے امام حضور سیّدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ، قریشی امام حضور سیّدنا امام محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ عنہ اور قرآن کی عظمت کا دفاع کرنے والے حضور سیّدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ پر نیز اچھا انجام ہو متقین کا، بہرحال حمد وثناء اور درود وسلام کے بعد!

بحمدہ تعالیٰ اس کتاب کو لکھنے سے ہماری غرض یہ باور کرانا ہے کہ ہمارے سردار ہمارے امام حضور ''امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ'' حاسدین وجہلاء کی الزام تراشیوں سے بالکل بری ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

''انما یعرف الفضل لاهل الفضل اهل الفضل''

یعنی فضل والوں کے فضل کو فضل والے ہی جانتے ہیں۔

(البدر المنیر للشعرانی)

لہٰذا جناب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر اور مسلمہ شخصیت کی شان میں بےادبی کی میل سے آلودہ باتیں بنانا انہی لوگوں کا کام ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کے علمی مقام اور زہد وتقویٰ سے بالکل بےخبر اور جاہل ہیں، اسی کی تائید وتوثیق میں علماء ملت یوں فرماتے ہیں کہ:

(۱)- جناب بشر حافی، جناب خریبی سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابوحنیفہ کی شان میں گھٹیا بات جاہل یا حاسد کے سوا کوئی نہیں کرسکتا''۔

(مناقب الامام ابی حنیفة للذهبی صفحه 26)

(۲)- جناب عبداللہ بن داؤد فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابوحنیفہ پر دو شخصوں میں سے ایک ہی عیب لگا سکتا ہے (۱)- ایسا جاہل جو آپ کے قول کی اہمیت کو نہیں جانتا، (۲)- ایسا حاسد جو آپ کے علمی مقام کی بلندی سے واقف نہ ہو پایا تو حسد کرنے لگا''۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه 54،79)

(۳)- جناب سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابوحنیفہ کے علم سے لوگ حسد کرتے ہیں''۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه 54)

(۴)-جناب مسعر فرماتے ہیں کہ:

''کوفہ میں صرف دو ہی آدمیوں سے حسد کیا جاتا ہے (۱)- جناب امام ابوحنیفہ سے ان کی فقاہت کی وجہ سے اور (۲)- جناب حسن بن صالح سے ان کے زہد وتقویٰ کی وجہ سے''۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه 54)

(۵)-جناب عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ:

''میں نے جناب حسن بن عمارہ کو دیکھا کہ انہوں نے جناب امام ابوحنیفہ کی سواری کی رکاب تھام رکھی تھی اور فرما رہے تھے کہ: اللہ کی قسم! ہم نے کسی کو بھی آپ سے زیادہ فقہ میں بلیغ الکلام، صابر اور حاضر جواب نہیں پایا، اور کوئی شک نہیں کہ آپ اپنے وقت میں بلا مقابلہ فقہاء کے سردار ہیں اور لوگوں میں سے جو کوئی بھی آپ پر طعنہ زنی کرے گا صرف حسد کی وجہ سے ہی کرے گا''۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه 55)

(۶)-جناب عبدالعزیز بن ابی رواد فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابوحنیفہ لوگوں کے لئے ایک امتحان ہیں، چنانچہ جس نے آپ سے محبت کی وہ سُنّی ہے اور جس نے آپ سے بغض رکھا وہ بدعتی ہے''۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه 79)

(۷)-جناب عبداللہ بن داوٗد فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص اندھے پن اور جہالت کی ذلت سے نکلنا چاہتا ہے اور فقہ کی

لذت کو پانا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ جناب امام ابوحنیفہ کی کتابیں پڑھے''۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه78)

(۸)-جناب عمرو بن بحر الجاحظ فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابوحنیفہ کے بارے میں لوگ دو طرح کے ہیں ! (۱)- حاسد، (۲)- جاہل، چنانچہ حاسد تو اس لئے حسد کرتا ہے کہ اسے آپ جیسا (علم و فضل) دیا ہی نہیں گیا اور جاہل اس لئے کہ اس بیچارے کو سمجھ ہی نہیں کہ آپ نے کیا فرمایا؟''۔

(فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام صفحه78رقم94)

(۹)-جناب عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ:

''جب بھی میں لوگوں کو جناب امام ابوحنیفہ کے بارے میں بری بات کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو مجھے بہت برا لگتا ہے اور مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اس وجہ سے ان لوگوں پر اللہ کا عذاب نہ آجائے''۔

(فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام صفحه75رقم86)

(۱۰)-جناب مسعر بن کدام فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابوحنیفہ کے بارے میں آپ کے علم و شعور کی وجہ سے کئی اہلِ سیرت بھی حسد کے شکار ہو گئے، اسی وجہ سے آپ پر طعن کرنا شروع کر دیا''۔

(فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام صفحه74رقم83)

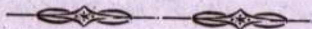
نہ مانے وہ جو نہ جانے تم کو، وہ شان ایسی ہے پائی تم نے
ذلیل ورسوا ہوا عدوِ امام اعظم ابوحنیفہ

﴿پہلا باب﴾

حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ

کے تعارف کے بیان میں



ولادتِ مبارکہ:

ہمارے پیارے امام حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عراق کے معروف شہر ''کوفہ'' میں سن 80 ہجری کو پیدا ہوئے، یہی مشہور اور معتمد قول ہے، اور بعض نے کہا ہے کہ: آپ رضی اللہ عنہ سنہ 61 ہجری میں پیدا ہوئے اور بعض نے 70 ہجری بھی سنِ ولادت بیان کیا ہے۔

والد گرامی:

ہمارے پیارے امام کے والدِ گرامی کا نامِ نامی اسمِ گرامی ''ثابت'' ہے جو جناب سیّدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے، اور درجۂ تابعیت پر فائز ہوئے کیونکہ جناب ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے بچپن میں جناب سیّدنا امیر المؤمنین مولی علی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے جس وقت جناب ثابت اپنے والدِ محترم کے ساتھ جناب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو جناب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے ان کے سر پر دستِ شفقت رکھ کر ان کے لئے اور ان کی ہونے والی اولاد کے لئے برکت کی دعاء فرمادی، حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پوتے جناب قاضی اسماعیل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ: ہمارے خاندان پر آج بھی جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی اسی دعاء کا اثر ہے۔ جناب ثابت رضی اللہ عنہ نے محض جناب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ہی کو نہیں دیکھا بلکہ جناب سیّدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سمیت کئی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زیارت بھی کی ہے۔ اس بارے میں اہلِ علم کے ہاں کوئی اختلاف نہیں۔

والدہ ماجدہ:

ہمارے پیارے امام کی والدہ محترمہ کے بارے میں کتبہائے تراجم وتاریخ عموماً تو خاموش ہیں البتہ الشاہ محمد حسن صابری چشتی قدوسی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

کتاب ''تواریخ آئینۂ تصوف''، شیخ المشائخ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اپنی کتاب ''معارف امام ابوحنیفہ'' اور مولانا غلام دستگیر النامی نے ''نفحات الانس'' کے اردو ترجمہ کے دیباچہ میں یوں بیان کیا ہے کہ: ہمارے پیارے امام کی والدہ جناب سیدہ خدیجہ صغریٰ رضی اللہ عنہا ہیں جو امام الائمہ سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور امام عالی مقام سیّدنا امام الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی پوتی ہیں۔

(کتاب تواریخ آئینہ تصوف صفحہ479 صابری فاؤنڈیشن قصور)

(معارف امام ابوحنیفہ،لعبد الحکیم شرف القادری صفحہ 61مطبوعہ رضا اکیڈمی لاهور)

(دیباجہ نفحات الانس(اردو ترجمہ) لغلام دستگیر النامی صفحہ22 مشتاق بک کارنر لاهور)

ہمارے پیارے امام اپنی والدہ ماجدہ سے بے حد محبت اور حد درجہ حسنِ سلوک فرمایا کرتے تھے چنانچہ جب ''ابن ہبیرہ'' نے ہمارے پیارے امام کو محض عہدہ قضاء قبول نہ کرنے کی وجہ سے ظلماً مارا کہ سر مبارک اس شدید چوٹ کی وجہ سے زخمی ہوگیا تو فرمایا کہ میرے نزدیک میری والدہ ماجدہ کا غمگین ہوجانا اپنی اس چوٹ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔

جدِ امجد:

ہمارے پیارے امام کے داداجان کے نام میں اہل علم کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے ''مرزبان''، بعض نے ''نعمان'' بعض نے ''زوطی''، بعض نے ''کاوس''، بعض نے ''طاوس'' اور بعض نے ''عبداللہ'' بھی بیان کیا ہے۔

لیکن درحقیقت یہ اختلاف مؤرخین کا ایک رسمی اختلاف ہے، اس اختلاف سے نکلنے کے لئے تطبیق وتوفیق کا طریقہ اختیار کیا جائیگا کہ ان میں سے ایک نام ہے اور بقیہ القاب ہیں اسی کی طرف شیخ محمد بن یوسف صالحی دمشقی نے ''عقود الجمان'' میں اور شیخ

ابن حجر الہیتمی نے ''خیرات الحسان'' میں اشارہ فرمایا ہے، آپ رضی اللہ عنہ خاندانی رئیس اور کابل کے مشہور سرداروں میں سے ایک تھے، فارس کے بڑے بڑے بادشاہ آپ ہی کے خاندان میں ہوگزرے ہیں، فتحِ فارس سے پہلے آپ مجوسی تھے فتح کے بعد پورے خاندان سمیت اسلام لے آئے، چنانچہ بعض اہلِ علم نے کہا کہ: آپ نے حضور سیّدنا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور بعض کہتے ہیں کہ: حضور سیّدنا جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر، بہرحال یہ معاملہ دورِ فاروقی میں ہوا، اسلام لانے کے بعد اپنی رہائش کے لئے کوفہ کو اختیار کیا اور وہیں پر کپڑے کی تجارت کا پیشہ بھی اپنایا، آپ رضی اللہ عنہ کے تابعی ہونے میں ذرا بھی شک نہیں سینکڑوں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زیارت وملاقات سے فیض یاب ہوئے، بالخصوص جناب سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے قلبی لگاؤ کافی گہرا تھا جب تک جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ مدینہ میں رہے جناب زوطیٰ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے ہر سال مدینہ حاضر ہوا کرتے تھے، اور جب جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کوفہ منتقل ہوگئے پھر تو اکثر اوقات بارگاہِ مرتضوی میں حاضری رہتی، جناب اسماعیل بن حماد بن امام اعظم رضی اللہ عنہم کی روایت کے مطابق ایک بار آپ اپنے گھر سے فالودہ تیار کرواکے جناب سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پہنچے اور یہ تحفہ پیش کیا اور عرض کیا کہ آج اہلِ فارس کی عید کا دن ''نوروز'' ہے، جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے مسکراتے ہوئے تحفہ قبول فرمایا نیز فرمایا: ہمارا تو ہر دن عید کا ہوتا ہے۔

خاندانی نسب نامہ:

''حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ''ثابت'' بن ''کاوس'' بن ''ہرمز'' بن ''مرزبان'' بن ''بہرام'' بن ''مہرکز'' بن ''ماحین'' بن ''حسینک'' بن ''اذر'' بن ''بود'' بن ''سروس'' بن ''نردمان'' بن ''بہرام''

بن ''مہرکز'' بن ''اردربار'' بن ''ازرحود'' بن ''بردفیروز'' بن ''سیدوس'' بن ''رفتاہ'' ابن ''ایتکرز'' بن ''کودبو'' بن ''کردبو'' بن ''سرواذ'' بن ''وادین'' بن ''سیدوس'' بن ''تزذ'' بن ''تحت بوذ'' بن ''شادان'' بن ''ہرمز دیار'' بن ''خاتسا'' بن ''دینار'' بن ''کیار'' بن ''ددین'' بن ''سیدوس'' بن ''کودوذ'' بن ''ساسان بادشاہ'' بن ''بابک بادشاہ'' بن ''حاز بادشاہ'' بن ''مہراس بادشاہ'' بن ''ساسان بادشاہ'' بن ''بہمن بادشاہ'' بن ''اسفندیار بادشاہ'' بن ''کتاسب بادشاہ'' بن ''نہراس بادشاہ'' بن ''کتمش بادشاہ'' بن ''کی یاسین بادشاہ'' بن ''کیابود بادشاہ'' بن ''کیقباد بادشاہ'' بن ''داد بادشاہ'' بن ''ترجمام بادشاہ'' بن ''برمان سود بادشاہ'' بن ''منوجہر الکیان بادشاہ'' (اسی کا نام ''فارس'' تھا) بن ''یہودا'' بن ''یعقوب صلی اللہ علیہ وسلم'' بن ''اسحاق صلی اللہ علیہ وسلم'' بن ''ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم'' بن ''تارخ'' بن ''نافور (ناحور)'' بن ''سروع'' بن ''راغو'' بن ''فالخ'' بن ''عابر'' (یعنی جناب ہود صلی اللہ علیہ وسلم، یہی آپ کا اصلی نام ہے) بن ''شالخ'' بن ''ارفخشند'' بن ''سام'' بن ''نوح النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' بن ''لمک'' بن ''متوشلخ'' بن ''اخنوخ'' (یہ جناب ادریس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہی آپ کا اصلی نام ہے) بن ''مارد'' بن ''مہلیل'' بن ''قینان'' بن ''انوش'' بن ''شیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' بن ''آدم صلی اللہ علیہ وسلم''۔

(الجواهر المضية فی طبقات الحنفيةلمحی الحنفی صفحه21،20)

آزاد یا غلام:

کہا جاتا ہے کہ: حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا خاندان عرب کے

ایک قبیلے ''بنو تیم اللہ بن ثعلبہ بن بکر بن وائل'' کے موالی (آزاد کردہ غلاموں) میں سے ہے۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ غلامی سے آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں فرق نہیں آتا، کیونکہ ''ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم '' یعنی اللہ کی بارگاہ میں جو سب سے بڑا متقی ہے وہی تم میں سب سے بڑا عزت دار ہے، لیکن جہاں تک حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے خاندان سے غلامی والی بات کو جوڑنے کا تعلق ہے تو یہ بالکل صحیح نہیں، بلکہ یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے جس نے بڑے بڑے ماہرینِ اصحابِ رجال کو بھی اپنے دامِ خطاء میں پھنسایا حالانکہ اس کی کمزوری اہلِ حق اور اصحابِ تحقیق پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے اور اسکی عدمِ صحت پر اہلِ انصاف کا اتفاق ہے کیونکہ غلامی ثابت کرنے والوں کے پاس اس سلسلہ میں جو کچھ بھی ہے اس میں غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ: ہمارے پیارے امام کے نسب میں غلامی ثابت کرنا خواہ مخواہ کی زور زبردستی ہے اور کچھ نہیں، اس کی دو بڑی وجہیں ہیں!

(۱)- ہمارے پیارے امام کے پوتے اسماعیل بن حماد بن امام اعظم اپنے نسب کے بارے میں حلفیہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ:

''اللہ کی قسم! ہم پر کسی دور میں بھی غلامی کا زمانہ نہیں آیا''۔

اس قول کو خطیب بغدادی، جلال الدین السیوطی، بدر الدین العینی، ابن حجر الہیتمی، محمد بن یوسف الصالحی الدمشقی، سراج الدین الہندی اور علامہ صیمری وغیرہم نے بیان کیا ہے۔

(۲)- غلامی ثابت کرنے والے تمام اقوال میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون میں تین طرح کا سخت اضطراب ہے مثلاً!

پہلا اضطراب:

i)۔بعض حضرات نے خود جناب سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنوتیم کا غلام بناڈالا اور کہہ دیا: ''ابوحنیفة النعمان بن ثابت مولیٰ لبنی تیم اللّٰہ بن ثعلبة'' یعنی ابوحنیفہ نعمان بن ثابت قبیلہ بنوتیم اللہ بن ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اور یہ قول ''شعیب بن حرب المدائنی''، ''ابونعیم الفضل بن دکین''، ''ابوعبداللہ محمد بن عمر بن واقد الواقدی'' اور ''کثیر بن محمد بن کثیر بن رفاعہ العجلی'' کی طرف منسوب ہے جسے ان کے بھتیجے ''محمد بن یزید بن کثیر بن رفاعہ العجلی الرفاعی الکوفی المقریٔ'' سے روایت کیا گیا ہے، اور یہ تمام اقوال علامہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب ''الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء'' میں ذکر کئے ہیں۔

ii)۔بعض نے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی جناب ثابت رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنوتیم کا غلام قرار دیتے ہوئے کہا: ''ابوه عبد امملوکا'' یعنی آپ رضی اللہ عنہ کے والد غلام تھے، اور یہ قول ''یحییٰ بن نصر بن حاجب'' اور خود جناب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پوتے اسماعیل کے کسی نامعلوم بیٹے کی جانب منسوب ہے، جیسا کہ ''الانتقاء'' اور ''عقود الجمان'' میں بیان کیا گیا ہے۔

iii)۔اور بعض نے حضور سیّدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دادا جان جناب زوطیٰ رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنوتیم کا غلام قرار دیدیا اور کہا: ''کان زوطی من اهل کابل مملوکا لبنی تیم اللّٰہ'' یعنی جناب زوطیٰ اہلِ کابل سے تھے اور قبیلہ بنوتیم اللہ کے غلام تھے، اور یہ قول جناب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ایک پوتے عمر بن حماد کی جانب منسوب ہے، جیسا کہ: ''عقود الجمان'' میں ہے۔

دوسرا اضطراب:

(i)۔اسی طرح بعض نے کہہ دیا کہ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

کے والد جناب ثابت رضی اللہ عنہ کو'' کابل'' میں غلام بنایا گیا تھا یہ قول حضور سیّدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتے اسماعیل کے کسی نامعلوم بیٹے کی جانب منسوب ہے جیسا کہ ''عقود الجمان'' میں ہے۔

(ii)۔ پھر بعض نے یوں کہہ دیا کہ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دادا جان جناب زوطیٰ رضی اللہ عنہ کو'' کابل'' میں غلام بنایا گیا تھا یہ قول حضور سیّدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتے ''عمر بن حماد'' کی جانب منسوب کیا جاتا ہے جیسا کہ ''عقود الجمان'' میں ہے۔

تیسرا اضطراب:

اگر بالفرض حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نسب میں غلامی مان بھی لی جائے تو یہ سوال پھر پیدا ہوتا ہے کہ انہیں آزاد کس نے کیا؟ چنانچہ اس میں بھی سخت اضطراب ہے مثلاً!

(i)۔بعض حضرات نے کہا کہ قبیلہ بنو تیم اللہ کی ایک نامعلوم عورت نے انہیں خرید کر آزاد کیا، یہ قول حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پوتے اسماعیل کے کسی نامعلوم بیٹے کی جانب منسوب ہے، جیسا کہ ''عقود الجمان'' میں ہے۔

(ii)۔بعض نے کہا کہ قبیلہ بنو تیم اللہ کے کسی نامعلوم مرد نے انہیں خرید کر آزاد کیا یہ قول یحیٰ بن نصر بن حاجب کی جانب منسوب ہے، جیسا کہ ''الانتقاء'' میں ہے۔

یہ دونوں قول جناب ثابت رضی اللہ عنہ کی آزادی کے بارے میں نقل کئے گئے ہیں لیکن جناب زوطیٰ رضی اللہ عنہ کی آزادی کے بارے میں کسی مرد یا عورت کا ذکر نہیں کیا جاتا بلکہ اتنا ہی کہہ دیا جاتا ہے کہ انہیں غلامی کے بعد آزاد کیا گیا تھا۔

چوتھا اضطراب:

اسی کڑی کا چوتھا اضطراب یہ ہے کہ: بعض روایتوں میں آپ رضی اللہ عنہ کے

خاندان کو قبیلہ بنو تیم اللہ کے غلاموں کی بجائے سرداروں میں شمار کیا گیا ہے، چنانچہ یہ قول احمد بن محمد المکی کی جانب منسوب ہے جو ''عمرو بن الجمال بن ابی حنیفہ الخوارزمی'' سے سن کر روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ: مجھے میرے دادا یعنی ''ابوحنیفہ الخوارزمی'' نے بیان کیا ہے کہ: ''ان النعمان بن ثابت بن زوطیٰ فان زوطیا کان من اهل کابل، وهو ملك بنی تیم الله'' یعنی نعمان بن ثابت بن زوطیٰ، چنانچہ زوطیٰ کا تعلق اہلِ کابل سے تھا، اور وہ قبیلہ بنو تیم اللہ کے بادشاہ (سردار) تھے۔

اس قول کو علامہ ابن ابی العوام کی کتاب ''فضائلِ ابی حنیفہ'' کے حاشیہ میں شیخ لطیف الرحمٰن البہرائجی نے نقل کیا ہے۔

(حاشیة فضائل ابی حنیفة لشیخ لطیف البهرائجی صفحه 41 رقم5)

پانچواں اضطراب:

چنانچہ ایک قول کے مطابق حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نسب عرب کے قبیلہ انصار سے ملا کر یوں بیان کیا گیا ہے کہ: ''الامام ابوحنیفة النعمان بن ثابت بن زوطا بن یحییٰ بن زید بن ثابت الانصاری التیمی -تیم الله -بن ثعلبة رحمه الله تعالیٰ '' یعنی امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطا بن یحییٰ بن زید بن ثابت انصاری التیمی ۔تیم اللہ۔ بن ثعلبۃ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اس قول کے مطابق تو حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جناب زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے قرار دیئے گئے ہیں چنانچہ یہ قول ابومعشر عبد الکریم بن عبد الصمد المقرئ الطبری کی جانب منسوب ہے جسے علامہ ابن النجار رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الرد علی الخطیب البغدادی'' میں نقل فرمایا ہے، اور یہی قول امام ابو مطیع البلخی کی جانب بھی منسوب ہے جسے امام ملا علی القاری نے ''الجواہر

المضیۃ'' سے ملحق اپنے رسالہ میں بیان کیا ہے۔

(الرد علی الخطیب البغدادی لابن النجار جلد22صفحہ76)

(الجواهر المضية (الكتاب الجامع) صفحہ576)۔

چنانچہ میں پوچھتا ہوں: کہ غلامی ثابت کرنے والے حضرات کے پاس ان شدید اضطرابات کا کیا جواب ہوگا؟ ظاہر ہے کہ جب یہاں تطبیق کی کوئی صورت کارگر ہی نہیں تو غلامی ثابت کرنا خواہ مخواہ کی زورزبردستی اور تکلف نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر کیا یہ حیرت کی بات نہیں؟ کہ اتنے بڑے اور شدید اضطراب کے سہارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو غلام ثابت کیا جارہا ہے، کیا یہ تحقیق کا خون نہیں؟

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ: اس قدر ضعف واضطراب کے باوجود آخر غلامی ثابت کرنے والے اقوال کو اتنی اہمیت کیوں دی گئی؟ اور بعض اہلِ قلم نے اپنی تحریروں میں غلامی کی نسبت حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی جانب یوں بے دریغ کیوں کردی؟

چنانچہ اس سوال نے کافی دنوں تک مجھے ورطۂ پریشانی میں رکھا اور مجھ سے کوئی جواب نہ بن سکا، اس کے باوجود اپنا مطالعہ اور چھان بین جاری رکھی، پھر اچانک تاریخ بغداد کی ایک روایت کی روشنی میں مجھ پر یہ راز افشاء ہوا کہ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہی زمانہ میں کوفہ ہی کا ایک اور شخص جس کا نام ''عتیک بن زوطرہ'' تھا اس نے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نیک نامی سے متأثر ہوکر اپنا نام ''نعمان'' کنیت ''ابوحنیفہ'' اور باپ کا نام ''ثابت'' رکھ لیا اور اپنے اسی نئے تعارف سے شہرت پائی، جس کا ثبوت یہ ہے کہ: ''عتيك بن زوطرة'' نام کا ذکر تاریخ بغداد کی اس ایک روایت کے علاوہ مجھے اور کہیں نہیں ملا، کیونکہ اس کے اصلی نام پر اس کا اپنایا ہوا دوسرا نام ایسا غالب آیا کہ کسی نے اس کے اصلی نام کو یاد ہی نہیں رکھا اور اسے بھی اس کے دوسرے خودساختہ نام سے ہی پکارا جانے لگا، قرائن اس بات کی

طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہی وہ شخص تھا جس کا خاندان قبیلہ بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کی غلامی میں رہ چکا تھا، چنانچہ اگر بنظرِ غایر دیکھا جائے تو انصاف یہی ہے کہ: غلامی کی روایات کا انتساب فقط نام کے ایک ہو جانے کی وجہ سے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف کر دیا گیا اور یہ ایک غلط فہمی ہی تو ہے ورنہ خود حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پوتے جناب اسماعیل تو قسم اٹھا کر کہا کرتے تھے کہ ہمارے خاندان میں کبھی غلامی آئی ہی نہیں، اور ظاہر ہے کہ قسم یونہی نہیں اٹھا دی جاتی بلکہ سامع کے ذہن کو شکوک وشبہات سے پاک کرنے کے لئے ہی قسم کی نوبت آتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف نام کے ایک ہو جانے کی وجہ سے لوگ اس وقت بھی غلط فہمی کے شکار ہو چکے تھے، یہی وجہ ہے کہ بعد کے اکثر مصنّفین بھی اسی دھوکہ میں آگئے اور اس زمانے میں "ابوحنیفہ" کنیت رکھنے والے دیگر افراد کے ساتھ ساتھ "عتیک بن زوطرہ" المعروف "ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی" یا کسی اور "ابوحنیفہ" کنیت رکھنے والے کسی شخص کے تذکرے کی کئی باتیں بھی "حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ" کے تذکرہ کے ضمن میں بے دھڑک خلط مبحث کر کے لکھتے چلے گئے، یہی وجہ ہے کہ: ہمارے پیارے امام رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں لوگوں نے کئی عجیب وغریب اور نازیبا باتیں آپ کی طرف منسوب کر کے لکھ دیں جن کا حقیقت سے کچھ بھی علاقہ نہیں، کسی نے تو حد ہی کر دی اور کسی دوسرے "ابوحنیفہ" کنیت رکھنے والے ضعیف الحدیث شخص کے ضعف کو آپ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر دیا، البتہ امام ابن النجار الشافعی، امام بدر الدین العینی الحنفی، امام السیوطی الشافعی، امام عبد الوہاب الشعرانی الشافعی وغیرہم کو اللہ رب العزت بے شمار عطاؤں اور جزاؤں سے نوازے جنہوں نے شافعی المذہب ہونے کے باوجود اپنی اپنی کتب میں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر لگائے جانے والے ان بے بنیاد الزامات کا خوب محاسبہ کیا اور انہیں جاہلوں

اور حاسدوں کی پیداوار قرار دیا، حالانکہ عموماً شافعی المذہب علماء ''احناف'' پر بڑے متشدد اور متعصب واقع ہوئے ہیں، لہٰذا کوئی شک نہیں کہ ان عظیم بزرگوں نے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عظمت کے اعتراف میں مثالی کارنامے انجام دیئے جس میں سرِ فہرست علامہ ابن نجار کی ''الرد علی الخطیب البغدادی'' اور امام شعرانی کی ''المیزان الکبریٰ'' کا تو کوئی جواب ہی نہیں۔

پھر رہی بات ''عتیك بن زوطرہ'' کے مزید تعارف کی تو اس کا بقیہ تذکرہ ان شاء اللہ العزیز ''ابوحنیفہ تیمی'' کے ضمن میں میں آگے بیان کرونگا۔

چونکہ میں کہہ چکا ہوں کہ: غلامی کے اثبات والی روایات کو حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے منسوب کردینے کی وجہ محض غلط فہمی ہے، جس کے ترویج کی ایک وجہ یہ ہے کہ انہیں بعض مؤرخین نے اپنی کتب میں بغیر جرح وقدح نقل کیا جس سے پڑھنے والے نے اسے مصنف کا ترجیحاً مؤقف سمجھ لیا حالانکہ معاملہ ایسا ہرگز نہیں تھا کیونکہ انہی مؤرخین نے ان روایات کے برخلاف آزادی ثابت کرنے والی روایت کو بھی اپنی انہی کتب میں ذکر کردیا لیکن کسی ایک کو بھی ترجیح دینا ضروری نہ سمجھا جیسا کہ تاریخ بغداد وغیرہ میں ہے۔

پھر اس کا ایک محرک یہ بھی ہے کہ بعض متشدد اصحابِ رجال نے جرح والی ان روایتوں کو فقط کثرتِ اقوال کی وجہ سے اپنا مؤقف بنالیا اور اپنی کتب کی زینت بناڈالا اور تحقیق کو آلہ کار بنا کر چھان بین کرنا ضروری نہ سمجھا جس سے پڑھنے والے نے اسے مضبوط مؤقف سمجھ کر اپنالیا جیسے ابن عدی کی ''الکامل'' وغیرہ۔

اور تو اور متعصبین کی ایک پوری جماعت نے بھی اسے شہرت دینے میں اپنا کردار ادا کیا اور حسد وبغض کو آلۂ کار بنا کر حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گھڑی جانے والی دوسری گھسی پٹی اور نازیبا باتوں کے ساتھ ساتھ غلامی

ثابت کرنے والی روایات کو بھی تلبیسِ ابلیس کا شکار ہو کر اپنی کتب میں ترجیحاً و ترویجاً درج کر ڈالا، بس دیکھتے ہی دیکھتے یہ عنصر اپنی جڑیں پھیلاتا رہا، اور بدبختوں کو حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر زبانِ طعن دراز کرنے کا موقع ملتا رہا۔

لیکن حق یہ ہے کہ: تساہلِ اہلِ حدیث اور متعصبین کی ہزار کوششوں کے باوجود غلامی ثابت کرنے والی ان تمام روایات میں پایا جانے والا شدید اضطراب اہلِ انصاف کی نظروں سے اوجھل نہ رہا، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ غلامی ثابت کرنے والے حضرات خود کئی باتوں میں تذبذب کا شکار نظر آئے۔

لیکن اس سب کے باوجود یہ احتمال بھی باقی ہے کہ قبیلہ بنو تیم اللہ کی طرف نسبت ''ابوحنیفہ'' کنیت رکھنے والے کی بجائے غلطی سے کسی ''نعمان'' نامی شخصیت سے منسوب ہوگئی ہو چنانچہ ابوالمنذر نعمان بن عبدالسلام التیمی جو قبیلہ بنو تیم اللہ بن ثعلبۃ کی جانب منسوب ہیں اپنے زمانے کے فقیہ، امام، عابد و زاہد اور کئی کتب کے مصنف بھی تھے ان کا انتقال سن 183 ہجری کو کوفہ میں ہوا اور یہ ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہما کے شاگردِ رشید بھی ہیں، چنانچہ یہ وہ شخصیت ہیں جو بغیر کسی اختلاف کے قبیلہ بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کی طرف منسوب ہیں، جیسا کہ علامہ ابن رجب الحنبلی کی ''شذرات الذھب فی اخبار من ذھب جلد 2 صفحہ 378'' اور یافعی کی ''مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان صفحہ 306'' میں منقول ہے۔

چنانچہ ہوسکتا ہے کہ یہی وہ شخصیت ہوں جن کے نام سے دھوکہ کھا کر قبیلہ بنو تیم اللہ کی طرف ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی جانب کردی گئی ہو۔

لیکن یہ انتہائی کمزور احتمال ہے اس کی ایک سب سے بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اگر اسے مان لیا جائے تو پھر اس سوال کو بھی یونہی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ: غلامی ثابت

کرنے والے اقوال میں سے 2 کا تعلق حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے جن میں سے ایک معلوم اور دوسرا مجہول ہے یعنی ایک کا نام ''عمر بن حماد بن ابی حنیفہ'' اور دوسرا ''اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ'' کا کوئی بیٹا ہے، تو اگر واقعی غلامی کی نسبت حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کرنا ایک غلط فہمی ہے تو سوال یہ ہے کہ اس غلط فہمی کا شکار گھر کے افراد کیسے ہوئے، جس سے ذہن اس طرف جانے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ غلامی والے مؤقف کی کچھ نہ کچھ اہمیت تو ضرور ہوگی!

چنانچہ اس اہم ترین سوال کا جواب سابقہ بحث کے لئے تقویت کا باعث ہوگا جو دو صورتوں پر مبنی ہے، چنانچہ!

(۱)- غلامی والے دونوں قولوں میں سے جناب اسماعیل کے کسی نامعلوم بیٹے کی طرف منسوب قول راوی مجہول ہونے کی وجہ سے خود اُنکے والد جناب قاضی اسماعیل کے قول کے خلاف پیش نہیں کیا جا سکتا۔

(۲)- باقی رہا ''عمر بن حماد'' والا قول تو وہ بھی کئی وجہوں سے غیر مقبول ہے، مثلاً!

i)- ''عمر بن حماد'' والی سند میں شدید ضعف ہے۔

ii)- جناب اسماعیل کا قول ''عمر بن حماد'' سے زیادہ مضبوط حیثیت رکھتا ہے کیونکہ ان کا مقام علماءِ فن کے نزدیک خود انکے بھائی ''عمر بن حماد'' سے کہیں زیادہ ہے، چنانچہ ''اسماعیل بن حماد'' کو علماء نے ''الامام، القاضی، ذوالفضائل الشریفة والخصال المنیفة، بصیر بالقضاء، محمود فی القضاء، عارف بالاحکام، صالح الدین، من کبار الفقهاء'' کے القاب سے یاد کیا ہے، ابن قطلوبغا نے بھی انہیں اپنی ''الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستة'' جلد 2 صفحہ 369 رقم 1564 میں ''ثقة'' قرار دیا ہے۔

نیز انہی کی شان میں علامہ ابن ابی العوام فرماتے ہیں کہ: ''حدثنا ابی، قال: ثنا ابی، قال: سمعت احمد بن محمد بن سلامة یقول: سمعت بکار بن قتیبه یقول: کان لنا قاضیان لا مثل لهما: اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفة وعیسیٰ بن ابان''یعنی ہمیں ہمارے والد نے اور انہیں ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے احمد بن محمد بن سلامۃ سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ: میں نے بکار بن قتیبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ: ہمارے پاس دو قاضی ایسے ہیں جن کی مثل کوئی شخص نہیں: (۱)-اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ، (۲)-عیسیٰ بن ابان۔

(فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام صفحه372رقم893)

نیز علامہ تقی الدین تمیمی ''الطبقات السنیة فی تراجم للحنفیة'' میں فرماتے ہیں کہ: ''قال محمد بن عبد الله الانصاری: ما ولی القضاء من لدن عمر بن الخطاب الی الیوم، اعلم من اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفة''یعنی محمد بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ جناب سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے لیکر آج تک کوئی ایسا شخص قاضی نہیں بنایا گیا جو جناب اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ سے زیادہ علم رکھتا ہو۔

(الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة صفحه175رقم495)

اس کے علاوہ علامہ صیمری نے بھی اپنی کتاب ''اخبار ابی حنیفه واصحابه'' میں ان کی عظمت میں ایک پورا باب لکھا، اور صاحب الجواہر المضیۃ نے بھی ان کی عظمت کا اعتراف کیا، ان کے ساتھ ساتھ خطیب بغدادی نے انہیں ''وهو من کبار الفقهاء'' قرار دیا، امام ذہبی نے بھی ان کی تحسین فرمائی، بہرحال ابن عدی سمیت جن چند حضرات نے ان پر جرح کی ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

iii)- غلامی ثابت کرنے والے قول کی ''عمر بن حماد'' کی طرف نسبت ہی صحیح

نہیں ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ: ایک ہی گھر میں رہنے والے دو بھائی اپنے نسب کے بارے میں یکسر دو مختلف بیان دے رہے ہوں، حالانکہ یہی ''عمر بن حماد'' اپنے بھائی ''قاضی اسماعیل بن حماد'' سے ہی یہ قول بھی روایت کرتے ہیں کہ: ''واللہ ما وقع علینا رق قط ''یعنی اللہ کی قسم ہمارے خاندان پر کبھی بھی غلامی کا زمانہ نہیں آیا، اس قول کو علامہ عبدالقادر بن ابی الوفاء القرشی نے اپنی کتاب ''الجواھر المضیة فی طبقات الحنفیة ''میں ذکر فرمایا۔

(الجواھر المضیة فی طبقات الحنفیة صفحہ253رقم998)

iv)- پھر یاد رہے کہ ''جناب حماد بن ابی حنیفہ'' کے چار بیٹے ہیں:

(۱)- قاضی اسماعیل بن حماد (۲)- عمر بن حماد

(۳)- ابوحیان قیس بن حماد (۴)- عثمان بن حماد۔

چنانچہ جناب قاضی اسماعیل والا قول انکے بھائی ''عمر بن حماد'' کے ساتھ ساتھ ان کے تیسرے بھائی ''قیس بن حماد'' نے بھی روایت کیا ہے چنانچہ فرمایا: ''انه من ابناء ملوك فارس الاحرار واللہ ما وقع علینا رق قط ''یعنی بلاشبہ وہ (حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) شاہانِ فارس کے آزاد بیٹوں کی نسل سے ہیں اور اللہ کی قسم ہمارے خاندان پر کبھی بھی غلامی کا زمانہ نہیں آیا، چنانچہ اس قول کو بھی علامہ عبدالقادر بن ابی الوفاء القرشی نے ''الجواہر المضیة'' میں نقل فرمایا ہے۔

(الجواھر المضیة فی طبقات الحنفیة صفحہ268رقم1072)

چنانچہ اسی نکتہ کو مزید قوت دیتے ہوئے علامہ تقی الدین التمیمی ''الطبقات السنیّة'' میں فرماتے ہیں کہ: ''قال السراج الھندی بعد ان نقل ما ذکر عن اسماعیل: وکذالك قاله اخوا اسماعیل، ولا یحل لمسلم ان یظن بھما مع جلالة قدرھما ودقة ورعھما، ان ینتسبا الی غیر آبائھما ''یعنی علامہ سراج

ہندی رحمہ اللہ جناب قاضی اسماعیل کا (غلامی کی نفی والا) قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اسی طرح اسماعیل کے دونوں بھائیوں نے بھی کہا ہے، اور کسی بھی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ ان کی جلالتِ قدری اور عظیم تقویٰ کے باوجود ان کے بارے میں سوءِ ظن رکھے اور ان کی نسبت ان کے آباء واجداد کے علاوہ کسی اور کی طرف کر دے۔

(الطبقات السنية فی تراجم الحنفية صفحه25)

ō ـá ـv نیز شارح البخاری امام بدرالدین العینی ''جناب اسماعیل'' کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے اپنی کتاب ''مغانی الاخیار فی شرح اسامی رجال معانی الآثار'' میں فرماتے ہیں کہ: ''والاصح فی هذا الرجوع الی قول اسماعيل بن حماد بن ابی حنيفة، لانه اخبر بنسبه ونسب جده من غيره'' یعنی اس سلسلہ میں جناب اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ کے قول کی طرف لوٹ جانا ہی سب سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ وہ دوسروں سے بڑھ کر اپنے اور اپنے دادا کے نسب کی خبر رکھنے والے تھے۔

(مغانی الاخيار للعينی جلد3صفحه 121باب النون بعدها العين)

اسی طرح امام بدر الدین عینی ہی اپنی دوسری تصنیف ''عقد الجمان فی تاریخ اهل الزمان'' میں اپنے اسی موقف کی تائید میں بڑی شدومد کے ساتھ یوں رقمطراز ہیں کہ: ''قال اسماعيل بن حماد بن ابی حنيفة: نحن من ابناء فارس الاحرار، والله ما وقع علينا رق قط، قلت: هذا اصح الاقاويل، لان اسماعيل اعلم بنسبه ونسب جده من غيره'' یعنی جناب اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ فرماتے ہیں کہ: ہم فارس کے آزاد افراد کی پشت سے ہیں، اللہ کی قسم! ہمارے خاندان میں کبھی بھی غلامی کا زمانہ نہیں آیا، چنانچہ میں کہتا ہوں کہ: یہ تمام اقوال سے زیادہ صحیح ترین قول ہے، کیونکہ جناب اسماعیل اپنے اور اپنے

دادا کے نسب کو دوسروں سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

(حاشية الانتقاء لابي غدة صفحه 189)

vi)- نیز شارح المشکوٰۃ امام ملاعلی القاری فرماتے ہیں کہ: "وقيل كان جده زوطا من اهل كابل او بابل مملوكا لبني تيم الله بن ثعلبة فاعتق فولد ابوه ثابت على الاسلام، والا صح انه من الاحرار ما وقع عليه الرق قط في جميع الاعشار كما هو منقول عن اسماعيل بن حماد بن الامام" یعنی بعض نے کہا ہے کہ: آپ رضی اللہ عنہ کے دادا زوطا اہلِ کابل یا اہلِ بابل سے تھے جو قبیلہ بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کے غلام تھے چنانچہ انہیں آزاد کر دیا گیا تو جناب ثابت اسلام میں پیدا ہوئے، مگر صحیح یہی ہے کہ بلاشبہ آپ رضی اللہ عنہ آزاد خاندان سے تھے جن پر کسی بھی دور میں کبھی بھی غلامی کا زمانہ نہیں آیا جیسا کہ جناب قاضی اسماعیل بن حماد بن امام رحمہم اللہ سے منقول ہے۔

(الجواهر المضية (الكتاب الجامع) صفحه 576،577)

vii)- نیز امام جلال الدین السیوطی نے بھی اپنی کتاب "تبييض الصحيفة" میں جناب قاضی اسماعیل بن حماد رضی اللہ عنہما والے قول کو ہی ترجیحاً نقل فرمایا پھر انہوں نے بھی اس پر کسی قسم کی تنقید کو گوارہ نہیں کیا، لہٰذا حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کی غلامی ثابت کرنے والے تمام اقوال محلِ نظر ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے صحیح یہی ہے کہ: ہمارے پیارے امام حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا جس خاندان سے تعلق ہے وہ ہمیشہ آزاد رہا کبھی بھی غلامی کا زمانہ اس پر نہیں آیا۔ (والله اعلم ورسوله صلى الله عليه وسلم)

اولاد:

تمام علماء تاریخ و رجال کا اتفاق اسی بات پر ہے کہ: بلاشبہ ہمارے حضور سیّدنا امام

اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی جناب قاضی حماد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کوئی اور اولاد نہیں تھی، اور وہ بھی اپنے وقت کے ''امام، فاضل، فقیہ، محدّث، ثقہ، نبیل، جلیل القدر، علامہ اور قاضی'' تھے۔

علامہ عبدالحکیم شرف القادری، علامہ غلام دستگیر النامی اور الشاہ محمد حسن صابری رامپوری نے یہ انکشاف کیا ہے کہ: جناب حماد رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح جناب سیّدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ بنت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما سے ہوا تھا، چنانچہ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ساری نسل جناب حماد سے ہی چلی ہے۔

(کتاب تواریخ آئینہ تصوف "شاہ محمد حسن" صفحہ 479 صابری فاؤنڈیشن قصور)

(معارف امام ابوحنیفہ، "عبد الحکیم شرف القادری" صفحہ 61 مطبوعہ رضا اکیڈمی لاھور)

(دیباجہ نفخات الانس (اردو ترجمہ) "غلام دستگیر النامی" صفحہ 22 مشتاق بك كارنر لاھور)

حلیہ اور سیرت مبارکہ کی ایک جھلک:

اہلِ علم کا اس سلسلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ دلکش اور دلرُبا شخصیت کے مالک تھے، چنانچہ امام ابویوسف، قاضی حماد، عبداللہ بن مبارک، ابوالبشر مولیٰ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور ابونعیم فضل بن دکین ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کرنے والوں میں شامل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قد نہایت ہی موزوں تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ مرد ں میں میانہ قد تھے، نہ پست قد اور نہ ہی دراز قد، خاموش طبع

اور کم گو تھے لیکن جب گفتگو فرماتے تو دل میں اتر جاتی، زبان و بیان میں شیرینی اور لذت ہوا کرتی تھی، وہ اپنے مقصد سے کبھی غافل نہ ہوئے، اپنا نقطۂ نظر بیان کرنے میں خوب باخبر تھے، آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند جیسا چمکدار تھا، رنگ گندمی سفیدی مائل تھا، آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر داڑھی خوب بجتی تھی، درمیانی چال والے تھے، دور سے ہی فقیہ کی شکل میں نظر آتے، لباس انتہائی اعلیٰ، بہترین اور صاف ستھرا پہنتے جو شخصیت میں اور نکھار پیدا کرتا بلکہ خوش لباسی میں تو سارے کوفہ میں ضرب المثل تھے، منیۃ المصلی صفحہ 140 میں لکھا ہے کہ: حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ ہر نماز کے لئے اچھے اور عمدہ کپڑے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

عطر کثرت سے استعمال کرتے کہ جدھر تشریف لے جاتے آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے وہاں خوشبو بکھر جاتی، خوشبو ہی آپ رضی اللہ عنہ کی پہچان تھی، جب گھر تشریف لاتے تو سارا گھر خوشبو سے مہک اٹھتا گھر والے سمجھ جاتے کہ آپ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے آئے ہیں، جس مجلس میں تشریف لے جاتے وہ خوشبو سے مہک اٹھتی، ایسے کریم النفس تھے کہ تمام دوستوں سے حسنِ سلوک بلکہ بیگانوں سے بھی مہربانی فرماتے، حتی کہ ہر ملنے والے سے بھی شفقت فرمایا کرتے، آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس بڑی باوقار ہوا کرتی، آنکھیں چمکدار، طبیعت میں متانت اور اطمینان بھرا ہوتا، جسامت نہایت مناسب تھی بہت دُبلے نہ تھے البتہ پتلے ضرور تھے، دلکش شخصیت کے مالک تھے جو ایک بار ملتا مداح ہو جاتا، آپ رضی اللہ عنہ کا کلام ہمیشہ مُسکت ہوا کرتا تھا، گفتگو کو قرآن وسنت کے جواہر سے سجا دیتے، فضول کلام نہ کرتے، جب کوئی دوسرا گفتگو کرتا تو نہایت توجہ سے سنتے، پھر جب آپ کلام کا آغاز فرما دیتے تو بڑے بڑے اہلِ علم بھی طفلِ مکتب بن کر سراپائے تعلم ہو جاتے۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف فرمایا، چنانچہ میں نے آپ کو ایسی ہی صفات کے ساتھ دیکھا، میں نے دیکھا کہ: آپ کے سر مبارک پر سفید عمامہ تھا اور سفید داڑھی مبارک میں کچھ بال سیاہ بھی تھے، میں آپ کے ہاتھ مبارک چومنے لگا پھر جب آپ متکلم ہوئے تو اس گفتگو کی پُرکشش کیفیت اور آپ کے رخسار مبارک پر مسکراہٹ کی چاشنی سے میرے دل ودماغ میں حلاوت کا احساس آج تک ایسا تازہ ہے، جیسے گزشتہ رات کی بات ہو، کیا نوازا؟ کیا فرمایا؟ آپ کا فرمایا ہوا ایک ایک لفظ مجھے اچھی طرح یاد ہے، بھلا یہ بھی کوئی بھولنے یا بھلانے والی بات ہوئی؟ پھر اس خواب میں آپ سے گفتگو کرتے ہوئے مجھ پر کیسی کیفیت طاری تھی کیسے بیان کروں؟ خواب میں بھی بے پناہ خوشی کے ساتھ بے حد حیران تھا کہ جس کے قدموں کی خاک ہونے کو علم وعرفان کی بلند شخصیات بھی ترسیں، امام ابویوسف، امام محمد، امام عبداللہ بن مبارک وغیرہم جن کی شاگردی پر ناز کریں، جناب سفیان ثوری، امام مالک وغیرھما جن کی مصاحبت پر فخر کریں، حضور داتا صاحب جیسا ولی جسے اپنا امام کہتے ہوئے مدح خوان ہوں، امام شعرانی وامام خوارزمی جیسی شخصیات جس کی مدح سرائی میں حاسدین کو ناکوں چنے چبوا ڈالیں وہ عظمتوں کا پیکر، رفعتوں کا وارث، عظیم امام اس طرح کسی کے خواب میں جلوہ افروزی فرمائیں گے، کس نے سوچا ہوگا؟ یقین کیجیے! میں نے خواب میں بھی یہ سوال کئی بار آپ سے عرض کیا کہ: حضور! مجھ نکمے پر ایسا کرم؟ حضور! میں ہی کیوں؟ میری اوقات ہی کیا ہے؟ اور یہ پوچھتے پوچھتے رو دیا، یقین مانیں میرے پاس اپنے دل کی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے الفاظِ بیان نہیں، کاش وہ خواب کبھی ختم ہی نہ ہوتا، کاش میں ہر وقت آپ کا مبارک کلام سننے میں مشغول رہ سکتا، کاش!......اے کاش!......ایسا ہی ہوا ہوتا!

بہر حال آپ خوب سخی، کریم، امین اور مہربان تھے، آپ کی انہی خوبیوں کا بیان واقعات کی روشنی میں اہلِ علم نے آپ کے مناقب میں بہت کثرت سے کیا ہے جس کے احاطے کی یہاں گنجائش نہیں، آپ کی ولایت مسلم الامر ہے کئی طرح کی کرامات کا آپ سے ظہور ہوا، آپ فناء فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے پر فائز تھے جیسا کہ حضور سیّدنا داتا گنج بخش علی ہجویری نے ''کشف المحجوب'' میں بیان فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

اہلِ سیر وتراجم نے آپ کے تعارف میں اس حوالے سے جو کچھ تحریر کیا ہے، طوالت سے بچنے کے لئے اس کا چند لفظوں میں خلاصہ یوں ہے کہ: آپ رضی اللہ عنہ کی کثرتِ شہرت، نیک نامی، علمی وفقہی قابلیت اور علمی وعوامی حلقوں میں خوب پذیرائی پھر کبار اہلِ علم کی نظروں میں خاطر خواہ اثر ورسوخ کو دیکھتے ہوئے اس وقت کے خلیفہ ابو جعفر منصور نے محض اپنے سیاسی مفادات اور اپنی مرضی کے عدالتی فیصلوں کی تکمیل کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کو عہدہ قضاء قبول کرنے پر راضی کرنا چاہا، آپ کے انکار کرنے پر آپ کو دس روز تک مسلسل کوڑے مارے جاتے رہے، اس دوران بڑے ہی صبر واستقلال کا مظاہرہ فرمایا، آپ رضی اللہ عنہ کے انکار کرنے پر آپ کو جیل میں بند کردیا گیا، یہاں تک کہ آپ نے اپنی زندگی کے آخری سات سال جیل میں گزار دیئے، اس کے باوجود آپ نے اپنا تدریسی سلسلہ جیل میں بھی جاری رکھا، چنانچہ روزانہ جیل میں آپ کو کوڑے مارے جاتے تھے لیکن آپ نے خلیفہ کی کبھی نہیں مانی، اس عرصہ میں کئی بار آپ کو کسی کی سفارش پر رہا کردیا گیا لیکن چند دنوں بعد پھر سے جیل میں ڈال دیا جاتا اور کوڑے مارے جاتے بالآخر ماہِ رجب سن 150 ہجری میں آپ کو جیل میں ہی زہر دے دیا گیا جب زہر نے اپنا اثر دکھایا تو حضور سیّدنا امام (میری جان بھی آپ پر قربان) نے اپنا سر مبارک سجدے میں ڈال دیا اور اسی حالت

میں روح پُر فتوح مبارک جسدِ خاکی سے پرواز کرگئی، "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

......جزاہ اللہ عنا احسن الجزاء جزاء جزیلا طیبا طاھرا مبارکا......

فرمایا گیا ہے کہ: "موتُ العالِم موتُ العالَم" یعنی ایک عالم کا مرنا پورے جہان کے مرنے جیسا ہے، چنانچہ آپ کی شہادت کی خبر سے اپنے تو اپنے پرائے تک رودیئے، جس طرف خبر گئی لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری اور دل بے حد غمگین ہوئے، آپ کے تلامذہ بالخصوص امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر رورو کر کہتے تھے کہ آج ہم یتیم ہو گئے، امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ مجھے اپنے والدین کی وفات نے اس قدر غمگین نہیں کیا جس قدر امام صاحب کی وفات نے مجھے توڑ کے رکھ دیا۔

علاقے میں رہنے والے یتیم، غریب، مساکین اور وہ لوگ جن کے گھروں کا چولہا آپ کی سخا سے چلا کرتا تھا، اور وہ نادار حضرات جن کی بیٹیوں کے لئے جہیز اور بیاہ کے اخراجات آپ نے اٹھائے آپ کے احسانات یاد کر کے گلی کوچوں میں کھڑے ہو کر دھاڑیں مار مار کر روئے، علماء ومشائخ اس لئے رودیئے کہ علم وعرفان کا ایک بہت بڑا دروازہ بند ہو گیا، آپ سے حسد اور بغض کرنے والوں کو اس دن اپنا منہ چھپانا مشکل ہو گیا، ان چند چلتی پھرتی زندہ لاشوں کو چھوڑ کر ہر کسی کی زبان پر استرجاع اور دعائیہ کلمات جاری تھے، عورتیں، بچے، جوان، بوڑھے، آقاء وغلام تک اس غم میں خوب روتے رہے، حتی کہ کئی یہودی اور عیسائی، مسلمانوں کی اس غمگین کیفیت کا روح پرور اور دل سوز منظر دیکھ کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے، جہاں جہاں خبر گئی بالخصوص کوفہ، بصرہ اور بغداد کے ہر طبقے کو اس خبر نے اپنے دکھ کے سائے میں لے لیا، مزید قرب وجوار سے قافلوں کی آمد کا ایک بے حد لمبا سلسلہ جاری تھا، غسل دینے والوں

نے آپ کے بدن پر کوڑوں کے کئی گہرے نشان دیکھے، جیسے جیسے دن گزرتے گئے جسم اقدس کی خوشبو میلوں دور پھیلتی رہی، آپ کے جسم مبارک کے قریب 60 ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا گیا، چھ مرتبہ نماز جنازہ ہوئی، ہر بار لوگوں کی ایک نئی بھیڑ جنازے میں شریک رہی جن کی تعداد وشمار اندازے سے باہر تھی، آخری مرتبہ آپ کے اکلوتے صاحبزادے جناب حماد نے نماز جنازہ پڑھائی، چنانچہ آپ کو آپ کی شہادت کے چند دن بعد وصیت کے مطابق خیزران کے قبرستان میں دفن کیا گیا، جو آج بغداد کے مغربی جانب واقع ہے، بعد از دفن بھی لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد کی آمد کا سلسلہ جاری رہا، اور لگاتار 20 دن تک آپ کے مزار شریف پر بھی لوگ نماز جنازہ ادا کرتے رہے، یہاں تک کہ: مخلوقِ خدا کی اس قدر محبت کی خبر سن کر خلیفہ ابوجعفر منصور (جو حضور سیّدنا امام صاحب کا قاتل تھا) بھی بول اٹھا کہ اے ابوحنیفہ! آپ نے مجھے دنیا میں بھی شکست دی اور اپنی وفات کے بعد بھی مجھے شرمسار کر دیا، چنانچہ اپنی پیشانی سے قتل کا داغ مٹانے کے لئے عوامی نظروں میں اظہارِ ندامت جتایا اور جناب امام صاحب کے دفن ہونے کے 20 دن بعد آپ کی قبرِ انور پر آ کر نماز جنازہ ادا کی۔

کہا جاتا ہے کہ: جس دن اس دنیا سے حضور سیّدنا امام صاحب جیسی عظیم الشان ہستی رخصت ہوئی اسی دن آسمانِ فقہ کی ایک اور عظیم الشان ہستی امام شافعی کی صورت میں دنیا پر تشریف لے آئی، جنہوں نے بعد ازاں حضور سیّدنا امام صاحب کے جلیل القدر شاگرد امام محمد رضی اللہ عنہ سے فقہ حنفی اور دیگر علوم حاصل کئے اور بولے: تمام لوگ فقہ میں جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے بال بچے ہیں، ان کی فقہ پڑھے بغیر کوئی فقیہ نہیں بن سکتا۔

(اقتباس از: مناقب الامام الاعظم للموفق جلد 2 صفحہ 169 تا 188)

﴿دوسراباب﴾

حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ: ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان میں اہلِ علم نے آیاتِ قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کو بطور پیشین گوئی نقل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے امام کوئی معمولی شخصیت نہ تھے بلکہ قرآن وحدیث کی متعدد بشارات میں سے ایک خوشخبری، جناب حضور کریم آقا سرورِ ہر عالم رسالتِ مآب جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے ایک معجزہ عظیمہ اور شہنشاہِ ولایت مولائے کائنات حضور حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی دعاء بابرکات کی برکت ہیں، چنانچہ علماء حق نے اس سلسلہ میں جو کچھ قلم بند فرمایا ہے اس میں سے چند ایک اہم پہلو ہم یہاں پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں ملاحظہ فرمائیں!

فصل:

﴿بشارة النعمان فی آیات القرآن﴾

(قرآن کی آیات میں جناب امام رضی اللہ عنہ کی بشارت)

......

پہلی آیت:

﴿والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه واعدلهم جنات تجری تحتها الانهار خالدین فیها ابدا ذالك الفوز العظیم﴾ (توبہ:100)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے ان کی پیروی کی اچھے طریقے کے ساتھ، اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے اور اس نے ان کے لئے جنتیں تیار فرما رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

چنانچہ امام محمد بن محمد المعروف بابن البزاز الکردری نے ''مناقب امام اعظم ابی حنیفہ'' میں اور امام شہاب الدین ابن حجر المکی الہیتمی الشافعی نے ''الخیرات الحسان'' میں اور امام ملا علی القاری نے ''مناقب امام اعظم'' میں فرمایا ہے کہ:

"امام المسلمین ابوحنیفة تابعی داخل تحت قوله تعالیٰ ﴿والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه واعدلهم جنات تجری تحتها الانهار خالدین فیها ابدا ذالك الفوز

العظیم﴾''۔

ترجمہ: امام المسلمین امام ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ) تابعی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ضمن میں داخل ہیں کہ ﴿اور وہ لوگ جنہوں نے اچھے طریقے سے ان (صحابہ کرام) کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کے لئے جنتیں تیار فرما رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے﴾۔

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفه للکردری جزء1 صفحه 4،5)

(الخیرات الحسان للہیتمی (مترجم) صفحه 43)

(الجواهر المضیه (مناقب لملا علی القاری) صفحه 577)

دوسری آیت:

﴿الا ان اولیاء اللّٰه لا خوف علیهم ولا هم یحزنون○ الذین آمنوا وکانوا یتقون○ لهم البشریٰ فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة﴾ (یونس:64)

ترجمہ: خبردار اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی انہیں کوئی غم ہو گا، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا، انہی کے لئے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے۔

امام شہاب الدین احمد بن حجر المکی الہیتمی الشافعی نے ''الخیرات الحسان'' میں فرمایا کہ:

''امام اعظم رضی اللہ عنہ مثل ان تمام ائمہ کرام کے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ: ﴿الا ان اولیاء اللّٰه لا خوف علیهم ولا هم

یحزنون ○ الذین آمنوا وکانوا یتقون ○ لهم البشریٰ فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة﴾ صادق آتا ہے اور اس صدق کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک ان ائمہ مجتہدین اور علماء عاملین سے ایسے کمالات باہرہ اور کراماتِ ظاہرہ بروایت صحیح ثابت ہوئے ہیں جن کا انکار سوائے جاہل معاند کے اور کوئی نہیں کر سکتا''۔

(الخیرات الحسان للہیتمی (مترجم) صفحہ 37)

تیسری آیت:

﴿وآخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم ○ ذالك فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم﴾

(الجمعۃ:3،4)

ترجمہ: اور ان میں سے دوسرے جو ابھی ان سے نہ ملے، اور وہی غلبے والا حکمت والا ہے ○ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطاء فرمائے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

امام ابوالفضل عبد الرحمٰن جلال الدین السیوطی نے ''تفسیر الدر المنثور'' میں بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، سعید بن منصور، ابن مردویہ، ابن جریر وغیرہم کے حوالے سے لکھا:

''عن ابی هریرة قال: کنا جلوسا عند النبی حین انزلت سورة الجمعة فتلاها، فلما بلغ﴿وآخرین منهم لما یلحقوا بهم﴾ قال له رجل: یا رسول الله ! من هؤلاء الذین لم یلحقوا بنا ؟ فوضع یده علی رأس سلمان الفارسی وقال: والذی نفسی بیده لو کان الایمان بالثریا لناله رجال من

هؤلاء''۔

ترجمہ: جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جب سورہ جمعہ نازل ہوئی تو ہم اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تلاوت فرمایا تو جب آپ اس آیت پر پہنچے ﴿اور ان میں سے دوسرے جو ابھی ان سے نہ ملے﴾ تو ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں جو ابھی ہم سے نہ ملے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر رکھا اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا کی بلندیوں پر بھی پہنچ گیا تو ان (اہلِ فارس) میں سے کچھ لوگ اسے وہاں سے بھی پالیں گے۔

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی جلد8 صفحہ143،144)

(صحیح بخاری رقم4615)

(صحیح مسلم رقم2546)

(سنن الترمذی رقم3933)

بعض روایات میں علم، بعض میں ایمان اور بعض میں دین کے الفاظ ملتے ہیں اسی طرح بعض روایات میں ''رجال من فارس''، بعض میں ''ابناء فارس'' اور بعض میں ''رجل من فارس'' کے الفاظ بھی ملتے ہیں یعنی علم، دین یا ایمان اگر ثریا کی بلندیوں پر بھی ہوا تو فارس کے نوجوانوں میں سے کوئی ایسا بھی ہوگا جو اسے وہاں سے بھی اتار لائے گا۔ چنانچہ امام جلال الدین السیوطی ''تبییض الصحیفة'' میں فرماتے ہیں کہ: ''اقول: قد بشر بالامام ابی حنیفة فی الحدیث'' یعنی میں کہتا ہوں کہ: اس حدیث میں جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے حق میں بشارت دی گئی ہے۔

(تبییض الصحیفة للسیوطی صفحہ 59،60)

نیز امام شہاب الدین ابن حجر مکی ہیتمی، امام شمس الدین الصالحی الدمشقی، امام ملا علی القاری اور علامہ عجلونی نے فرمایا کہ: "قال بعض تلامذة الجلال السیوطی: وما یجزم به شیخنا من ان الامام ابا حنیفة هو المراد من هذا الحدیث ظاهر لا شك فیه، لانه لم یبلغ احد ای فی زمنه من ابناء فارس فی العلم مبلغه ولا مبلغ اصحابه وفیه معجزة ظاهرة للنبی صلی الله علیه وسلم حیث اخبر بما یقع"۔

ترجمہ: امام جلال الدین السیوطی کے بعض شاگرد فرماتے ہیں کہ: جو ہمارے استاذِ محترم نے اظہار فرمایا کہ اس حدیث سے مراد جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) ہیں تو ظاہر ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، کیونکہ ان کے زمانہ میں اہلِ فارس میں سے کوئی شخص بھی علم میں ان کے رتبے کو نہ پہنچ پایا بلکہ ان کے شاگردوں کے مرتبے تک بھی کسی کی رسائی نہ ہوئی اور اس میں جناب رسالتِ مآب حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا معجزہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہونے والا تھا بتا دیا۔

(الخیرات الحسان لابن حجر المکی صفحہ 31،32)

(الجواهر المضیة (مناقب لملا علی القاری) صفحہ 577)

(عقود الجمان فی مناقب النعمان للصالحی صفحہ 46،47)

(کشف الخفاء للعجلونی جلد 1 صفحہ 28 رقم 53)

چوتھی آیت:

﴿وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم﴾

(الانفال:38)

ترجمہ: اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہارے علاوہ کوئی اور قوم لے آئے گا پھر وہ

تمہاری طرح نہ ہونگے۔

امام ابوالمؤید خوارزمی "جامع المسانید" میں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں لکھتے ہیں کہ:

"عن ابی هريرة قال: تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية ﴿وان تتولوا يستبدل قوما غيركم ثم لا يكونوا امثالكم﴾ فقالوا: من هؤلاء يا رسول الله ! الذين ان تولينا استبدل بنا قوما غيرنا، ثم لا يكونوا امثالنا، فضرب رسول الله على فخذ سلمان الفارسي ثم قال: هذا وقومه، ولو كان الدين معلقا بالثريا لناله رجال من الفرس".

ترجمہ: جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت تلاوت فرمائی کہ: ﴿اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہارے علاوہ کسی اور قوم کو لے آئے گا پھر تمہاری مثل کبھی نہ ہوں گے﴾ تو عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہونگے کہ اگر ہم پھر جائیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے بدلے ہمارے سوا اوروں کو لے آئے گا پھر وہ ہماری طرح نہ ہونگے؟ چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ران پر تھپکی دیکر فرمایا: یہ اور اسکی قوم، کہ اگر دین ثریا کی بلندیوں پر بھی معلق ہوا تو فارس کے جوان اسے وہاں سے بھی پالیں گے۔

(جامع المسانيد للخوارزمی جلد 1 صفحه 19 رقم 3)

نیز اسی آیت کے ساتھ یہی حدیث "جامع المسانید" میں اسی جگہ جناب جابر

رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے، چنانچہ امام خوارزمی نے ان دونوں روایتوں کو حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں نقل فرما کر اسی طرف اشارہ دیا ہے کہ: یہاں بھی فارس کے جوانوں سے مراد بالخصوص جناب حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

پانچویں آیت:

﴿یریدون ان یطفئوا نور اللہ بأفواھھم ویأبی اللہ الا ان یتم نورہ﴾ (توبہ:32)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ: اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں مگر اللہ تو اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہے گا۔

چنانچہ علامہ ابن عابدین الشامی نے ''ردالمحتار علی الدر المختار'' المعروف فتاویٰ شامی میں یوں فرمایا ہے کہ

"ان الامام رضی اللہ عنہ لما شاعت فضائلہ وعمت الخافقین فواضلہ، جرت علیہ العادۃ القدیمۃ من اطلاق ألسنۃ الحاسدین فیہ حتی طعنوا فی اجتھادہ وعقیدتہ بما ھو مبرأ منہ قطعا لقصد ان یطفئوا نور اللہ (بأفواھھم)، ویأبی اللہ الا ان یتم نورہ، کما تکلم بعضھم فی مالك، وبعضھم فی الشافعی، وبعضھم فی احمد، بل قد تکلمت فرقۃ فی ابی بکر وعمر، وفرقۃ فی عثمان وعلی، وفرقۃ کفرت کل الصحابۃ:

ومن ذاالذی ینجو من الناس سالما وللناس قال بالظنون وقیل"۔

ترجمہ: بلاشبہ جناب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جب فضائل مشہور

ہوئے اور مخلوق میں آپ کے فواضل عام ہوئے تو پرانی عادت کے مطابق حاسدین کی زبانیں کھلیں یہاں تک کہ حاسدوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد اور عقیدہ کے بارے میں غلط باتیں بنانا شروع کردیں جس سے آپ رضی اللہ عنہ بالکل بری تھے حاسد چاہتے تھے کہ اللہ کے نور کو (اپنی پھونکوں سے) بجھادیں حالانکہ اللہ تعالیٰ تو اپنے نور کو پورا فرما کے ہی رہے گا، یہ اسی طرح ہے جس طرح کچھ لوگوں نے جناب امام مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں بری باتیں بنائیں اور بعض لوگوں نے جناب امام شافعی رضی اللہ عنہ، نیز بعض نے جناب امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلط باتیں اُڑائیں، بلکہ ایک فرقے نے تو حضرات شیخین یعنی جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اور جناب عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اور ایک فرقے نے حضرات ختانین یعنی جناب عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور جناب مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے بارے میں باتیں بنائیں یہاں تک کہ ایک فرقے نے تو تمام صحابہ علیہم الرضوان کو کافر کہہ دیا (معاذ اللہ):

ہائے افسوس! لوگوں میں (حسد کے وار سے) کون بچا رہا، چنانچہ ان میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے بدگمانی کی اور کچھ وہ ہیں جن کے بارے میں بدگمانی کی گئی۔

(رد المحتار علی الدر المختار للشامی جلد 1 صفحہ 132)

اسی طرح امام محمد بن محمد الکردری فرماتے ہیں کہ:

"عن محمد بن سلمة، قال خلف بن ایوب: صار العلم من الله تعالیٰ الی محمد صلی الله علیه وسلم ثم الی الصحابة ثم الی التابعین ثم الی ابی حنیفة واصحابه فمن شاء فلیرض

ومن شاء فليسخط".

ترجمہ: محمد بن سلمہ سے روایت ہے کہ: جناب خلف بن ایوب فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچا پھر وہاں سے حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف، وہاں سے تابعین کی طرف اور وہاں سے جناب امام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) اور آپ کے اصحاب کی طرف پہنچا، چنانچہ اب جو چاہے خوش ہو اور جو چاہے ناراض ہو۔

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة للکردری جلد 1 صفحہ 36)

فصل:

﴿بشارة الامام فی حدیث خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(جناب خیر الخلق صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں جناب امام رضی اللہ عنہ کی بشارت)

معجزۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

امام علاؤ الدین الحصکفی "الدر المختار" میں اور علامہ ابن عابدین الشامی "رد المحتار" میں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"والحاصل ان ابا حنیفة النعمان من اعظم معجزات المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بعد القرآن"

یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ جناب سرورِ ہر عالم حضور نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے معجزات میں سے قرآن کے بعد جناب امام اعظم ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ ایک عظیم معجزہ ہیں۔

(الدر المختار مع رد المحتار للحصکفی جلد 1 صفحہ 136)

(رد المحتار علی الدر المختار للشامی جلد 1 صفحہ 137)

نیز علامہ شمس الدین الصالحی الدمشقی "عقود الجمان فی مناقب النعمان" میں لکھتے ہیں کہ: "وفیه معجزة ظاهرة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث اخبر بما سیقع" یعنی روایات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امام

صاحب کے بارے میں عنقریب واقع ہونے والی خبر دینا ایک عظیم ظاہری معجزہ ہے۔

(عقود الجمان فی مناقب النعمان صفحہ47)

میں کہتا ہوں کہ: حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا معجزۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہونا بلا شبہ ثابت ہے جیسا کہ امام حصکفی، امام شامی اور علامہ صالحی دمشقی نے فرمایا، اس پر فرامینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں چنانچہ!......

(1)۔علم اور ثریا کی بلندی:

"قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لو کان العلم معلقا بالثریا لناله ناس من ابناء فارس"

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر علم ثریا کی بلندی پر بھی ہوگا تو فرزندانِ فارس میں سے کچھ اسے ضرور پالیں گے۔

(جامع المسانید للخوارزمی جلد 1 صفحہ 20 رقم 7)

(تبییض الصحیفة للسیوطی صفحہ60)

امام جلال الدین السیوطی نے "تبییض الصحیفة" میں فرمایا کہ:

"قد بشر بالامام ابی حنیفة فی الحدیث الذی اخرجه ابونعیم فی الحلیة عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لو کان العلم بالثریا لتناوله رجال من ابناء فارس"

یعنی جنابِ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس حدیث میں بشارت دی گئی ہے جسے امام ابونعیم نے بھی اپنی "حلیۃ الاولیاء" میں جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر علم ثریا کی بلندیوں پر بھی ہوا تو اہلِ فارس کے کچھ نوجوان اس کو وہاں سے بھی اتار لائیں گے۔

(تبییض الصحیفة للسیوطی صفحه59، 60)
(رد المحتار علی الدر المختار للشامی جلد1 صفحه129)
(الخیرات الحسان لابن حجر المکی صفحه31، 32)
(الجواهر المضیة (مناقب لملا علی القاری) صفحه577)
(عقود الجمان فی مناقب النعمان للصالحی صفحه46، 47)
(کشف الخفاء للعجلونی جلد1 صفحه28 رقم53)

(2)-سراج الأمة (اُمت کا سورج):

''عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ابوحنیفة سراج امتی''

یعنی جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ابوحنیفہ'' میری امت کا سورج ہے۔

(مناقب الامام الاعظم للموفق جلد1 صفحه10، 11)
(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة للکردری جلد1 صفحه21)

وضاحت:

اس روایت پر بیشتر محدثین مثلاً امام ملا علی القاری، امام شمس الدین الصالحی، علامہ عجلونی اور امام ابن حجر مکی وغیرہم نے وضع کا حکم لگایا ہے، لیکن اس کے باوجود بعض اہلِ علم مثلاً امام موفق بن احمد المکی، امام محمد بن محمد المعروف ابن البزاز نے اسے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بلا تنقید نقل کیا ہے، بلکہ اسے ثابت بھی رکھا۔

چنانچہ میں کہتا ہوں کہ: بلا شبہ اس حدیث کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے منسوب کرنے کی وجہ سے اسے موضوع قرار دیا گیا ہے جس کی وجہ اس کی سند میں ''متھم بالکذب راوی'' کا پایا جانا ہے، لیکن اس سب کے باوجود اس روایت کی معنوی حیثیت کے مقبول ہونے سے بھی حاسدین کے سوا اہلِ انصاف کو

انکارنہیں ہوسکتا، کیونکہ روایات کی اسناد کی چھان پھٹک کرنے والے ماہر علماء کا مزاج یہ ہے کہ اگر کسی حدیث کی سند مجروح ہو یا سرے سے موجود ہی نہ ہو لیکن اگر اس کا معنیٰ شرع شریف کے خلاف نہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ: ''لیس له اصل فمعناه صحیح'' یعنی اس حدیث کی کوئی اصل نہیں البتہ اس کا معنیٰ بالکل درست ہے۔

لہٰذا ایسی روایات پر عمل کرنا اور انہیں بیان کرنا درست ہوتا ہے البتہ اس کا انتساب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے کر دینا درست نہیں ہوتا۔

چنانچہ بالکل یہی وجہ ہے کہ: جو امام ملا علی القاری اپنی موضوعاتِ کبیر میں اس روایت کو ''باتفاقِ محدثین موضوع'' کہہ چکے ہیں وہی امام ملا علی القاری اپنی دوسری کتاب ''مناقب امام اعظم'' میں بھی اسی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ''قال المحققون...... انه لا اصل له ''یعنی محققین فرماتے ہیں کہ: اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

لیکن مزے کی بات ہے کہ یہی امام ملا علی القاری ''مناقب امام اعظم'' میں جب حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرتے ہیں تو انہی الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے: ''الامام الاعظم والهمام الاقدم، تاج الائمة وسراج الامة ابوحنیفة نعمان بن ثابت الکوفی رحمة الله علیه'' فرماجاتے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس روایت کے موضوع قرار دیئے جانے کے باوجود حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ''سراج الامت'' ہونا ان کے نزدیک بھی معنوی طور پر بالکل درست ہے۔

اسی طرح علامہ شمس الدین محمد بن یوسف الصالحی الدمشقی نے ''عقود الجمان فی مناقب النعمان'' میں اس روایت کو مجروح الاسناد اور موضوع قرار دیا لیکن اس کے باوجود اسی کتاب کے خطبہ میں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان میں

حسین الفاظ کے موتی پروتے ہوئے "الامام الاعظم والمجتهد الاقدم والحبر المقدم، سراج ذوی الایمان ابی حنیفة النعمان رضی الله تعالیٰ عنه وأرضاه وجعل الجنة متقلبه ومثواه (واجزل له خیر مبراته واعاد علینا من برکاته)" فرما کر اسی امر کی طرف اشارہ فرمادیا کہ سابقہ روایت کو موضوع قرار دیئے جانے کے باوجود حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے "ایمان والوں کے سورج" کا لقب معنوی طور پر بالکل درست ہے۔

اسی طرح امام ابوالمؤید محمد بن محمود الخوارزمی نے "جامع المسانید" کے مقدمہ میں تین مختلف جگہوں میں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے "امام الائمة وسراج الامة" لکھ کر اسی روایت کی معنوی حیثیت کے مقبول ہونے کی طرف اشارہ دیا۔

(جامع المسانید للخوارزمی جلد1 صفحہ6،33،62)

لہٰذا میں کہتا ہوں کہ: ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بلاشبہ اس امت کے سورج ہیں اسکی تائید دوسری مقبول احادیث سے بھی ہوتی ہے چنانچہ:

(i)-فرمایا: "العلماء مصابیح الارض" یعنی علماء زمین کے چراغ ہیں۔

(کنز العمال جلد10 صفحہ59 رقم28673)

(ii)-نیز فرمایا: "اتبعوا العلماء فانهم سرج الدنیا ومصابیح الآخرة" یعنی علماء کی پیروی کرو کیونکہ وہ دنیا کے سورج اور آخرت کے چراغ ہیں۔

(کنز العمال جلد10 صفحہ59 رقم28677)

(iii)-یوں بھی فرمایا: "ان العالم الرحیم یجیء یوم القیامة وان نوره قد اضاء یمشی فیه ما بین المشرق والمغرب کما یضیء الکوکب الدری" یعنی مہربان عالم جب قیامت کے دن آئے گا تو اس کا نور یوں چمکتا ہوگا کہ اس کی روشنی میں مشرق سے مغرب تک سب کچھ روشن ہوجائے گا جیسے روشن ستارہ چمکتا ہے۔

(کنز العمال جلد10صفحہ66رقم28774)

چنانچہ انہی احادیث کو سہارا بنا کر علماء اسلام میں سے کسی کو ''سراج الحق'' کسی کو ''سراج الدین'' کسی کو ''سراج الملۃ''، کسی کو ''سراج ذوی الایمان''، کسی کو ''سراج الاسلام''، کسی کو ''سراج الائمہ'' اور کسی کو ''سراج الامۃ'' کے القابات سے نوازا گیا ہے، جن میں سے خود فقہ حنفی کے بڑے بڑے اہلِ علم فقہاء ومحدثین شامل ہیں جو کہ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہی مقلد ہوئے۔

چنانچہ ان احادیث کا مصداق جب مقلد علماء کو ٹھہرایا جانا درست ہے تو پھر امام الائمہ، سرتاج الفقہاء جناب حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے کون سی چیز مانع ہوئی؟ حالانکہ خصوصاً آپ رضی اللہ عنہ کا علمی مقام ومرتبہ لاجواب حد تک اہلِ حق کو مسلّم بھی ہے۔

پھر اس روایت کی معنوی حیثیت کی مقبولیت پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ ابن عابدین الشامی ''ردالمحتار'' میں فرماتے ہیں کہ: ''ولا شك فی تحقیق معناہ فی الامام فانہ سراج یستضاء بنور علمہ ویھتدی بثاقب فھمہ'' یعنی جناب امام رضی اللہ عنہ کے حق میں اس حدیث کے معنیٰ کے صادق آنے میں بھی کوئی شک نہیں، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ واقعی سورج ہیں جیسا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے علم کے نور سے روشنی، اور آپ رضی اللہ عنہ کے فہم وشعور کے کارناموں سے ہدایت آج بھی مل رہی ہے۔

(رد المحتار علی الدر المختار للشامی جلد1صفحہ129)

نیز یہی تصریح علامہ تقی الدین بن عبد القادر التمیمی الداری الغزی ''الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ'' میں یوں فرماتے ہیں کہ: ''وانما ذکرناہ نحن ھنا لاحتمال صحتہ فی نفس الامر عند اللہ تعالیٰ ولان معناہ متحقق فی الامام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ بلاشبھۃ ولاریب سراج یستضاء

بنور علمه، ويهتدى بسناء فكره الثاقب وحسن فهمه ولانه لا يترتب عليه شيء من احكام الدين ولا يثبت به قاعدة من قواعد الاسلام "یعنی ہم نے اس روایت کو یہاں فقط نفس الامر میں اللہ کی بارگاہ میں اس کے صحیح ہونے کے احتمال کی وجہ سے ذکر کیا ہے، چنانچہ اس روایت کا معنیٰ حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں بہر حال ثابت ہے کیونکہ بغیر کسی شک وشبہ کے آپ رضی اللہ عنہ ایسے سراج ہیں کہ جس کے علم کے نور سے روشنی اور جس کے فکری کارناموں اور حسنِ شعور کی بدولت ہدایت آج بھی بٹ رہی ہے، اور چونکہ (اس روایت کے معنوی صحت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ) اس پر احکامِ دینیہ کا مدار نہیں اور نہ ہی اس سے اسلام کے قواعد میں سے کوئی قاعدہ ثابت کیا جارہا ہے۔

(الطبقات السنية فی تراجم الحنفية جلد 1 صفحه 27)

(3)-افتخارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

"وعنه عليه الصلاة والسلام: ان آدم افتخر بی وانا وانا افتخر برجل من امتی اسمه نعمان وكنيته ابوحنيفة هو سراج امتی". "وعنه عليه الصلوٰة والسلام: ان سائر الانبياء يفتخرون بی، وانا افتخر بأبی حنيفة، من احبه فقد احبنی، ومن ابغضه فقد ابغضنی".

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ: بلاشبہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ پر ناز کیا کرتے تھے اور میں اپنی امت کے ایک شخص پر ناز کرتا ہوں جس کا نام "نعمان" اور کنیت "ابوحنیفہ" ہوگی وہ میری امت کا سورج ہوگا۔

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں بھی روایت ہے کہ: بلاشبہ تمام

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مجھ پر ناز کریں گے اور میں ابوحنیفہ پر ناز کروں گا، تو جس نے اس سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے بغض کی اس نے مجھ سے بغض کیا۔

(الدر المختار مع رد المحتار للحصکفی جلد 1 صفحہ 128)

اس حدیث پر علامہ ابن الجوزی نے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے لیکن امام حصکفی "الدر المختار" میں ان حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: "کذا فی "التقدمة شرح مقدمة ابی اللیث": قال فی "الضیاء المعنوی": وقول ابن الجوزی: "انه موضوع" تعصب، لانه روی بطرق مختلفة" یعنی اسی طرح "التقدمة شرح مقدمة ابی اللیث" میں ہے کہ "الضیاء المعنوی" میں فرمایا گیا ہے کہ: علامہ ابن الجوزی کا یہ قول کہ "یہ موضوع ہے" تعصب پر مبنی ہے، کیونکہ یہ روایت مختلف سندوں سے مروی ہے۔

(الدر المختار مع رد المحتار للحصکفی جلد 1 صفحہ 128، 129)
(کشف الخفاء للعجلونی جلد 1 صفحہ 28 رقم 53)

اسی طرح علامہ ابن عابدین الشامی "الدر المختار" کی شرح "رد المحتار" المعروف "فتاویٰ شامی" میں فرماتے ہیں کہ:

"قوله: "لانه روی بطریق مختلفة" بسطها العلامة طاش کبری، فیشعر بأن له اصلا، فلا اقل من ان یکون ضعیفا فیقبل، اذ لم یترتب علیه اثبات حکم شرعی، ولا شك فی تحقیق معناه فی الامام فانه سراج یستضاء بنور علمه ویهتدی بثاقب فهمه".

ترجمہ: یعنی علامہ حصکفی کا یہ فرمانا کہ: "ایسا مختلف سندوں سے مروی ہے" ان سندوں کو علامہ مصطفیٰ بن خلیل طاش کبری (المتوفی: 935ھ) نے جمع

فرمایا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث کی کچھ تو اصل ضرور ہے، لہٰذا یہ کم از کم ضعیف ہو سکتی ہے پھر بھی یہ مقبول رہے گی کیونکہ یہاں اس سے کوئی حکمِ شرعی تو ثابت نہیں کیا جارہا اور پھر جناب امام رضی اللہ عنہ کے حق میں اس حدیث کے معنیٰ کے صادق آنے میں بھی کوئی شک نہیں، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ واقعی سورج ہیں جیسا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے علم کے نور سے آج بھی روشنی لی جارہی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے فہم و شعور کے ستاروں سے آج بھی لوگ ہدایت پا رہے ہیں۔

(رد المحتار علی الدر المختار للشامی جلد 1 صفحہ 129)

نیز کنز العمال میں ہے کہ: ''اکرموا العلماء فانھم ورثۃ الانبیاء فمن اکرمھم فقد اکرم اللّٰہ ورسولہ'' یعنی علماء کی عزت کرو کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہیں لہٰذا جس نے ان کی عزت کی اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی۔

(4)-لقمانِ ثانی:

''ان جبریل قال لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ان لقمان بلغ من حکمتہ بحیث لو اراد ان ینشئ بعدد کل حبۃ من الصُّبرۃ حکمۃ لفعل فخطر ببال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یغبط داود علیہ السلام حیث جعل فی امتہ مثل لقمان فرجع جبریل علیہ السلام ونزل ثانیا وقال: ان اللّٰہ تعالیٰ یقول ان کان فی امۃ داود مثل لقمان یتکلم بعدد کل حبۃ من الصبرۃ حکما فنحن نجعل فی امتک نعمان یتکلم بعدد کل حبۃ من الصبرۃ مسائل واجوبۃ فحینئذ بصق

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی فم انس رضی اللّٰہ عنہ واوصاہ ان یبصق فی فم ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ''۔

ترجمہ: جناب جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ جناب لقمان اپنی حکمت کے اس مقام پر پہنچ چکے تھے کہ اگر وہ غلّے کے ہر ایک دانے کی تعداد کے مطابق حکمت کی باتیں لکھنا چاہتے تو لکھ لیتے، چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر میں خیال آیا اور جناب داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رشک آیا کہ جن کی امت میں جناب لقمان جیسا فرد پیدا کیا گیا ہے، چنانچہ جبریل لوٹ گئے اور دوسری بار پھر حاضر ہوئے تو بولے کہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: اگر داؤد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی امت میں لقمان جیسا فرد ہے جو غلے کے ہر دانے پر حکمت بھرا کلام کرسکتا ہے تو ہم آپ کی امت میں ''نعمان'' کو پیدا فرمائیں گے جو غلے کے ہر دانے پر کلام بھی کرے گا اور اس پر اٹھنے والے سوالوں کے جوابات بھی دے گا چنانچہ اسی وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب انس رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کے منہ میں اپنا لعابِ دہن شریف بھی ڈالا اور وصیت بھی فرمادی کہ تم میری یہ امانت ''ابوحنیفہ'' کے منہ میں ڈال دینا۔

(مناقب الامام الاعظم للموفق جلد 1 صفحہ 22،23)

(عقود الجمان فی منقاب النعمان صفحہ 48 "ملخصاً")

نیز امام ابوالمؤید خوارزمی ''جامع المسانید'' میں فرماتے ہیں کہ:

''عن الفضل بن خالد، قال: کنت ابغض ابا حنیفۃ، فرأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی المنام، فقال: کلام ابی حنیفۃ

ککلام لقمان، بل ازید فتبتُ واحببت ابا حنیفة"
یعنی فضل بن خالد فرماتے ہیں کہ: میں جناب ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھتا تھا کہ مجھے ایک دن خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ابوحنیفہ کا کلام جناب لقمان کے کلام کی طرح ہے، بلکہ ان سے بھی زیادہ ہے" چنانچہ میں نے توبہ کی اور میں جناب ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرنے لگا.

(جامع المسانید للخوارزمی جلد1صفحہ73)

(5)-سراپاءِ علم وعرفان:

"قال النبی صلی الله علیه وسلم: لا تقوم الساعة حتی یظهر العلم".
جناب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک علم ظاہر نہ ہوجائے۔

(عقود الجمان فی مناقب النعمان صفحہ46)
(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحہ9)
(تاریخ بغداد جلد13صفحہ336)
(الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة جلد1صفحہ27)

اس روایت کے بارے میں علامہ شمس الدین الصالحی الدمشقی "عقود الجمان"، علامہ صیمری "اخبار ابی حنیفہ"، خطیب بغدادی "تاریخ بغداد" اور علامہ تقی الدین "الطبقات السنیة" میں لکھتے ہیں کہ:

"قال القاضی ابو القاسم ابن کأس: حدثنا محمد بن حفص عن الحسن بن سلیمان، انه سئل عن قوله صلی الله علیه

وسلم: "لا تقوم الساعة حتى يظهر العلم" قال: هو علم ابی حنيفة وتفسيره لآثار رسول الله صلى الله عليه وسلم".

یعنی قاضی ابوالقاسم بن کاس فرماتے ہیں کہ: ہمیں محمد بن حفص بیان کرتے ہیں کہ جناب حسن بن سلیمان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وضاحت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ "قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ علم ظاہر نہ ہوجائے" تو فرمایا: وہ جناب ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کا علم ہے اور آپ (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی کی جانے والی تفسیر ہے۔

(عقود الجمان فی مناقب النعمان صفحہ46)

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری صفحہ9)

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ336)

(الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ جلد1 صفحہ27)

(6)-دُنیا کی زینت:

"وروی عنه عليه الصلوٰة والسلام انه صلى الله عليه وسلم قال: ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة".

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سن 150 ہجری میں دنیا کی زینت اٹھالی جائے گی۔

(الجواھر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ صفحہ577)

(الخیرات الحسان للہیتمی (مترجم) صفحہ34)

(رد المحتار علی الدر المختار جلد1 صفحہ129، 130)

(عقود الجمان فی مناقب النعمان صفحہ46)

امام ملا علی القاری نے "مناقب امام اعظم" میں فرمایا کہ:

"واجمعوا على انه مات سنة مائة وخمسين ببغداد......

وروی عنه صلی الله علیه وسلم انه صلی الله علیه وسلم قال: ترفع زینة الدنیا سنة خمسین ومائة"

یعنی علماء کا اجماع اسی بات پر ہے کہ امام صاحب کا انتقال سن ١٥٠ھ میں ہوا ہے...... اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے فرمایا کہ: سن 150 ہجری میں دنیا کی زینت اٹھ جائے گی۔

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية صفحه 577)

اسی طرح امام ابن حجر المکی الہیتمی نے ''الخیرات الحسان''، امام شمس الدین الصالحی الدمشقی نے ''عقود الجمان فی مناقب النعمان'' اور امام ابن عابدین الشامی نے ''رد المحتار علی الدر المختار'' میں امام کردری کے حوالے سے فرمایا ہے کہ: ''ومما یصلح للاستدلال به علی عظیم شأن ابی حنیفة ما روی عنه علیه الصلوٰة والسلام انه قال: "ترفع زینة الدنیا سنة خمسین ومائة"، ومن ثم قال شمس الائمه الکردری: ان هذا الحدیث محمول علی ابی حنیفة لانه مات تلك السنة'' یعنی جناب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی علوشان پر اس حدیث سے بھی استدلال درست ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''١٥٠ھ میں دنیا کی زینت اٹھ جائے گی''، اسی وجہ سے شمس الائمہ امام کردری فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد بھی بغیر کسی شک کے جناب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال اسی سن میں ہوا ہے۔

(الخیرات الحسان للہیتمی (مترجم) صفحہ 34)

(رد المحتار علی الدر المختار جلد 1 صفحہ 129، 130)

فصل:

آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر سابقہ کتابوں میں

(1)-امام ابن بزاز کردری اور امام موفق بن احمد مکی ''مناقب الامام الاعظم'' میں فرماتے ہیں کہ:

"عن ابن مسعر قال: سمعت جماعة من اهل العلم يقولون مكتوب فی التوراة صفة كعب الاحبار والنعمان بن ثابت ومقاتل بن ابی سليمان".

ترجمہ: جناب ابن مسعر فرماتے ہیں کہ: میں نے اہلِ علم کی ایک جماعت کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ تورات میں ''کعب احبار''، ''نعمان بن ثابت'' اور ''مقاتل بن ابی سلیمان'' کی صفات لکھی ہیں۔

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة للکردری جلد 1 صفحہ 35)

(مناقب الامام الاعظم للموفق جلد 1 صفحہ 16)

(2)-نیز امام کردری اور امام موفق یوں بھی نقل کرتے ہیں کہ:

"عن كعب الاحبار قال: انی لاجد اسماء اهل الفقه مكتوبا فی التوراة بصفاتهم واسمائهم وانی لاجد اسم رجل يقال له النعمان بن ثابت يكنى بأبی حنيفة له شأن عظيم فی الفقه والحكمة والعبادة والزهادة يموت مغبوطا ويعيش

مغبوطا قد ساد اهل زمانه فی العلم"۔

ترجمہ: جناب کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے تورات میں چند فقہاء کے نام ان کے خوبیوں سمیت لکھے ہوئے پائے ہیں، اور میں نے ایک خاص شخص کا نام بھی لکھا ہوا دیکھا جسے ''نعمان بن ثابت'' کہا جائے گا اور اس کی کنیت ''ابوحنیفہ'' ہو گی، نیز علمِ فقہ، حکمت، عبادت اور تقویٰ میں اس کی شان عظیم ہو گی، اس کی وفات بھی قابلِ رشک ہو گی اور زندگی بھی، وہ اپنے زمانے کے اہلِ علم کا سردار ہو گا۔

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة للکردری جلد 1 صفحه 36)

(مناقب الامام الاعظم للموفق جلد 1 صفحه 17)

(3)-اسی طرح امام موفق المکی فرماتے ہیں کہ:

"عن محمد بن یحییٰ القصری قال: سمعت ابی یقول: کان محمد بن سائب الکلبی یمدح کثیرا ابا حنیفة ویذکر انه وجد صفته فی بعض الکتب وانه یحشی الحکمة کما یحشی الرمانة من الحب"۔

ترجمہ: محمد بن یحییٰ قصری فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے والد سے سنا کہ جناب محمد بن سائب الکلبی جناب ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کی تعریف بہت کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ انہوں نے بعض آسمانی کتب میں بھی ان کی شان پڑھی ہے کہ وہ حکمت سے اس طرح بھرے ہوئے ہوں گے جس طرح انار دانوں سے۔

(مناقب الامام الاعظم للموفق جلد 1 صفحه 17)

امام موفق المکی مزید فرماتے ہیں کہ: اس روایت کو امام حارثی نے بھی اپنی کتاب ''کتاب الکشف'' میں جناب محمد بن علی المروزی سے روایتاً نقل کیا ہے۔

فصل:

﴿آپ رضی اللہ عنہ کے دیگر فضائل﴾

خواب میں 100 مرتبہ دیدارِ باری تعالیٰ:

امام علاؤ الدین حصکفی رحمہ اللہ نے ''الدر المختار'' میں بیان کیا ہے کہ: حضور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں اللہ رب العزت کا 100 مرتبہ دیدار ہوا ہے، جس کا قصہ مشہور ہے۔

(الدر المختار مع رد المحتار للحصکفی جلد 1 صفحہ 126)

چنانچہ اسی قول کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابن عابدین الشامی نے ''رد المحتار علی الدر المختار'' میں نقل فرمایا ہے کہ:

''جناب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے کا واقعہ بہت مشہور ہے جسے حافظ نجم الدین محمد بن احمد الغیطی شافعی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ بلاشبہ حضور سیّدنا امام صاحب نے فرمایا: کہ جب میں نے اللہ رب العزۃ کو خواب میں 99 مرتبہ دیکھ لیا تو میں نے دل میں کہا: جب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا 100 ویں مرتبہ دیدار کروں گا تو پوچھوں گا کہ: قیامت کے دن اس کے عذاب سے مخلوق کے لئے بچنے کا طریقہ ہے؟ فرمایا: چنانچہ پھر میں نے 100 ویں بار بھی اللہ کو خواب میں دیکھا تو میں نے وہی سوال کیا: کہ اے میرے پروردگار!

تیری ذات عزت والی ہے، تیری شان بہت بلند ہے، تیرے نام پاکیزہ ہیں، وہ کونسا طریقہ ہے کہ تیرے بندے قیامت کے دن تیرے عذاب سے نجات پا جائیں؟ فرمایا: جس شخص نے صبح اور عشاء کی نماز کے بعد یہ کلمات پڑھے:

"سُبْحَانَ الْاَبْدِیِّ الْاَبَدِ، سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ، سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ، سُبْحَانَ رَافِعِ السَّمَآءِ بِغَیْرِ عَمَدٍ، سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰی مَآءٍ جَمَدٍ، سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاَحْصَاهُمْ عَدَدَ، سُبْحَانَ مَنْ قَسَّمَ الرِّزْقَ وَلَمْ یَنْسَ اَحَدَ، سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْصَاحِبَةً وَّلَا وَلَدَ، سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ" وہ میرے عذاب سے نجات پا جائے گا"۔

(رد المحتار علی الدر المختار للشامی جلد 1 صفحہ 126 (المقدمہ))

آپ رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام کے بارے میں عقیدہ:

(1)- جناب سعید بن سالم بصری فرماتے ہیں کہ:

"میں نے جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ: میں جب پہلی بار جناب عطاء بن ابی رباح (رضی اللہ عنہ) سے مکہ میں ملا تو میں نے ان سے کوئی مسئلہ پوچھا تو بولے: کہاں سے ہو؟ میں نے کہا: کوفہ سے! فرمایا: تم اس علاقے سے ہو جہاں کے لوگوں نے دین میں تفرقہ ڈالا اور شیعہ ہو گئے؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: کوفہ میں کس مسلک سے ہو؟ میں نے کہا: ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنے بڑوں کو گالی نہیں دیتے، تقدیر پر ایمان لاتے ہیں اور کسی کو بھی صرف گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے، یہ سن کر جناب عطاء بن ابی رباح (رضی اللہ عنہ) مجھ سے فرمانے

لگے: میں پہچان گیا ہوں، اسی مسلک پر ڈٹے رہو''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ332)

(2)- جناب ابوعصمہ نوح بن ابی مریم فرماتے ہیں کہ:

''میں نے جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) سے ''اھل السنۃ والجماعۃ'' کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: جو جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو مقدم سمجھیں، جناب مولیٰ علی اور جناب عثمان رضی اللہ عنہما سے محبت رکھیں، اور تقدیر پر ایمان لائیں، کسی مسلمان کو فقط گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہیں، اللہ کے بارے میں کوئی نازیبا بات نہ کریں، موزے پر مسح کا انکار نہ کریں اور نبیذ کو حرام نہ کہیں'' چنانچہ اس روایت کے بعد جناب سعد بن معاذ فرماتے ہیں کہ: جناب امام صاحب نے ان سات جملوں میں مذہب اہل السنۃ کی ایسی وضاحت فرمادی کہ کوئی شخص اگر آٹھویں جملے کا اضافہ کرنا چاہے تو قادر نہیں ہوسکتا۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری صفحہ83)

(3)- جناب عبدالرحمٰن بن عبدویہ یشکری فرماتے ہیں کہ: میں نے جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''میں مدینہ منورہ گیا اور وہاں میں جناب امام باقر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے عراقیوں کے بھائی! کیا ہمارے پاس بیٹھو گے نہیں؟ میں بیٹھ گیا اور میں نے عرض کی: اللہ آپ کو تندرستی دے! آپ کا جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا موقف ہے؟ فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے جناب ابوبکر اور جناب عمر رضی اللہ عنہما پر! میں نے عرض کیا:

ہمارے ہاں عراق میں لوگ کہتے ہیں کہ: آپ ان دونوں کو تبرأ (طعن) کرتے ہیں، فرمایا: معاذ اللہ! ربِ کعبہ کی قسم! وہ جھوٹ بولتے ہیں، کیا تم نہیں جانتے کہ جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے اپنی اس صاجبزادی ام کلثوم بنت فاطمہ (رضی اللہ عنہما) کا نکاح جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کردیا تھا، کیا تم نہیں جانتے کہ جناب امِ کلثوم رضی اللہ عنہا کون تھیں؟ میں تمہاری وجہ سے یہ الفاظ نہیں بول رہا، جناب سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا وہ کہ: ان کی نانی جنتی عورتوں کی سردار جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ان کے نانا جناب آخری نبی، سب رسولوں کے سردار اور تمام جہانوں کے رب کے سچے اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کی والدہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں، ان کے بھائی جناب امام حسن اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہما ہیں جو تمام جنتی جوانوں کے سردار ہیں، اور ان کے والد اسلام میں شرف وعزت اور مرتبہ والے جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ ہیں، میں یہ الفاظ تمہاری وجہ سے نہیں بول رہا، چنانچہ اگر جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کے اہل نہ ہوتے تو کبھی بھی اپنی صاجبزادی کا نکاح ان سے نہ کرتے، میں نے عرض کیا: پھر آپ انہیں ایک خط لکھ کر اپنی صفائی کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا: وہ خطوط کو کچھ نہیں سمجھتے''۔

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری صفحہ 81،82)

(4)- جناب محمد بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ:

''کوفہ میں ایک آدمی تھا جو جناب عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو (معاذ اللہ) یہودی کہا کرتا تھا، چنانچہ جناب امام ابوحنیفہ کو جب معلوم ہوا تو آپ

اس کے پاس گئے اور فرمایا: میں تیرے پاس ایک شخص کا پیغامِ نکاح لایا ہوں، وہ بولا: کس کے لئے؟ فرمایا: تیری بیٹی کے لئے، وہ آدمی نہایت شریف ہے، مالدار ہے، کتاب اللہ کا حافظ ہے، سخی بھی ہے، ساری رات عبادت کرتا ہے، اللہ کے خوف سے خوب روتا بھی ہے، وہ یہ سن کر بولا: اے ابوحنیفہ! پھر اس میں کمی کیا ہے؟ فرمایا: بس اس میں ایک بات بہت بری ہے، بولا: کون سی؟ فرمایا: وہ یہودی ہے، وہ کہنے لگا: سبحان اللہ! آپ مجھ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ میں اپنی پیاری بیٹی کا نکاح ایک یہودی سے کردوں؟ فرمایا: تم نہیں کروگے؟ وہ بولا: بالکل نہیں! فرمایا: (تمہارے نزدیک) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی دو بیٹیوں کا نکاح ایک یہودی سے کردیا تھا، یہ سن کر وہ شرمندہ ہوا اور بولا میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اپنے اس سابقہ قول سے اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرتا ہوں''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ362)

آپ رضی اللہ عنہ، والدین، اساتذہ اور شاگرد:

خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں ابراہیم بن سماعہ کی روایت کونقل کیا ہے کہ: میں نے جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ:

''میں نے جب بھی نماز پڑھی ہے، اس میں اپنے استاذ جناب حماد بن ابی سلیمان اور اپنے والدین کے لئے استغفار ضرور کیا ہے، یہاں تک کہ میں ہر اس شخص کے لئے بھی دعاء کرتا ہوں جس نے مجھے علم سکھایا یا جس نے مجھ سے علم سیکھا''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ334)

اسی طرح جناب امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ: میں تب سے اپنی ہر دعاء میں

اپنے والدین سے پہلے جناب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعاء کررہا ہوں، جب سے میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ: میں اپنی ہر دعاء میں اپنے والدین کے ساتھ اپنے استاذ جناب حماد رضی اللہ عنہ کے لئے دعاء کرتا ہوں۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ340)

آپ رضی اللہ عنہ کا مقام ''اعلیٰ علیّین'' میں:

علامہ ابن ابی العوام نے اپنی ''فضائل ابی حنیفہ'' میں تحریر کیا کہ جناب محمد بن ابی رجاء فرماتے ہیں کہ:

''میں نے خواب میں جناب امام محمد بن حسن شیبانی کو دیکھا، تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ: آپ کے ساتھ کیسا معاملہ ہوا؟ فرمایا: مجھے بخش دیا گیا، میں نے عرض کیا: کس علم کی وجہ سے؟ فرمایا: مجھے یوں فرمایا گیا کہ: ہم نے تمہیں اس لئے علم عطاء فرمایا کہ تمہیں بخش دیں، محمد بن ابی رجاء فرماتے ہیں کہ: میں نے جناب امام محمد سے پوچھا: جناب امام ابویوسف کے ساتھ کیا ہوا؟ فرمایا: وہ ہم سے ایک درجہ اوپر ہیں، پھر میں نے عرض کیا: جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کیسا معاملہ ہوا؟ فرمایا: آپ تو اعلیٰ علیین میں ہیں''۔

(فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام صفحه136رقم229)

جناب غسان فرماتے ہیں کہ:

''جناب ابونعیم فضل بن دکین کے سامنے جب بھی جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کا ذکرِ خیر کیا جاتا تو فرماتے: واہ!......واہ! آپ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔

(فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام صفحه136رقم228)

فصل:

﴿آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہلِ علم کی رائے﴾

(1)- جناب عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ:

''اگر اللہ تعالیٰ نے جناب امام ابوحنیفہ اور جناب امام سفیان ثوری (رضی اللہ عنہما) کے ذریعے میری مدد نہ فرمائی ہوتی تو میں بھی عام آدمیوں کی طرح ہی ہوتا''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ337)

(2)- جناب حسن بن سلیمان فرماتے ہیں کہ:

''اس حدیث کہ: ﴿قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ علم ظاہر نہ ہوگیا﴾ سے مراد جناب امام ابوحنیفہ کا علم اور آثار ہیں''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ336)

(3)- جناب خلف بن ایوب فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا، وہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب (علیہم الرضوان) کی طرف اور وہاں سے تابعین (علیہم الرضوان) کی طرف اور وہاں سے جناب امام ابوحنیفہ اور آپ کے شاگردوں (رضی اللہ عنہم) کی طرف، لہٰذا اب جو چاہے راضی رہے اور جو چاہے ناراض ہو''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ336)

(4)-جناب سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ:

''میری آنکھوں نے جناب امام ابوحنیفہ جیسا آج تک نہیں دیکھا''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ336)

(5)-جناب ابو یحییٰ حمانی فرماتے ہیں کہ:

''میں نے کبھی بھی امام ابوحنیفہ سے بہتر کسی شخص کو نہیں دیکھا''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ337)

(6)-جناب ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابوحنیفہ اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل ہیں''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ337)

(7)-جناب امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''جب جناب امام مالک سے جناب امام ابوحنیفہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا آپ نے انہیں دیکھا ہے؟ تو فرمانے لگے: ہاں! وہ ایسی جلیل القدر شخصیت تھے کہ اگر اس لکڑی کے ستون کو سونے کا ثابت کرنے کے لئے دلائل سے بحث فرماتے تو اپنی علمی قابلیت کے بل بوتے پر اسے سونے کا ثابت کر دیتے''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ338)

(8)-جناب روح بن عبادہ فرماتے ہیں کہ:

''میں سن 150 ہجری میں جناب ابن جریج کے پاس حاضر تھا کہ انہیں کسی نے جناب امام ابوحنیفہ کی وفات کی خبر دی تو ان کی آنکھیں نم ہو گئیں اور ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون'' پڑھ کر فرمانے لگے، ہائے! آج ''علم'' اُٹھ گیا''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ338)

(9)-جناب مسعر بن کدام فرماتے ہیں کہ:

''جس شخص نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جناب امام ابوحنیفہ کو وسیلہ بنالیا مجھے امید ہے کہ اسے ان کسی چیز سے ڈرنے کی ضرورت نہیں''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ339)

(10)-جناب سلیمان بن ابی الشیخ فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابوحنیفہ عظیم متقی اور بہت بڑے سخی تھے''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ338)

(11)-جناب عبداللہ بن ابی جعفر رازی فرماتے ہیں کہ:

''میں نے اپنے والد سے سنا کہ: میں نے آج تک جناب امام ابوحنیفہ سے بڑا فقیہ اور متقی نہیں دیکھا''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ339)

(12)-جناب فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابوحنیفہ فقیہ شخصیت تھے اور فقہ کے ساتھ بہت معروف تھے، تقویٰ میں مشہور تھے، وسیع المال تھے، اپنے ماتحتوں پر بہت فضل وکرم فرمایا کرتے تھے، دن اور رات تعلیم وتعلم میں بڑے صابر تھے، راتوں کو عبادت کرنے والے اور دینی اور تعلیمی معاملات کے علاوہ زیادہ تر خاموش رہنے والے، مسائل میں حلال اور حرام کی وضاحت کے علاوہ بہت کم گفتگو فرمانے والے تھے، حق بات پر بڑے زبردست دلائل دیا کرتے، بادشاہوں کے مال ودولت سے دور رہتے تھے''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ340)

(13)-جناب اعمش فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابوحنیفہ بڑے ذہین تھے، مجھے ان کی بے مثال قوتِ

استدلال سے بے حد تعجب ہوتا ہے''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ340)

(14)-جناب امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ:

''میں نے جب بھی کسی مسئلہ میں اپنے شیخ جناب امام ابوحنیفہ کی مخالفت کرنا چاہی تو مجھے اس مسئلہ میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ کا مذہب آخرت میں زیادہ نجات کا باعث ہے، اور کبھی کبھار میں کسی حدیث کی طرف مائل ہوتا تو آپ کی نظر مجھ سے بھی زیادہ صحیح حدیث کی طرف ہوا کرتی تھی''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ340)

(15)-جناب ابو مطیع حکم بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے کسی بھی محدّث کو جناب سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا، اور جناب امام ابوحنیفہ ان سے بھی بڑے فقیہ تھے''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ341)

(16)-جناب حسن بن علی فرماتے ہیں کہ:

''کسی نے جناب ابوخالد یزید بن ہارون سے پوچھا کہ: اے ابوخالد! آپ کے نزدیک جناب امام ابوحنیفہ اور جناب سفیان ثوری میں سے بڑا فقیہ کون ہے؟ فرمایا: ''جناب امام ابوحنیفہ''! چنانچہ جناب حسن بن علی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوعاصم نبیل سے پوچھا کہ: جناب امام ابوحنیفہ زیادہ فقیہ ہیں یا جناب سفیان! تو فرمایا: جناب امام ابوحنیفہ کے تو غلام بھی جناب سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ ہیں (رضی اللہ عنہما)''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ341،342)

(17)-جناب علی بن عاصم فرماتے ہیں کہ:

''ہم ایک نشست میں تھے کہ جناب امام ابوحنیفہ کا ذکر چھڑ گیا، تو جناب خالد طحان مجھ سے فرمانے لگے: کاش کہ جناب امام ابوحنیفہ کے علم سے مجھے اور تمہیں بھی حصہ کچھ مل جائے''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ344)

(18)- جناب عبداللہ بن داؤد خریبی فرماتے ہیں کہ:

''تمام اہلِ اسلام پر یہ واجب ہے کہ اپنی نمازوں میں جناب امام ابوحنیفہ کے لئے دعائے رحمت کیا کریں کیونکہ انہوں نے سنتوں اور فقہ کی حفاظت فرمائی''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ344)

(19)- جناب بشر بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ:

''جناب ابوعبدالرحمٰن المقری جب بھی ہمیں جناب امام ابوحنیفہ کی طرف سے کوئی حدیث سنانے لگتے تو فرمایا کرتے: ہمیں شہنشاہ نے یہ حدیث سنائی''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ344)

(20)- جناب عبداللہ بن یزید المقری فرماتے ہیں کہ:

''میں نے آج تک کوئی انسان جناب امام ابوحنیفہ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ344)

(21)- جناب شداد بن حکیم فرماتے ہیں کہ:

''میں نے آج تک جناب امام ابوحنیفہ سے بڑا عالم نہیں دیکھا''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ344)

(22)- جناب اسماعیل بن محمد فارسی فرماتے ہیں کہ:

''جب جناب مکی بن ابراہیم کے سامنے جناب امام ابوحنیفہ کا ذکر کیا جاتا تو فرماتے: آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ345)

(23)۔جناب وکیع فرماتے ہیں کہ:

''میں جناب امام ابوحنیفہ سے بڑھکر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا، اور نہ ہی آپ سے اچھی نماز پڑھتے ہوئے کسی کو دیکھا''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ345)

(24)۔جناب نضر بن شمیل فرماتے ہیں کہ:

''لوگ تو فقہ کے معاملے میں سو رہے تھے یہاں تک کہ جناب امام ابوحنیفہ نے انہیں اپنی فقہ، بیان اور تلخیص کے ذریعے جگا دیا''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ345)

(25)۔جناب امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''میرے علم میں جناب امام ابوحنیفہ سے بڑھ کوئی فقیہ نہیں، تو جو شخص چاہتا ہے کہ فقہ کی معرفت پائے اسے چاہیے کہ: جناب امام ابوحنیفہ اور آپ کے شاگردوں کی صحبت اختیار کرے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں جناب امام ابوحنیفہ کے بال بچے ہیں''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ345،346)

(26)۔جناب یحیٰی بن سعید قطان فرماتے ہیں کہ:

''اللہ جھوٹ سے بچائے! ہم نے آج تک جناب امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر بہترین رائے کسی کی نہیں سنی، یہاں تک کہ ہم زیادہ تر انہی کے اقوال پر فتویٰ دیتے ہیں''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ345)

(27)-جناب حسن بن عثمان قاضی فرماتے ہیں کہ:

''میں نے پورے عراق اور حجازِ مقدس میں علم صرف تین آدمیوں کے پاس ہی دیکھا ہے: (۱)-علم فقہ جناب امام ابوحنیفہ کے پاس، (۲)-علم تفسیر جناب کلبی کے پاس، (۳)-علم مغازی جناب محمد بن اسحاق کے پاس''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ346)

(28)-جناب یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ:

''میرے نزدیک قرأت تو صرف جناب حمزہ زیات کی ہے اور فقہ جناب امام ابوحنیفہ کی''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ346)

(29)-جناب جعفر بن ربیع فرماتے ہیں کہ:

''میں جناب امام ابوحنیفہ کی بارگاہ میں 5 سال تک رہا ہوں، چنانچہ میں نے ان سے زیادہ خاموش طبع کسی کو نہیں دیکھا، لیکن جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھ لیا جاتا تو پھر لب حرکت میں آتے اور علم کے دریا بہا دیا کرتے جس سے وادیاں بھر جائیں''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ347)

(30)-جناب ابراہیم بن عکرمہ مخزومی فرماتے ہیں کہ:

''میں نے آج تک کسی کو بھی جناب امام ابوحنیفہ سے زیادہ متقی اور فقیہ کسی کو نہیں دیکھا''۔

(تاریخ بغداد جلد13صفحہ347)

(31)-جناب علی بن عاصم فرماتے ہیں کہ:

''اگر اس زمین پر بسنے والی آدھی مخلوق یعنی انسانوں کی عقل کو اکیلے

جناب امام ابوحنیفہ کی عقل کے ساتھ تولا جائے تو جناب امام صاحب کی عقل ان سب کی عقلوں پر پھر بھی غالب آ جائے''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ 361)

(32)- جناب خارجہ بن مصعب فرماتے ہیں کہ:

''میں نے تقریباً 1000 (ایک ہزار) علماء سے ملاقات کی ہے لیکن ان میں سے صرف 4 افراد کو زبردست عقل والا پایا ہے جن میں سے ایک جناب امام ابوحنیفہ بھی ہیں لہٰذا جو شخص جناب امام ابوحنیفہ پر اعتراض کرے وہ ناقص العقل ہے''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ 361)

(33)- جناب ابووہب عابد فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص جناب امام ابوحنیفہ پر اعتراض کرتا ہے وہ ناقص العقل ہے''۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ 364)

(34)- جناب سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''وہ شخص جو جناب امام ابوحنیفہ کی مخالفت کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ پہلے ان سے زیادہ قدرت والا، اور ان سے زیادہ علم والا ہو کر آئے، اور ایسا ہونا ناممکن ہے''۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان صفحہ 156)

(35)- جناب ابوبکر مروزی فرماتے ہیں کہ:

''میں نے جناب امام احمد بن حنبل سے سنا کہ: میں نہیں مانتا کہ جناب امام ابوحنیفہ نے قرآن کو کبھی مخلوق کہا ہو، تو میں نے عرض کیا: الحمدللہ! اے ابوعبداللہ! کیا ان کا علم میں واقعی بڑا مرتبہ تھا؟ فرمایا: سبحان اللہ! وہ تو اپنے علم و تقویٰ اور عبادت و ایثار کی وجہ سے قیامت کے دن اس مقام

پر فائز ہونگے جہاں کوئی اور فائز نہ ہو سکے گا، آپ نے ابو جعفر منصور سے عہدہ قضاء کے سلسلہ میں کوڑے کھا لئے لیکن اسے قبول نہیں فرمایا، آپ پر اللہ کی رحمت اور رضا نازل ہو''۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان صفحہ158، 159)

(36)-جناب ابو نعیم فضل بن دکین فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابو حنیفہ مسائل کا حل نکالنے میں بے مثال ماہر تھے''۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان صفحہ159)

(37)-جناب ابو یحیٰ حمانی فرماتے ہیں کہ:

''میں نے جب بھی جناب امام ابو حنیفہ کے ہمزمانہ علماء وفقہاء اور محدّثین میں سے (جس سے میں ملا، یا جس سے نہ مل سکا) کسی کا بھی کسی بھی نیک کام میں آپ سے موازنہ کرنا چاہا تو بلاشبہ میں نے ہمیشہ جناب امام ابو حنیفہ کو ہی افضل واعلیٰ پایا، چنانچہ میں نے کبھی بھی آپ سے افضل، آپ سے زیادہ متقی اور آپ سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں دیکھا''۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان صفحہ161)

(38)-جناب عیسیٰ بن یونس فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابو حنیفہ کے بارے میں کبھی بھی بری بات نہ کہو، اور نہ ہی ان کے بارے میں کسی بری رائے رکھنے والے کی تصدیق کرو، کیونکہ اللہ کی قسم! میں نے ان سے بڑھ کر افضل اور ان سے بڑا فقیہ کبھی نہیں دیکھا''۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان صفحہ162)

(39)-جناب یحیٰ بن اکثم فرماتے ہیں کہ:

''اہلِ علم کا اجماع ہے کہ جناب امام ابو حنیفہ کو اللہ تعالیٰ نے فقہ، علم، عمل،

سخاوت، ایثار اور قرآن کے اخلاق سے آراستہ فرمادیا"۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان صفحہ163)

(40)-جناب یحیٰ بن آدم فرماتے ہیں کہ:

"میں نے جناب فضل بن موسیٰ سینانی سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا جو جناب امام ابوحنیفہ کے بارے میں بری بات کہتے ہیں، تو فرمانے لگے: جناب امام ابوحنیفہ لوگوں کے پاس ایسا علم لائے جسے لوگ سمجھ نہ پائے اور لوگوں کی یہ عادت ہے جس کو سمجھ نہیں پاتے اس سے حسد کرنے لگ جاتے ہیں چنانچہ لوگوں نے جناب امام صاحب کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا"۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان صفحہ163)

(41)-جناب امام محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"جناب امام ابوحنیفہ اپنے زمانے میں یکتا تھے، جب قیامت کے دن ان پر سے زمین پھٹے گی تو آپ اپنی قبر سے علم وفقہ، تقویٰ وسخاوت اور ایثار کے پہاڑ کی صورت میں نکلیں گے"۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان صفحہ164)

(42)-جناب احمد بن حرب فرماتے ہیں کہ:

"جناب امام ابوحنیفہ علماء میں ایسے تھے جیسے سرداروں میں بادشاہ"۔

(فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام صفحہ85رقم115)

(43)-جناب نصر بن علی فرماتے ہیں کہ:

"ہم جناب شعبہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کی وفات کی خبر پہنچی تو جناب شعبہ نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھ کر فرمایا: آج کوفہ والوں سے علم کا نور رخصت ہوگیا، یاد

رکھنا! کوفہ والے آپ جیسا پھر کبھی نہیں دیکھیں گے''۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه72)

(44)-جناب عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ:

''جناب داؤد طائی کے سامنے جناب امام ابوحنیفہ کا ذکر ہوا تو فرمانے لگے: وہ تو مسافروں کے لئے ہدایت کا ستارہ ہیں، اور ایمان والوں کے دلوں میں بس جانے والا علم ہیں''۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه76)

(45)-جناب سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ:

''میں جناب ابن ابی عروبہ کے پاس حاضر ہوا تو مجھ سے فرمانے لگے: اے سفیان! تمہارے شہر کوفہ سے جناب امام ابوحنیفہ کی جو فقہی باتیں ہمارے پاس پہنچتی ہیں میں نے آج تک ان کی مثل پُر مغز باتیں نہیں سنی، میری آرزو ہے کہ کاش اللہ تعالیٰ جناب امام ابوحنیفہ کے سینے والا علم دوسرے مسلمانوں کے دلوں میں بھی ڈال دے، اللہ تعالیٰ نے یقیناً جناب امام ابوحنیفہ کے لئے فقہ کو ایسے کھول دیا ہے کہ گویا آپ پیدا ہی فقہ کے لئے ہوئے ہیں''۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه75)

(46)-جناب حجر بن عبدالجبار فرماتے ہیں کہ:

''جناب قاسم بن معن کو (جو جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے) جناب امام ابوحنیفہ کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے، چنانچہ ان سے کسی نے کہا: آپ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر علمی اور عالی مرتبت شخصیت کی اولاد ہو کر بھی یہ چاہتے ہیں کہ آپ

ابوحنیفہ کے شاگردوں میں شمار ہوں؟ فرمایا: جناب امام ابوحنیفہ کی صحبت سے بڑھ کر نفع مند صحبت کسی کی بھی نہیں''۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری صفحہ76)

(47)- جناب خلاد سکونی فرماتے ہیں کہ:

''ایک دن میں جناب زہیر بن معاویہ کے پاس پہنچا تو فرمایا: کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کیا: جناب امام ابوحنیفہ کے پاس سے، فرمایا: اللہ کی قسم! ان کی صحبت میں گزارا ہوا ایک دن میرے پاس ایک مہینہ رہنے سے بہتر ہے''۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری صفحہ78)

(48)- جناب عبداللہ بن داؤد فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ: وہ اندھے پن اور جہالت کی ذلت سے نکل کر فقہ کی لذت پائے تو اسے چاہیے کہ جناب امام ابوحنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ کرے''

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری صفحہ78)

(49)- جناب حارث بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ:

''شروع شروع میں ہم جناب عطاء بن ابی رباح کی مجلس میں مسائل سیکھنے کے لئے جایا کرتے تھے، پھر جب جناب امام ابوحنیفہ کا زمانہ آیا تو ہم نے ان کی صحبت اختیار کرلی جو ہمارے لئے زیادہ مفید ثابت ہوئی''۔

(اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری صفحہ83)

(50)- جناب رباح بن ابی نصر فرماتے ہیں کہ:

''میں جناب امام ابوحنیفہ اور جناب عمر بن ذر کو دیکھا کہ ان دونوں ایک دوسرے کو گلے لگایا اور پھر جناب عمر بن ذر نے جناب امام ابوحنیفہ کی

دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا''۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه 82)

نوٹ: ہم نے طوالت کے خوف سے یہاں فقط انہی اقوال کے نقل پر اکتفاء کیا ہے ورنہ جس قدر جناب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر کتب لکھی جا چکی ہیں، کسی بھی امام کے فضائل پر اس قدر تصنیفی وتحریری کام عمل میں نہیں لایا گیا۔

فصل:

﴿آپ رضی اللہ عنہ پر رائے زنی کے الزام کی حقیقت﴾

بعض لوگوں نے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر رائے زنی کا الزام لگاتے ہوئے کہا ہے کہ: ''آپ رضی اللہ عنہ دینی معاملات میں رائے بہت دیا کرتے تھے''، حالانکہ اس الزام کی حقیقت اہلِ انصاف نے ہر دور میں آشکارا فرمائی ہے، میں یہاں حضور سیّدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کے مکتوبات شریف سے چند عبارتیں اسی حوالے سے پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں!

''اور یہ جو خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ نے ''فصولِ ستہ'' میں لکھا ہے کہ: جناب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد جناب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے موافق عمل کریں گے، ممکن ہے کہ اسی مناسبت کے باعث جو جناب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو جناب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے، یعنی حضرت روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجتہاد حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کے موافق ہوگا، نہ یہ کہ ان کے مذہب کی تقلید کریں گے کیونکہ حضرت روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے برتر ہے کہ علماء امت کی تقلید کریں۔

بلا تکلف و تعصب کہا جاتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشفی نظر میں دریائے عظیم کی طرح دکھائی دیتی ہے اور دوسرے تمام مذہب حوضوں اور نہروں کی طرح نظر آتے ہیں اور ظاہر میں بھی جب ملاحظہ کیا جاتا ہے تو اہلِ اسلام کے سوادِ اعظم یعنی

بہت سے لوگ جناب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تابعدار ہیں، یہ مذہب باوجود بہت سے تابعداروں کے اصول وفروع میں تمام مذہبوں سے الگ ہے اور استنباط مین اس کا طریق علیحدہ ہے اور یہ معنیٰ اس کی حقیقت یعنی حق ہونے کا پتہ بتاتے ہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ جناب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سنت کی پیروی میں سب سے آگے ہیں، یہاں تک کہ احادیث مرسل کو احادیث مسند کی طرح متابعت کے لائق جانتے اور اپنے طور پر مقدم سمجھتے ہیں اور ایسے ہی صحابہ کے قول کو حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم جانتے ہیں، دوسروں کا ایسا حال نہیں، پھر بھی مخالف آپ کو ''صاحب الرائے'' کہتے ہیں اور بہت بے ادبی کے لفظ آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں، حق تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے کہ دین کے سردار اور اہلِ اسلام کے رئیس کو بیزار نہ کریں اور اسلام کے سوادِ اعظم کو ایذاء نہ دیں، ''یریدون ان یطفؤا نور اللہ'' (یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں)

وہ لوگ جو دین کے اندر ان بزرگواروں کو ''صاحب الرائے'' جانتے ہیں، اگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ بزرگوار صرف اپنی رائے پر ہی حکم کرتے تھے، اور کتاب وسنت کی متابعت چھوڑ دیتے تھے تو ان کے فاسد خیال کے مطابق اسلام کا ایک سواد اعظم گمراہ اور بدعتی بلکہ گروہِ اسلام سے باہر ہے (العیاذ باللہ)، اس قسم کا اعتقاد وہ بے وقوف جاہل کرتا ہے جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا وہ زندیق (بے دین) ہے جس کا مقصود یہ ہے کہ اسلام کا نصف حصہ باطل ہو جائے، ان چند ناقصوں نے چند حدیثوں کو یاد کر لیا ہے اور شریعت کے احکام کو انہی پر موقوف رکھا ہے، اور اپنے معلوم کے ماسوا سب کی نفی کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے نزدیک ثابت نہیں ہوا اس کا انکار کر دیتے ہیں، بیت!

چوآں کرمے کہ در سنگے نہاں است
زمین وآسمان اوہماں است
یعنی
وہ کیڑا جو کہ پتھر میں نہاں ہے
وہی اس کا زمین وآسماں ہے

ان کے بیہودہ تعصّبات اور فاسد نظریوں پر ہزار ہا افسوس ہے، فقہ کے بانی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں، اور فقہ کے تین حصے آپ کو مسلم ہیں اور باقی چوتھے حصہ میں سب شریک ہیں، فقہ میں صاحب خانہ آپ ہی ہیں اور دوسرے سب آپ کے عیال ہیں، باوجود اس مذہب کے التزام کے مجھے جناب امام شافعی رضی اللہ عنہ سے محبت ذاتی ہے اور میں ان کی عظمت وبزرگی کا قائل ہوں، اسی واسطے بعض اعمالِ نافلہ میں اس مذہب کی پیروی بھی کر لیتا ہوں، لیکن کیا کروں کہ مجھے بھی لوگ باوجود کمالِ علم وتقویٰ کے جناب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں بچوں کی طرح نظر آتے ہیں والامر الی اللہ سبحانہ"۔ (حضور سیّدنا مجدد پاک رحمہ اللہ کا کلام ختم ہوا)

(مکتوبات امام ربانی (مترجم) جلد2 صفحہ 177 مکتوب نمبر 55)

اس جلیل القدر تقریر اور دیگر اہلِ انصاف کی تصریحات سے کتب بھری پڑی ہیں، جس میں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی جلالتِ علمی کی بے مثال مدح سرائی فرمائی گئی ہے لیکن کیا کیا جائے؟ اس قدر توضیحات کے باوجود بعض بے خرد آپ رضی اللہ عنہ کے تعارف میں "اہلِ رائے" کا لفظ بولنے سے دریغ نہیں کرتے، اب اس لقب کو قرآن وسنت کی نص سمجھا جائے یا ان حضرات کی بھی محض اپنی ایک "رائے"۔

تو چلو ذرا اس لفظ کے ارتقائی مراحل پر روشنی ڈالتے ہیں چنانچہ میں کہتا ہوں کہ:
ہر ''رائے'' بری نہیں ہوتی بلکہ معاملات کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں!

(1)-شرعی (2)-عرفی

(1)-شرعی رائے:

جس کا تعلق شریعت کے اصولی و فقہی معاملات سے ہو۔

(2)-عرفی رائے:

جو گھریلو، معاشی، معاشرتی، اور دیگر دنیاوی معاملات سے متعلق ہو۔

چونکہ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر عرفی معاملات میں رائے دینے کا الزام نہیں، چونکہ یہ تو ہر انسان کا اختیاری معاملہ ہے، بلکہ یہاں زیرِ بحث مسئلہ تو ''شرعی معاملات'' کے بارے میں رائے دینے کا ہے، چنانچہ وہ بھی مطلقاً بری نہیں ہوتی، بلکہ اس کی بھی دو قسمیں ہیں!

(1)-رائے حسن (2)-رائے قبیح

(1)-رائے حسن:

وہ رائے جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو، اس رائے کا حق صرف ان ہی حضرات کے پاس ہے جو قرآنی آیات، احادیثِ نبویہ اور آثارِ صحابہ کی معلومات پر مکمل دسترس رکھتے ہوں، اور یہ کوئی عیب نہیں بلکہ یہ ایک ایسی خداداد خوبی ہے جس کی ہم جیسے افراد تو صرف آرزو ہی کر سکتے ہیں۔

اس کا ثبوت ''سنن ابی داؤد'' کی یہ حدیث ہے کہ:

''جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر روانہ فرمایا تو بوقت روانگی فرمایا: اگر تم سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جائے تو کیا کرو گے؟ عرض کیا: قرآن سے جواب دوں گا،

فرمایا: اگر تم قرآن میں نہ پاؤ تو؟ عرض کیا: سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جواب دوں گا، فرمایا: اگر تم اس میں بھی نہ پاؤ تو؟ عرض کیا: اپنی رائے سے کوشش کروں گا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر اپنا دست مبارک مار کر فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو اس بات کی توفیق بخشی جس سے اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گیا"۔

(سنن ابی داؤد رقم 3592)

چنانچہ اس روایت کو ابن قیم نے "اعلام الموقعین" میں "صحیح" قرار دیا، نیز ابن تیمیہ نے "دقائق التفسیر" میں اور ابن کثیر نے "تفسیر ابن کثیر" میں اس کی سند کو "جید" کہا۔

ایسے متعدد دلائل دیئے جا سکتے ہیں البتہ طوالت سے بچتے ہوئے اسی پر اکتفاء ہے۔

(2)-رائے قبیح:

وہ رائے جو جان بوجھ کر قرآن وسنت کے خلاف ہو، یا علم کی کمی کی وجہ سے دی گئی ہو اگرچہ وہ انجانے میں شرع کے مطابق ہی کیوں نہ ہو گئی ہو۔

چنانچہ اس پر بھی متعدد دلائل موجود ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں!

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "المراء فی القرآن کفر" قرآنی معاملات میں (باطل یا بغیر علم) رائے دینا کفر ہے۔

نیز فرمایا: "من قال فی القرآن برأیه (وفی روایة) بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار" یعنی جس نے قرآنی معاملات میں اپنی (باطل) رائے دی، (اور ایک روایت میں ہے کہ) یا قرآنی معاملات میں بغیر علم کے بات کہی اسے

چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ بنا لے۔

انصاف کیجئے!

اس صراحت کے بعد جب آپ کو اتنا معلوم ہو گیا کہ: شرعی معاملات میں رائے دینے کا حق صرف انہی افراد کے پاس ہے جو قرآن وسنت اور آثارِ صحابہ پر خوب دسترس رکھیں پھر ان میں کسی مسئلہ کا حل نہ پائیں تو انہی قواعد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وہ ''رائے'' دے سکتے ہیں، تو پھر حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے استنباطِ مسائل کے اس اصول کو نظر انداز مت کیجئے، جس کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ کا اپنا مشہور قول ہے جسے آپ کے مناقب لکھنے والے تقریباً سبھی اہلِ تراجم نے ذکر کیا ہے کہ:

> ''جب مجھے کوئی مسئلہ درپیش ہو تو سب سے پہلے میں اس کا حل قرآن سے تلاش کرتا ہوں، اگر مجھے وہاں سے نہ ملے تو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اگر وہاں سے بھی نہ ملے تو آثارِ صحابہ سے اور اگر وہاں سے بھی نہ ملے تو پھر میں اپنی رائے اور قیاس کا سہارا لیتا ہوں''۔

یہی وجہ ہے کہ: آپ رضی اللہ عنہ کے ہم زمانہ اہلِ علم حضرات نے آپ کی رائے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور خوب تحسین فرمائی چنانچہ:

> جناب حافظ عبد الرزاق بن ھمام فرماتے ہیں کہ میں نے جناب عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے سنا کہ: اگر کوئی شخص شرعی اصولوں کے مطابق اپنی رائے سے کوئی بات کر سکتا تھا تو وہ جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) ہی تھے۔
>
> (عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان صفحہ 156)
>
> (تاریخ بغداد جلد 13 صفحہ 343)

جناب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ: اگر کسی مسئلہ میں رائے کی ضرورت پیش آجائے، تو پھر جناب امام مالک، جناب امام سفیان ثوری اور جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہم) کی رائے دیکھو، البتہ ان میں سے جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کی رائے زیادہ اچھی، فقہی اور گہری رائے ہے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ ان دونوں سے بڑے فقیہ ہیں۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه 77)

جناب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ: یوں نہ کہا کرو کہ یہ جناب ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کی رائے ہے بلکہ یوں کہا کرو کہ: یہ حدیث کی تفسیر ہے۔

(فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام صفحه 101 رقم 150)

جناب یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ جھوٹ سے بچائے! ہم نے آج تک جناب امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر بہترین رائے کسی کی نہیں سنی، یہاں تک کہ ہم زیادہ تر انہی کے اقوال پر فتویٰ دیتے ہیں"۔

(تاریخ بغداد جلد 13 صفحه 345)

جناب فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو اس سلسلہ میں صحیح حدیث کی پیروی کرتے، اگرچہ وہ صحابہ کرام یا تابعین عظام کا سہارا لینا پڑتا ورنہ قیاس فرماتے اور بہترین قیاس فرماتے۔

(تاریخ بغداد جلد 13 صفحه 340)

جناب امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حدیث کی تفسیر اور

اس میں چھپے ہوئے فقہی نکات کو جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

(تاریخ بغداد جلد13 صفحہ340)

جناب یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جناب ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کی فضیلت وہی شخص پہچانتا ہے جس نے آپ کو دیکھا ہو اور آپ کا کلام سنا ہو۔

(فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام صفحہ106 رقم163)

ثابت ہوا کہ جناب امام صاحب ''حسن الرائے'' تھے، اور یہ ایک بے مثال خوبی اور لاجواب فضیلت ہے جسے بعض بصیرت کے اندھوں نے توڑ مروڑ کر اپنی خباثت ملا کر قابلِ مذمت انداز میں بیان کیا، چنانچہ اگر جناب امام صاحب کے تعارف میں ''اہلِ رائے'' کے اضافے سے مراد ''قبیح رائے والے'' لے لی جائے تو بلاشبہ یہ خود ایک قبیح رائے اور بکواس ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

لیکن اگر ''اہل رائے'' سے مراد ''اچھی رائے والے'' لی جائے تو یہی صحیح اور جناب امام صاحب کی شایانِ شان ہے اور دراصل یہی ''اہل رائے'' کے اطلاق کا منشأ ہے۔

......فللہ الحمد......

فصل:

آپ رضی اللہ عنہ پر کی جانے والی جرح کی حقیقت

بعض لوگوں نے جناب حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر جرح کرتے ہوئے بڑے بڑے عجیب الزامات لگائے ہیں، ظاہر ہے کہ ان اعتراضات کی اوقات بس اتنی سی ہے کہ: یہ کسی کے حسد، کسی کی جہالت اور کسی کی غلط فہمی کا نتیجہ ہیں، جن کا جواب ہر دور کے اہلِ انصاف کتابوں کے ڈھیر لکھ کر دے چکے ہیں، جس میں:

امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کی ''الآثار اور المؤطا''، علامہ ابوجعفر طحاوی کی ''آثارِ اربعہ'' (جس میں مشکل الآثار، شرح مشکل الآثار، معانی الاثار اور شرح معانی الآثار شامل ہیں)، علامہ صیمری کی ''اخبار ابی حنیفہ واصحابہ''، علامہ ابن ابی العوام کی ''فضائلِ ابی حنیفہ''، ''علامہ موفق بن احمد مکی کی ''مناقب الامام الاعظم''، علامہ ابومؤید خوارزمی کی ''جامع المسانید''، علامہ ابن بزاز کردری کی ''مناقب الامام الاعظم''، علامہ شمس الدین ذہبی کی ''مناقب ابی حنیفہ''، علامہ بدر الدین عینی کی ''مغانی الاخیار''، علامہ جلال الدین سیوطی کی ''تبییض الصحیفۃ''، علامہ ابن حجر مکی کی ''الخیرات الحسان''، علامہ ملا علی قاری کی ''مناقب الامام حنیفہ''، علامہ شمس الدین صالحی کی ''عقود الجمان''، علامہ ابن عبد البر کی ''الانتقاء''، علامہ عبد الوہاب شعرانی کی ''المیزان الکبریٰ''، علامہ ابن ابی الوفاء کی ''الجواھر

المضیہ''، علامہ تقی الدین کی ''الطبقات السنیة''، علامہ محمود آلوسی کی ''تجرید السنان''، علامہ ابن النجار بغدادی کی ''کتاب الرد علی الخطیب'' (جو تاریخ بغداد کے ذیل میں شامل ہے)، علامہ حارثی کی ''کشف الآثار الشریفة فی مناقب ابی حنیفة'' علامہ حصکفی کی ''مقدمة الدر المختار'' اور علامہ ابن عابدین شامی کی ''مقدمة رد المحتار'' وغیرہا بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

(جزاهم الله بها جزاء اجزیلاوفضلا کبیرا)

اس کے باوجود جاہلوں کی ایک جماعت نے حسد سے مجبور انہی مردود الزامات کو مزید ''اول فول'' ملا کر بڑھایا اور بزرگانِ دین کی تصریحاتِ وارده کو یکسر فراموش کر کے سادہ لوح افراد کو بھی اپنے دامِ بکواس میں پھنسا کر ہر دور میں گمراہ کیا، چنانچہ اس سے بھی اپنے اور پرائے میں تمیز ہوئی کیونکہ جناب عبدالعزیز بن ابی رواد فرماتے ہیں کہ: جس نے جناب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے محبت کی وہ اہل سنت میں سے ہے اور جس نے آپ سے بغض رکھا وہ بدعتی اور بدمذہب ہے۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان صفحه 167)

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه 79)

لہٰذا بغض اور نفرت کرنے والوں کی بات ہی نہ کریں تو بہتر ہے، اب چلیں اُن اہلِ علم اور محدّثین کی طرف جن سے کسی نہ کسی الزام کو روایت کیا گیا ہے، چنانچہ ان میں سے اکثر حضرات کی طرف ان اقوال کی نسبت ہی صحیح نہیں جسکی وجہ اسناد میں ضعف کا پایا جانا ہے جس پر کثیر محدثین نے آگاہی فرمادی، اور یا پھر وہ اقوالِ جرح کسی اور ''ابوحنیفہ'' کنیت رکھنے والے کے لئے تھے جسے غلط فہمی کی وجہ سے بعض نے حضور سیّدنا جناب امام صاحب کی جانب منسوب کر دیا۔

خوب یاد رکھو! اگر ہماری اس توجیہ کو نہ مانا جائے تو یقین مانیے! اس انکار سے بھی

ہمارے حضور سیّدنا امام صاحب کی عظمت پر کوئی حرف نہیں آتا البتہ ان اہلِ علم کی ساکھ ضرور متاثر ہوگی، جن سے اس طرح کے اقوالِ جرح منقول ہیں، جس سے یہ ثابت ہوگا کہ انہوں نے جناب امام صاحب کے بارے میں جو کچھ کہا، حسد اور بغض کی وجہ سے جان بوجھ کر جھوٹ کہا اور ایسا کرنا ان جلیل القدر اہل علم حضرات کی شان کے مطابق نہیں، دراصل اس کتاب کو لکھنے کی ہماری تمام کاوش صرف اسی لئے ہے کہ جن بعض حضرات سے منسوب چند کتب میں جناب امام صاحب کے بارے میں کچھ نازیبا کلمات ملتے ہیں انہیں ''غلط فہمی'' کا نتیجہ ثابت کیا جائے اور ان بعض حضرات کو اس الزام سے یوں نکال دیا جائے جیسے مکھن سے بال، یہی ہم احناف کی پہچان ہے جس کے بارے میں جناب سہل بن مزاحم فرماتے ہیں کہ:

''جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) یہ آیت پڑھا کرتے تھے کہ: ﴿فبشر عباد الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه﴾ (الزمر:18) اور زیادہ تر یہ دعاء مانگا کرتے تھے کہ: اے اللہ جس کا سینہ ہمارے لئے تنگ ہے ہمارے دل اس کے لئے بھی وسیع کردے''۔

(تاریخ بغداد جلد 13 صفحہ 351)

دیکھ لیں! اصحابِ صحاح ستہ میں سے بالخصوص امام بخاری وغیرہ نے اپنی صحیح میں ایک بھی روایت جناب امام صاحب سے درج نہیں کی، البتہ آپ کے شاگردوں کے شاگردوں کی روایات کی بھرمار اپنی ''صحیح'' میں درج کئے بیٹھے ہیں، لیکن ہم پھر بھی انہیں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ انہوں نے بغض و حسد کی وجہ سے نہیں بلکہ محض غلط فہمی کی وجہ سے روایت نقل نہ کی ہوگی، اور الحمد للہ علی ذالک! یہ ہمارے حضور سیّدنا امام صاحب کی دعاء کا ہی ہم پر اثر ہے۔

امام ترمذی نے اپنی ''جامع ترمذی'' میں جناب سفیان ثوری کا نام متعدد بار ذکر

کیا لیکن حیرت ہے حضور سیّدنا امام صاحب کا نام لینے کی بجائے کئی بار ''قال بعضھم'' لکھ دیا، چنانچہ امام ترمذی کے اس انداز کو بھی کئی حضرات نے بغض وعناد اور حسد کا نتیجہ قرار دیا لیکن ہم نہیں چاہتے کہ انہیں اس وجہ سے حاسد یا بدگمان قرار دے دیا جائے، یہی وجہ ہے کہ ہم نے حسنِ ظن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے بھی اسی پر محمول کیا کہ انہیں بھی حضور سیّدنا جناب امام صاحب کے بارے میں ''غلط فہمی'' ہوگئی ہوگی۔

کیا ایسا ہونا واقعی ناممکن ہے؟ تو ٹھیک ہے ذرا خود ہی غور فرمالیں کہ آخر حضور جناب سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام بخاری اور امام ترمذی وغیرہما نے ایسی روش کیوں اختیار کی؟ اگرچہ علماء نے کئی معقول توجیہات ذکر کی ہیں، لیکن وہ کفایت نہیں کرتیں، ورنہ یہ سوال ہر دور میں یوں ہی نہ اٹھادیا جاتا، چنانچہ مجھے یقین ہے کہ سارا معاملہ دراصل ''ابوحنیفہ'' کنیت سے متصف ہونے کا ہے اور بس!

اس کی وضاحت یوں ہے کہ: ہمارے حضور سیّدنا جناب امام صاحب اس دنیا میں اکیلے ہی ''ابوحنیفہ'' کنیت سے متصف نہیں ہوئے بلکہ ہماری چھان بین کے مطابق آپ کے علاوہ اب تک 100 افراد اس کنیت سے متصف ہوچکے ہیں جن میں سے پانچ افراد کا تعلق بھی کوفہ سے ہی تھا، یہاں تک کہ ان 100 افراد میں سے 9 حضرات کا نام بھی ''نعمان'' تھا، پھر حیرت یہ کہ ان 100 افراد میں سے ایک کا تو مکمل نام بھی ''ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی'' ہی تھا، مزید برآں ان میں تقریباً ایک درجن کے قریب وہ حضرات بھی شامل ہیں جن کا زمانہ آپ سے بھی پہلے کا ہے اور پھر مزید چند ایک کا تعلق آپ ہی کے زمانے سے ہے، پھر آپ کے وصال سے لیکر امام بخاری اور امام ترمذی وغیرہ کے زمانے تک چند اور افراد ''ابوحنیفہ'' کنیت والے ہو گزرے، اور پھر آج تک تقریباً ہر صدی میں دو، تین یا اس سے زیادہ ایسے افراد آتے رہے جو ''ابوحنیفہ'' کہلائے۔ (جن کا بیان ان شاءاللہ اگلے باب میں آرہا ہے)

چنانچہ اتنی بڑی حقیقت کے باوجود بجائے کسی دوسرے ''ابوحنیفہ'' کے، اپنا سارا غم وغصہ محض حضور سیّدنا جناب امام صاحب رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر ہستی پر نکال دیا جائے جن کی عظمت روزِ روشن کی طرح عیان و برملا ہے تو ہم اسے حسد، بغض اور جہالت کا نتیجہ قرار دیں یا محض غلط فہمی کا؟

عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے، جسے سمجھنا بیوقوفوں کے بس کی بات ہی نہیں، لہٰذا اب نتیجہ یہ نکلا کہ جو کوئی امام بخاری، وغیرہ کے اس اقدام کو غلط فہمی نہ سمجھے تو وہ دراصل امام بخاری وغیرہ کو ہی حاسد، مبغض اور جاہل قرار دے رہا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ، اور یہ بات امام بخاری جیسے ایک اور جلیل القدر بزرگ کو بھی مجروح قرار دینے والی ہے، لہٰذا آج کے اب ہر کسی کے بچنے کی یہی صورت ہے کہ مان لیا جائے کہ ان حضرات سے یہ اقدام غلط فہمی کی وجہ سے ہوا تھا اور بس۔

......واللّٰہ اعلم ورسولہ صلیِ اللہ علیہ وسلم بالصواب......

تیسرا باب

ان حضرات کے بیان میں جو ''ابوحنیفہ'' کنیت سے معروف ہوئے



مقدمہ

امابعد!

شعبہ تدریس سنبھالنے کے ابتدائی ایام میں میں نے ایک حیرت انگیز بات سنی کہ ''ابوحنیفہ'' کنیت رکھنے والے افراد کم وبیش 6 ہیں، چنانچہ یہ میرے لئے بالکل نئی بات تھی، چنانچہ دل میں شوق ابھرا کہ ان حضرات کے تراجم اکٹھے کروں چنانچہ میں نے ''میزان الاعتدال '' اور کچھ عرصہ بعد ''سیر اعلام النبلاء '' وغیرہما خرید کر جب ان میں طائرانہ نظر گھمائی تو مجھے کم وبیش سابقہ سبھی افراد کے تراجم مل گئے، اس کے بعد کبھی کبھار دورانِ مطالعہ اسی کنیت کے کسی اور فرد کا تذکرہ بھی مل جاتا، چنانچہ جیسے جیسے ''ابوحنیفہ'' کنیت کے حامل افراد کی تعداد میرے علم میں بڑھتی رہی اس مضمون پر میری لگن روز بروز ترقی پکڑتی رہی، لیکن اپنی دیگر مصروفیات کی وجہ سے کھل کر اس پر کام نہ کرسکا، بہرحال اس عرصہ میں یہ تعداد تقریباً 10 تک پہنچ گئی اس پر میں کافی خوش تھا چنانچہ اسی دوران "الخیرات الحسان"، "عقود الجمان "اور دیگر کتب خرید کر پڑھنے کا اتفاق ہوا تو حیرت ناک حد تک خوشی میں اضافہ ہوا جب میں نے ان میں یہ لکھا ہوا پایا کہ ''وقد کنی بھذہ الکنیة جماعة من ائمة العلماء نحو ثلاثین ''یعنی اس کنیت کے ساتھ تقریبا 30 کے قریب بڑے بڑے علماء کی جماعت متصف ہوئی ہے۔

(عقود الجمان فی مناقب النعمان للصالحی صفحہ 43)

(الخیرات الحسان لابن حجر المکی صفحہ 42)

اس عبارت نے میرے شوق اور ولولے میں مزید اضافہ کر دیا اور میری توجہ دوسری مصروفیات سے زیادہ اسی طرف ہوگئی چونکہ مذکورہ عبارت کے بعد ان 30 افراد کے تعارف پر کچھ بھی ذکر نہیں کیا گیا تھا اسی لئے دل میں اس نئے امر پر کام کرنے کا جوش ابلنے لگا کہ ان 30 افراد کے تراجم اکٹھے کروں اور مزید تحقیق کروں کہ شاید اس کنیت کے چند افراد میں اور اضافہ ہو جائے، چنانچہ اللہ وحدہ لاشریک کی مدد، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ خاص سے یہ کام شروع کر دیا اور کم وبیش 3 ماہ کی انتھک محنت کے بعد المكتبة الشاملة، المكتبة الواقفية اور اپنی لائبریری میں موجود متعدد کتب سے چھان بین کرنے کے بعد بحمدہ تعالیٰ یہ تعداد ایسے 100 افراد تک پہنچ گئی جو ''ابوحنیفہ'' کنیت یا لقب سے متصف کئے گئے، چونکہ بعض کتب میں یہ دعویٰ بھی کیا گیا تھا کہ ''جناب سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ'' سے پہلے اس کنیت کو کسی نے بھی نہیں اپنایا'' یہ درست نہیں کیونکہ میں نے کئی ایسے افراد کے تراجم بھی جمع کئے جنہوں نے ہمارے حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ سے پہلے زمانہ پایا اور اس کنیت کے حامل ہوئے چنانچہ اب اگر یہ کہا جائے کہ ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پہلے اس کنیت کا حامل دوسرا کوئی بھی آپ رضی اللہ عنہ کی طرح علم وعرفان، ادب وفنون اور خدمتِ دین کے ساتھ مشہور نہ ہوا تو یہ بالکل درست ہے، لیکن ساتھ ہی اس غلط فہمی کو بھی اچھی طرح دور کر لینا چاہیے کہ ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے ''ابوحنیفہ'' کنیت کو کسی اور سابقہ ''ابوحنیفہ'' کی وجہ سے خاص نہیں فرمایا کیونکہ ان میں سے کوئی بھی اس قدر نیک نامی کی شہرت کو نہ پہنچا اور نہ ہی ''حنیفہ'' نامی کسی بیٹی کی وجہ سے جیسا کہ جہلاء میں مشہور ہے بلکہ اس کنیت کو اختیار کرنے کی کئی وجہیں اہلِ علم نے اپنی کتب میں بیان کی ہیں جنہیں ہم ان شاء اللہ آگے ذکر کریں گے

بہر حال پہلے پہل میں نے اس کتاب کو عربی زبان میں لکھا تھا، اور اسے اسی طرح طبع کرانا چاہا مگر چند دوستوں کے اصرار اور عربی زبان کی طرف لوگوں کے عدمِ رجحان کی وجہ سے مجبوراً اسے اردو زبان میں طبع کروا رہا ہوں، تاکہ اللہ تعالیٰ اسے عوام وخواص کیلئے ایک نعمت بنائے۔

میں کہتا ہوں کہ: ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد جس کسی نے بھی اس کنیت کو اپنایا ہے زیادہ تر اس کی وجہ آپ رضی اللہ عنہ ہی ہوئے ہیں، اس کا اندازہ قارئین کو پڑھ کر اچھی طرح ہو جائے گا، چنانچہ اس قدر افراد کا اپنے لئے "ابوحنیفہ" کنیت کو اختیار کرنا دراصل ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی کی فضیلت، نیک نامی اور کمالِ علمی و جمالِ عملی کی طرف واضح اشارہ ہے۔

یہاں ایک اشکال کا رد بھی ضروری ہے کہ: خطیب بغدادی نے ایک روایت کو نقل کیا ہے کہ:

"قال ابوحنيفة: لا يكتنى بكنيتي بعدى الا مجنون، قال(ابن حفيده ابراهيم:) فرأينا عدة اكتنوا بها فكان في عقولهم ضعف".

یعنی جناب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میرے بعد میری کنیت کو وہی شخص اپنائے گا جو پاگل ہوگا، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے پوتے کے بیٹے ابراہیم کہتے ہیں کہ: ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے بعد اس کنیت والے چند افراد کو دیکھا تو ان کی عقل میں کمزوری ضرور دیکھی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس قول کی نسبت ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی جانب 2 وجہوں سے درست نہیں!

(۱)- اس روایت کو ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پوتے کا بیٹا جناب امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بلاواسطہ روایت کر رہا ہے حالانکہ بغیر کسی اختلاف کے سبھی علماء متفق ہیں کہ ابراہیم نے جناب امام صاحب رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا لہٰذا ان سے کچھ سننا تو بہت دور کی بات ہے، پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ قول اس نے اپنے والد سے سنا ہے یا اپنے چچا سے یا پھر اپنے دادا سے، بہر حال یہ سماع مجہول سے قرار پایا جس کی وجہ سے اس قول پر اعتماد کر لینا درست نہیں رہتا کہ یہ قول ہمارے حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہوگا۔

چنانچہ اسی طرح علامہ محمد بن یوسف الصالحی الدمشقی "عقود الجمان" میں اور امام ابن حجر المکی "الخیرات الحسان" میں یہی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس روایت کے راوی نے جناب امام صاحب رضی اللہ عنہ کا زمانہ تو پایا نہیں اور درمیان میں واسطہ بننے والے راوی یا راویوں کا بھی ذکر نہیں لہٰذا یہ روایت ہی منقطع ہے، جس کی صحت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

(۲)- یہ قول ہمارے حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے جس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ: ہم نے پوری ایک جماعت (جس کے افراد کی تعداد 100 تک پہنچی ہوئی ہے) کے تراجم اکٹھے کئے ہیں جن میں سے کچھ اپنے علم وفضل سے مشہور ہوئے، کچھ شرف وبزرگی میں معروف ہوئے، کچھ اپنی غیر معمولی عقل وفہم والی صلاحیتوں کے ساتھ اہلِ علم میں قابلِ اعتماد ہوئے، کچھ مفتی اور قاضی کے عہدوں پر فائز ہوئے، کچھ قرآن کے مفسر ہوئے، کچھ حدیث کے محدّث وشارح ہوئے، کچھ نے تصنیف کے میدان میں کمال کر دیا، اور کچھ نے فقہ میں اپنا نام کمایا لہٰذا یہ کیسے مان لیا جائے کہ اماموں کے امام، فقہاء کے سرتاج اور خیر الامم کے سراج جناب حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسی لاجواب وباکمال شخصیت نے اس قدر کمزور بات

فرمائی ہوگی جن کے حکمت بھرے اقوال کی صداقت وحقانیت کا سکہ آج بھی رائج ہے، بالخصوص جنکی کنیت اختیار کر کے دوسروں نے بھی شہرت وفیض پایا ہو۔

لیکن ہاں !اگر اس قول کا یہ مفہوم مراد لیا جائے کہ آج تک جس قدر بھی ''ابوحنیفہ'' کنیت رکھنے والے پیدا ہوئے ہیں ان میں سے کوئی بھی عقل وشعور، اور فہم وفراست کے میدان میں ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پائے کا نہ ہوا تو یہ بالکل درست ہے چنانچہ ''ابوحنیفہ'' کنیت والے ہر فرد سے ہمارے حضور سیّدنا امام صاحب کی عقل وفراست بیشمار درجے ارفع واعلیٰ ہے، اور یہی معنیٰ اہلِ انصاف واہلِ معرفت کے نزدیک بالاتفاق حق ہے لہٰذا یہ مراد کتنی اچھی ہے۔

فصل:

﴿کتابت کی غلطی سے بننے والے ''ابوحنیفہ''﴾

میں نے اپنے مقصد کی تلاش کے دوران کچھ ایسے افراد کے ساتھ بھی ''ابوحنیفہ'' کنیت لکھی ہوئی دیکھی جو اس کنیت کے ساتھ کبھی متصف ہوئے ہی نہیں، چنانچہ تھوڑی بہت چھان بین کے بعد معلوم ہوا کہ: ان افراد کے ساتھ ''ابوحنیفہ'' لکھا جانا محض کتابت کی غلطی کی وجہ سے ہے، اور میری معلومات کے مطابق ایسا صرف تین افراد کے ساتھ ہی ہوا!

﴿1﴾: ''فضل بن حباب بن عمرو بن محمد بن شعیب بن عبدالرحمٰن بصری جمحی''

یہ بہترین عالم، محدّث اور ثقہ تھے نیز ''ابن حبان''، ''طبرانی''، ''ابوعوانہ''، ''ابن عدی'' اور ''ابن السنی'' وغیرہم کے استاذ بھی ہیں، ان کا سنِ وفات 305 ہجری ہے، سبھی علماء رجال نے ان کی کنیت ''ابوخلیفہ'' لکھی ہے لیکن علامہ عفیف الدین الیافعی کی کتاب ''مرأۃ الجنان'' میں ان کی کنیت میں نے ''ابوحنیفہ'' لکھی ہوئی دیکھی ہے، جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ: یہاں کتابت کی غلطی سے ''ابوخلیفہ'' کی بجائے ''ابوحنیفہ'' لکھ دیا گیا ہے۔(واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم)

(مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان للیافعی جلد2صفحہ184)

(لسان المیزان جلد4صفحہ438رقم1340)

﴿2﴾: ''اسحاق بن بشر''

جو سعید بن عبد العزیز سے اور خود اسحاق بن بشر سے اسماعیل بن عیسیٰ عطار روایت کرتے ہیں۔

ان کا تذکرہ کرنے والے سبھی اہلِ رجال نے ان کی کنیت ''ابوحذیفہ'' لکھی ہے، لیکن میں نے ابن عساکر کی ''تاریخ مدینہ دمشق'' میں ان کی کنیت ''ابوحنیفہ'' لکھی ہوئی دیکھی ہے، چنانچہ وہاں پوری عبارت یوں ہے کہ!

"اخبرنا القاسم بن السمرقندی، انا ابوعلی بن ابی جعفر، انا ابوالحسن بن الحمامی، انا ابوعلی بن ا لصواف، ناالحسن بن علی القطان، نا اسماعیل بن عیسیٰ العطار، نا ابوحنیفة اسحاق بن بشر، عن سعید بن عبد العزیز القرشی عن قدماء اهل الشام وغیرهم"۔

چنانچہ اس مکمل عبارت کے بعد مزید یوں لکھا ہے کہ: ''واللفظ لحدیث ابی حذیفة'' جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ: اس جگہ بھی محض کتابت کی غلطی کی وجہ سے ہی ''ابوحذیفہ'' کی بجائے ''ابوحنیفہ'' لکھ دیا گیا ہے۔(والله اعلم ورسوله صلی الله علیه وسلم)

(تاریخ ابن عساکر جلد10صفحہ13،14رقم الترجمہ2119)

﴿3﴾: ''امام زفر بن ہذیل''

آپ ہمارے حضور جناب سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے خاص شاگردوں میں شمار کئے جاتے ہیں، آپ کو جناب حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ''امام المسلمین'' کا لقب عطاء فرمایا، کسی تعارف کے محتاج نہیں، بڑی عظمت وبزرگی کے مالک ہیں، بہر حال میں نے ''دار الکتب العلمیة بیروت'' سے طبع

ہونے والے ''تاریخ بغداد'' کے ایڈیشن میں ''نوح بن دراج کوفی'' کے تذکرے میں ''اخذ الفقه عن ابی حنیفة بن الهذیل'' لکھا ہوا دیکھا ہے جس سے پڑھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ امام زفر بن ہذیل کی کنیت بھی ''ابوحنیفہ'' تھی، لیکن جب میں نے یہی عبارت تاریخ بغداد کے دوسرے مطبوعہ ایڈیشن میں دیکھی جو ''دار الغرب الاسلامی بیروت'' سے ڈاکٹر بشار عواد کے تحقیق سے چھپا ہے تو اس میں نوح بن دراج کے تذکرے میں مکمل عبارت یوں تھی: ''اخذ الفقه عن ابی حنیفة وزفر بن الهذیل'' چنانچہ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ ''دار الکتب العلمیه'' والے ایڈیشن میں کتابت کی غلطی سے ایسا ہوا ہے۔(واللّٰه اعلم ورسوله صلی اللّٰه علیه وسلم)

(تاریخ بغداد جلد13 صفحه316 رقم7287 دار الکتب العلمیه)

(تاریخ بغداد جلد15 صفحه431 رقم7239 "نوح بن دراج" دار الغرب)

فصل:

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

علامہ سخاوی نے ''الضوء اللامع'' میں اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے ''انباء الغمر بأبناء العمر'' میں ایک بزرگ ''شیخ ابوالمعالی حمید الدین محمد بن تاج الدین احمد بن محمد بن ثابت بن عثمان بن محمد بن عبد الرحمٰن بن میمون بن محمود بن حسام بن میمون بن یوسف بن ابی حنیفہ فرغانی دمشقی حنفی نعیمی نفطی'' کا تذکرہ لکھا ہے، جو ماہِ صفر سن 805 ہجری کو ''مراغہ'' (تبریز) میں پیدا ہوئے، بغدادی الاصل تھے، بغداد میں ہی پلے بڑھے، اپنے والد شیخ تاج الدین احمد اور شیخ عبد المحسن بخاری سے علم حاصل کیا، بعد ازاں سن 821 ہجری میں اپنے والد کے ساتھ دمشق چلے گئے، پھر سن 853 ہجری میں مصر کے دار الحکومت قاہرہ میں شیخ حسام بن عماد کی جگہ مسندِ قضاء پر متمکن ہوئے۔

کئی حج کیے جن میں سے پہلا حج اپنے والد محترم کے ہمراہ سن 815 ہجری میں صرف 10 سال کی عمر میں کیا، اور آخری حج سن 864 ہجری میں کیا، کئی کتابیں تصنیف کیں، اسی طرح کئی مدارس میں پڑھایا جن میں ''جامعہ عزیہ، جامعہ خاتونیہ، جامعہ مرشدیہ، جامعہ معینیہ، جامعہ سیفیہ، جامعۃ القصاعین وغیرہا شامل ہیں۔

دمشق میں رہتے ہوئے اس زمانے کے ایک اور معروف عالم ''علامہ شہاب الدین احمد بن یوسف کورانی'' سے کسی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا جسے علامہ سخاوی نے

قرأت کے مسئلے کا ایک وقتی اختلاف بتایا ہے، لیکن علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس اختلاف کو اس عجیب انداز میں بیان کیا ہے، جسے ہم یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

بہر حال علامہ سخاوی اور علامہ ابن حجر نے "شیخ حمید الدین" کے والد "شیخ تاج الدین" کا دعویٰ نقل کیا ہے کہ "وہ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں"۔

لیکن ساتھ ہی اس دعویٰ پر علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ سخاوی نے یہ کہہ کر رد بھی کردیا کہ: "یعرف من له ادنیٰ ممارسة بالاخبار تلفقه" یعنی جو شخص اخبار و تاریخ پر ذرا بھی دسترس رکھتا ہو وہ اس دعویٰ کی کمزوری جان جائے گا۔

جی ہاں! ان دونوں بزرگوں یعنی علامہ سخاوی اور علامہ ابن حجر کے نزدیک اس دعویٰ کی کمزوری کی وجہ یہ ہے کہ: جب خود شیخ تاج الدین سے ان کا نسب نامہ سنا گیا تو وہ "یوسف بن ابی حنیفہ" پر ختم ہوا، حالانکہ اہلِ علم جانتے ہیں کہ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے صرف ایک ہی صاحبزادے "جناب حماد" ہی تھے، ان کے علاوہ کسی اور اولاد کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، آپ رضی اللہ عنہ کی ساری نسل جناب حماد رضی اللہ عنہ ہی سے چلی ہے۔

یعنی ان دونوں بزرگوں کے اس دعوے کو رد کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ جس "ابوحنیفہ" کا ذکر شیخ حمید الدین محمد فرغانی کے آباء واجداد میں 12 ویں نمبر پر کیا جاتا ہے، وہ جناب سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نہیں ہیں بلکہ دراصل "ابوحنیفہ" کنیت سے متصف ہونے والے کوئی اور بزرگ ہیں، چنانچہ علامہ ابن حجر اور علامہ سخاوی در پردہ اسی پر فتویٰ دے رہے ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

شروع شروع میں ہم نے اسی مؤقف کی وجہ سے "ابوحنیفہ" کنیت سے متصف

افراد کی لسٹ میں ''ابو حنیفہ فرغانی'' کلاقم الفاء میں اضافہ کردیا۔

لیکن چند دنوں بعد دورانِ مطالعہ میری نظروں سے حیرت انگیز حد تک خود علامہ ابن حجر عسقلانی کی ہی دوسری تصنیف ''الدرر الکامنہ'' میں چند ایسے کلمات ملے جس وجہ سے میں اس لسٹ سے ''ابو حنیفہ فرغانی'' کا نام حذف کرنے پر مجبور ہوا چنانچہ علامہ ابن حجر نے ''الدرر الکامنہ'' میں ایک بزرگ ''حسام بن ابی الفرج احمد بن عمر بن محمد بن ثابت بن عثمان بن محمد بن عبد الرحمٰن بن میمون بن محمود بن حسام بن میمون بن یوسف بن اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ فرغانی نعمانی'' کا ذکر کیا، چنانچہ غور فرمائیں کہ شیخ حسام بن ابی الفرج کے پردادا ''شیخ محمد بن ثابت بن عثمان'' شیخ حمید الدین کے بھی دادا ہیں، لہٰذا ثابت ہوگیا کہ: شیخ حمید الدین بن تاج الدین فرغانی حضور سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

چنانچہ جس ''ابو حنیفہ'' کا ذکر شیخ تاج الدین کے نسب میں ذکر کیا گیا ہے وہ بلاشبہ ''حضور سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ'' ہی ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم نے ان کو الگ تعارف سے شامل نہیں کیا اور رہا علامہ سخاوی اور علامہ ابن حجر کا دوسری جگہ اسے رد کرنا تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید انہوں نے اس پر غور نہ فرمایا ہو، واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(انباء الغمر بأبناء العمر جلد4صفحه160 احياء التراث مصر)

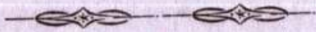
(الضوء اللامع لاهل القرن التاسع جلد7صفحه47مكتبة الحياة)

(السلوك لمعرفة دول الملوك جلد7صفحه468دار الكتب العلميه)

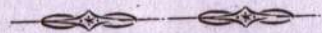
(الضوء اللامع لاهل القرن التاسع جلد11صفحه231)

(الدرر الكامنة فى اعيان المائة الثامنة جلد2صفحه 6 رقم1488)

فصل:



﴿رقم الالف﴾



﴿1﴾: ''ابوالفقہاء، امام الائمہ، شہنشاہ علم وعرفان، سراج الامت، سرتاج المحدّثین، سرخیلِ حنفیت، بشارتِ قرآن، معجزۂ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، خبرِ کتبِ سماویہ، دعاءِ مرتضوی، فناء فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، سراپاءِ رشد وہدایت، منبع جودو سخاء، اعلیٰ مرتبت:

حضور سیّدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ

''نعمان بن ثابت''

رضی اللہ عنہ''

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر پُرمغز بیان سابق میں کر دیا گیا ہے، اس لئے یہاں فقط ''نام ہی کافی ہے''۔

اور رہا آپ کا ''ابوحنیفہ'' کنیت اختیار کرنے والا معاملہ! تو اہلِ علم حضرات نے اس کی کئی وجہیں تحریر فرمائی ہیں، چنانچہ!

(1)۔بعض کہتے ہیں کہ: ''حنیف'' قدیم عراقی زبان میں دولت کو کہتے ہیں چونکہ آپ مالی لحاظ سے بھی صاحبِ ثروت تھے اور اس کے ساتھ ساتھ علم وعرفان کی دولت سے بھی آراستہ تھے اسی لئے آپ اس کنیت سے مکنّٰی ہوئے۔

(2)۔بعض کہتے ہیں کہ: ''حنیف'' کا معنیٰ ''خوب عبادت گزار'' ہے، چونکہ آپ کا تقویٰ اور عبادت بھی آپ کے علم کی طرح بہت مشہور تھی یہاں تک کہ 40 سال لگاتار عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز ادا فرمائی، اسی لئے آپ اس کنیت سے مکنّٰی ہوئے۔

(3)۔بعض کہتے ہیں کہ: ''حنیف'' کا معنیٰ ''سچائی کی طرف مائل ہونا'' یا ''دینِ حنیف کا پیروکار یعنی سچا مسلمان ہونا'' ہے اسی لئے آپ اس کنیت سے مکنّٰی ہوئے۔

بعض کہتے ہیں کہ: آپ کے صاحبزادے جناب حماد کا لقب ''حنیف'' تھا، اسی لئے آپ اس کنیت سے مکنّٰی ہوئے۔

(4)۔بعض کہتے ہیں کہ: ''حنیف'' کا معنیٰ ہے ''خود کو کسی کے سپرد کر دینا'' چونکہ آپ نے اپنی پوری زندگی کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیا تھا اسی لئے آپ اس کنیت سے مکنّٰی ہوئے۔

(5)۔بعض کہتے ہیں کہ: ''حنیف'': قدیم عراقی زبان میں ''اوراق'' اور ''دوات'' کو کہتے ہیں چونکہ آپ کو لکھنے، لکھانے کا بے حد شوق تھا، یہاں تک کہ اس وقت اوراق قیمتی ہوا کرتے تھے، جنہیں خریدنا ہر طالبعلم کے بس کی بات نہ تھی، لہٰذا آپ انہیں خرید کر طلباء کے لئے وقف کر دیا کرتے تھے، اسی لئے آپ اس کنیت سے مکنّٰی ہوئے۔

(6)۔بعض کہتے ہیں کہ: ''حنیف'' کا معنیٰ ہے ''نکھری سوچ اور کھرا معیار رکھنا'' چونکہ آپ حدیث اور اجتہاد کے اصولوں کے معاملے میں دوسروں سے زیادہ نکھرے اور کھرے تھے، یہاں تک کہ روایت لینے میں آپ کا معیار امام بخاری و امام مسلم سے بھی زیادہ سخت تھا اسی لئے آپ اس کنیت سے مکنّٰی ہوئے۔

(7)۔بعض کہتے ہیں کہ: ''حنیف'' اپنے فن میں ماہر ہونے کو بھی کہتے ہیں، چونکہ آپ تفسیر، حدیث اور فقہ کے اصول پرکھ کر ان میں تحقیق، استدلال اور اجتہاد کر کے مسائل کا استخراج کرنے میں بے حد ماہر تھے اسی لئے آپ اس کنیت سے مکنّٰی ہوئے۔

(8)۔بعض کہتے ہیں کہ: ''ابوحنیفہ'' اصل میں ''اَبُو الْمِلَّةِ الْحَنِیْفَةِ'' ہے جس کا مطلب ہے دینِ حنیف وملتِ حنفیہ والی ایسی شخصیت جو باطل ادیان سے بیزار ہوکر دینِ حق پر بڑی مضبوطی سے ثابت قدم رہی ہو، اسی لئے آپ اس کنیت سے مکنّٰی ہوئے۔

چنانچہ آخری قول ان لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ ''حنیفہ'' نامی کسی بیٹی کی وجہ سے آپ اس کنیت سے متصف ہوئے ہیں تو یہ قول نرا باطل ہے، جیسا کہ سابق میں ذکر ہو چکا۔

اللہ رب العزت اپنے پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے درجات کو مزید بلندیاں عطاء فرمائے اور ان کے فیضان سے ہمیں بھی وافر حصہ نصیب فرمائے! آمین۔

﴿2﴾: ''ابوحنیفہ اتقانی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ لطف اللہ قوام الدین امیر کاتب ابن امیر عمر ابن عمید امیر غازی فارابی اتراری اتقانی'' ہے۔

ان کی شان میں علماء نے ''الشیخ، الامام، العلامہ اور الفقیہ'' جیسے الفاظ لکھے ہیں، ان کی ولادت ہفتہ کی رات 19 شوال سن 685 ہجری میں ہوئی، اور ان کی ولادت گاہ ''اترار'' شہر کا ایک قصبہ ''اتقان'' ہے، اور ''اترار'' (پہلے الف پر پیش یا زیر کے ساتھ) یہ ''ترکی'' کا ایک بہت بڑا شہر ہے، نیز ''اترار'' کا دوسرا نام ''فاراب'' بھی ہے جو ''ترکی'' کے دوسرے بڑے بڑے شہروں میں شمار ہوتا، یہ نہرِ ''سَیحون'' کے کنارے آباد ہے، اور نہرِ ''سَیحون'' بہت بڑی نہر ہے، چنانچہ معجم البلدان کے حاشیہ میں علماء اخبار کے حوالے سے لکھا ہے کہ جنت الفردوس سے نکل کر زمین میں آنے

والی بڑی چار نہریں ہیں: (۱)-سیحون، (۲)-فیشون، (۳)-دِجلہ، (۴)-فرات۔

علامہ ابوحنیفہ اتقانی وہاں مذہبِ حنفیہ کے اکابر علماء میں شمار ہوتے ہیں، آپ بغداد میں قاضی بھی رہ چکے ہیں پھر جب معزول کردیئے گئے تو سن 747 ہجری میں دمشق منتقل ہوگئے، پھر کچھ عرصہ بعد وہاں سے مصر تشریف لے گئے، جہاں ''جامع ماردانی'' میں پڑھاتے رہے، وہاں کے طلباء نے آپ سے خوب استفادہ کیا، وہیں آپ نے ''ہدایہ'' کی نہایت ہی نفیس ایک لمبی شرح لکھی، جس سے کافی شہرت بھی ہوئی اور اس کے علاوہ اور بھی کتب تصنیف فرمائیں، جس وجہ سے آپ کا چرچا مزید بڑھا، آپ بیک وقت ''فقہ، لغت اور عربی ادب'' میں خوب کمال رکھتے تھے، نیز آپ مخالفین پر کچھ زیادہ ہی شدت فرمایا کرتے تھے، خود اپنے آپ پر حیرت انگیز حد تک مدح سرائی اور ناز فرمایا کرتے تھے، جس کا ثبوت آپ کی دیگر تصانیف (مثلاً! ''شرح منتخب حسامی'' جس کا نام ''التبیین'' رکھا گیا تھا اور ہدایۃ کی شرح جس کا نام ''غایۃ البیان ونادرۃ الاقران'') میں بھی موجود ہے، چنانچہ علامہ ابوحنیفہ اتقانی ''التبیین'' کے آخر میں اپنے بارے میں کچھ یوں فرماتے ہیں کہ:

''آج اگر اسلاف زندہ ہوتے تو میرے بارے میں ضرور انصاف فرماتے، چنانچہ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے کہ: ''تم نے خوب اجتہاد کیا''، امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم نے بیان کی آگ کو روشن کردیا''، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم نے بہت اچھا کام کیا''، امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم نے علم خوب ظاہر کردیا''، امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم نے دریا بہادیئے''، امام ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم نے جس مسئلہ میں غور وفکر کیا اس کا حق ادا کردیا''، امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم نے خود کو ثابت کردیا''، امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم نے سچ کہا''، امام معروف

کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تمہارا کلام برکت والا ہے''، امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم نے حکمتوں بھرا کلام کیا''، امام ابوزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم صحیح ہو''، امام شمس الائمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم نے جو چاہا پالیا''، امام فخر الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم اپنے کام میں ماہر ہو''، امام نجم الدین النسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم مدِ مقابل پر غالب ہو''، صاحبِ ہدایہ امام مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''اے علم کے دریا کے غوطہ خور تم نے اسے عبور کرلیا''، صاحبِ محیط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: ''تم نے جو علوم ظاہر کئے یا جو ظاہر نہ کئے ان کی وجہ سے بڑے بڑے بے شمار علماء پر بلند رتبہ پالیا، علامہ متنبّی میرا کلام سن کر فرماتے: ''تم فصیح الکلام ہو''۔

علامہ ابوحنیفہ اتقانی رحمہ اللہ علامہ ذہبی اور علامہ جمال الدین مزی کے ہم زمانہ ہیں لیکن علامہ اتقانی نے ان دونوں سے کم وبیش 10 سال بعد 11 یا 21 شوال سن 758 ہجری میں رحلت فرمائی ہے۔

(الطبقات السنية فی تراجم الحنفيه جلد 1 صفحه 185 رقم 553)

(اعيان العصر واعوان النصر جلد 1 صفحه 622، 625)

(الجواهر المضية فی الطبقات الحنفيه صفحه 467 رقم 1999)

(الدرر الكامنة جلد 1 صفحه 493 رقم 1077)

(الوفيات لابن رافع جلد 2 صفحه 205 رقم 709)

(بغية الوعاة جلد 1 صفحه 459 رقم 944)

(توضيح المشتبة لابن ناصر الدين الدمشقی جلد 1 صفحه 129)

(موسوعة الاعلام جلد 1 صفحه 5)

(الفوائد البهية لعبد الحی اللكنوی صفحه 87 رقم 90)

(غاية النهاية فی طبقات القراء جلد 2 صفحه 254 رقم 3438)

(طبقات المفسرين للداوودی جلد 2 صفحه 246 رقم الترجمة 575)

(المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی لجمال جلد 3 صفحه 100)

(معجم البلدان لشهاب الدين الحموی جلد 3 صفحه 334)

﴿3﴾: ''ابوحنیفہ ازدی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ سلم بن مغیرۃ ازدی اسدی بغدادی'' ہے۔

انہوں نے ''ابوبکر بن عیاش، امام مالک، مصعب بن ماھان، ابوداؤد سلیمان بن عمرو بن عبداللہ نخعی کوفی اور عبداللہ بن ضرار نکری'' سے روایات لی ہیں۔

اوران سے ''عباد بن ولید عنبری، حسن بن علی بن مالک اشنانی، محمد بن خلف بن عبد السلام مروزی، عمر بن حفص سدوسی، عمر بن ولید واسطی اور عبد اللہ بن ابی سعید الوراق'' نے روایات لی ہیں۔

ان کے بارے میں خطیب بغدادی کا کہنا ہے کہ: ہمیں علامہ برقانی نے بتایا کہ ہمیں ابوالحسن دار قطنی نے فرمایا کہ: ''سلم بن مغیرہ جس نے خود کے لئے ''ابوحنیفہ'' کنیت رکھی یہ بغداد کا رہنے والا تھا حدیث کے معاملے میں مضبوط راوی نہیں''۔

وان سے جو روایات مروی ہیں وہ یہ ہیں:

(i)-ابوبکر الشافعی ''الفوائد الشہیر'' میں اور خطیب بغدادی ''تاریخ بغداد'' میں کہتے ہیں کہ: عمر بن حفص سدوسی ''سلم بن مغیرۃ ازدی'' سے، وہ مصعب بن ماھان سے اور وہ جناب سفیان ثوری سے روایت لیتے ہیں اور جناب سفیان ثوری جناب ہشام بن عروہ سے اور وہ اپنے والد کے واسطے سے روایت لیتے ہیں کہ: جناب ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''توضأت انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من اناء واحد قد اصابته الهر قبل ذالك''

یعنی میں نے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی برتن سے وضوء کیا حالانکہ اس سے پہلے اس میں سے ایک بلی پانی پی چکی تھی۔

(الفوائد الشهير بالغيلانيات لابی بكر الشافعی صفحه430رقم481)
(تاريخ بغداد جلد9صفحه147رقم الترجمة4758سلم بن المغيرة)

(ii)-اسی طرح علامہ ابوالفضل زہری اپنے والد سے اور وہ محمد بن خلف بن عبد السلام مروزی سے روایت لیتے ہیں، اور وہ سلم بن مغیرہ ازدی سے، وہ ابوبکر بن عیاش کے واسطے سے عاصم بن ابی نجود سے روایت لیتے ہیں اور وہ زر بن حبیش کے واسطے سے جناب سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ روایت لیتے ہیں فرمایا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان الفقيه اشد على الشيطان من الف ورع والف مجتهد والف متعبد فان طير الهواء ونينان البحار يصلون على معلم الخير ومتعلمه".

یعنی کوئی شک نہیں کہ ایک "فقیہ عالم" شیطان پر ایک ہزار متقی، ایک ہزار مجاہد اور ایک ہزار عبادت گزار سے زیادہ بھاری ہے، چنانچہ ہواؤں کے پرندے اور سمندر کی مچھلیاں بھی خیر کی تعلیم دینے والے اور تعلیم لینے والے کے لئے دعاء رحمت کرتے ہیں۔

(حديث ابی الفضل الزهری صفحه458رقم466)

(iii)-علامہ ابونعیم "حلیۃ الاولیاء" میں حسن بن محمد سے اور وہ اسماعیل بن عباس الوراق سے روایت لیتے ہیں اور وہ عباد بن ولید عنبری سے، اور وہ سلم بن مغیرہ ازدی کے واسطے سے ابومعاویہ ضریر سے روایت لیتے ہیں اور وہ مسعر سے اور وہ خالد بن معدان کے واسطے سے جناب سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لیتے ہیں کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من صلى الغداة ثم جلس فی مسجد حتى يصلي الضحى

رکعتین کتبت له حجة وعمرة مستقبلتین"۔

یعنی جس شخص نے فجر کی نماز پڑھی اور اپنی جگہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ چاشت (اشراق) کی دو رکعتیں پڑھ لے تو اس کے لئے استقبالیہ ایک حج اور عمرے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

(حلیة الاولیاء لابی نعیم جلد7صفحه 237ترجمة مسعر)

(iv)-نیز خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں حسن بن محمد الخلال سے اور وہ علی بن عمر الحافظ سے روایت لیتے ہیں، اور وہ اسماعیل بن عباس بن مہران سے اور وہ عباد بن ولید کے واسطے سے سلم بن مغیرہ ازدی سے روایت لیتے ہیں، اور وہ ابوداوٗد نخعی سے اور وہ ابوحازم کے واسطے جناب سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت لیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عمل الابرار من رجال امتی الخیاطة، وعمل الابرار من النساء المغزل"۔

یعنی میری امت کے نیک مردوں کا بہترین کام درزیوں کا کام ہے اور نیک بیبیوں کا بہترین کام چرخہ کاتنا ہے۔

(تاریخ بغداد جلد9صفحه16رقم الترجمة4613سلیمان بن عمرو)

(v)-اسی طرح علامہ ذہبی ''میزان الاعتدال'' میں سلم بن مغیرہ کی ابوداود نخعی سے لی جانے والی روایت کو نقل کرتے ہیں کہ وہ ابوحازم سے اور وہ جناب سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"توضأ رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاثا ثلاثا، وقال: مازاد فهو اسراف وهو من الشیطان"۔

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کے اعضاء تین تین مرتبہ

دھوئے اور فرمایا: جواس سے زیادتی کرے وہ شیطان ہے۔

(میزان الاعتدال جلد2صفحہ216ترجمة سليمان بن عمرو)

(vi)-علامہ ابن حجر ''لسان المیزان'' میں سلم بن مغیرہ اسدی سے اور وہ امام مالک سے اور وہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور اپنے والدگرامی امام باقر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاروایت کرتے ہیں کہ:

"من قال فی یوم مائة مرة "لااله الا الله الملك الحق المبین" امن من الفقر".

یعنی جوشخص دن میں کم ازکم سو بار ''لااله الا الله الملك الحق المبین'' پڑھ لیا کرے، وہ تنگدستی سے محفوظ رہے گا۔

علامہ ذہبی ''تاریخ الاسلام'' میں فرماتے ہیں کہ: ''ابوحنیفہ سلم بن مغیرہ ازدی'' سن 228 ہجری میں فوت ہوئے۔

(میزان الاعتدال جلد2صفحہ186رقم3380)

(لسان المیزان جلد3صفحہ65)

(تاریخ الاسلام جلد16صفحہ106رقم167)

4: ''ابوحنیفہ اِسترابازی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ احمد بن بہرام اِسترابازی'' ہے۔

''استرابازی'': الف اور تاء کی زیر کے ساتھ ہے، یہ نسبت ''استراباذ'' سے ہے، جو ''ساریہ'' اور ''جرجان'' کے درمیان آباد ''مازندران'' شہر کا ایک قصبہ ہے، جہاں سے اہلِ علم کی ایک بہت بڑی جماعت کا ظہور ہوا۔

بہرحال ''ابوحنیفہ استرابازی'' ''استراباذ'' میں پیدا ہوئے اور بعد میں ''جرجان'' شہر کے مشہور قصہ خوانی محلے میں رہائش پذیر ہوگئے۔

آپ نے حامد بن محمود سے جناب عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت لی ہے جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجب شریف کی فضیلت مروی ہے۔

اور آپ سے روایت لینے والوں میں ''احمد بن حفص سعدی جرجانی'' مشہور ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ: ''ابوحنیفہ احمد بن بہرام استراباذی'' کے ہی ہم نام ایک اور بزرگ بھی ہیں جو ''ابوحنیفہ جعفر بن احمد بن بہرام استراباذی جرجانی باہلی'' کے والد ہیں چنانچہ خوب یاد رہے کہ ان دونوں میں فرق ہے کیونکہ علامہ حافظ حمزہ بن یوسف سہمی نے ''تاریخ جرجان'' میں ان دونوں کے درمیان فرق کرتے ہوئے ''رقم 51'' پر ''ابوحنیفہ احمد بن بہرام استراباذی'' اور ''رقم 52'' پر ابوحنیفہ جعفر کے والد ''احمد بن بہرام استراباذی'' کا ذکر ''زاہد'' اور ''ابوحنیفہ کے والد'' کی قید کے ساتھ علیحدہ سے کیا ہے، جن کے بیٹے ''ابوحنیفہ جعفر'' کا تذکرہ ہم ان شاء اللہ آگے رقم الباء میں ''ابوحنیفہ باہلی'' کے طور پر کریں گے۔

ان کی تاریخ وفات کے حوالے سے کوئی حتمی معلومات مجھے نہیں مل سکیں البتہ قرائن بتاتے ہیں کہ: یہ بزرگ سن 300 ہجری کے بعد فوت ہوئے۔ واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(تاریخ جرجان صفحہ 28 رقم 51)

﴿5﴾: ''ابوحنیفہ اُستوائی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ عبد الملک بن علی قزوینی استوائی'' ہے۔

''استوائی'': الف کی پیش اور تاء کی زبر کے ساتھ ہے، یہ نسبت ''استواء'' سے ہے، جو نیشاپور کے نواح میں واقع ایک خوبصورت مناظر، دلکش چشموں اور خیر و برکت

سے بھری ایک بستی ہے، جس کا الحاق محلِ وقع کے اعتبار سے "خوجان" بستی سے ہے، بالعموم ان دونوں بستیوں کا ذکر حسن ودلکشی کے اعتبار سے اکٹھا ہی کیا جاتا ہے۔

چنانچہ "ابوحنیفہ استوائی" بہت بڑے بزرگ تھے، انہوں نے نیشاپور میں امام ابومحمد عبداللہ بن مبارک دینوری کی تفسیر "الواضح" کو اپنے استاذ ابوبکر محمد بن یعقوب استوائی سے روایتاً لیا جسے شیخ ابوبکر نے خود اس تفسیر کے مصنف سے روایت کیا تھا۔

پھر اسی تفسیر کا سماع شیخ ابوحنیفہ استوائی سے ابوعبداللہ حسین بن محمد بن ابراہیم دامغانی نے کیا، اور انہی سے اس کتاب کو امام ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی نے روایتاً لیا، جسے انہوں نے اپنی کتاب کے شروع میں بھی بیان کیا ہے جہاں انہوں نے اس وقت تک کی لکھی جانے والی اور بھی کتبِ تفسیر اور ان کی اسانید شمار کی ہیں۔

چنانچہ "شیخ ابوحنیفہ عبد الملک استوائی" سن 450 ہجری کے بعد فوت ہوئے، انہیں التدوین میں "القزوینی" نسبت سے ہی ذکر کیا گیا ہے لیکن میں نے انہیں ان کے استاذ ابوبکر محمد بن یعقوب استوائی کی وجہ سے "استوائی" کی نسبت بڑھا کر ان کا یہاں ذکر کیا ہے تاکہ قاری کو آگے آنے والے تذکرہ جات میں انکا دوسرے "ابوحنیفہ قزوینی" سے شبہ پیدا نہ ہو۔

(التدوین فی اخبار قزوین جلد3صفحہ271)

﴿6﴾: "ابوحنیفہ اُسروشنی"

ان کا نام مجھے معلوم نہیں ہوسکا البتہ ان کا تعارف:

"ابوحنیفہ بن عمران بن علی بن عبدالکریم اسروشنی روذفغکدی" ہے۔

"اسروشنی" کو "الف اور راء" کی پیش، "شین" کی زبر کے ساتھ پڑھا جائے گا، یہ لفظ "اسروشنہ" کی نسبت سے ہے جو "سمرقند" کے آگے اور "سیحون" کی نہر سے

پہلے ایک بہت بڑا شہر تھا، کبھی کبھار اس میں ''تاء'' کا اضافہ کر کے اسے ''اشروتنی'' بھی پڑھ دیا جاتا ہے، لیکن پہلا طریقہ ہی صحیح ہے۔

اور ''روذفغکدی'' کو ''راء'' کی پیش، ''ذال، فاء اور کاف'' کی زبر کے ساتھ پڑھا جائے گا اور یہ ''روذفغکد'' کی طرف نسبت کی وجہ سے ہے جو ''سمرقند'' شہر کے نواح میں واقع ایک بستی کا نام ہے۔

اور ان کی طرح ان کے صاحبزادے ''ابوبکر محمد بن ابی حنیفہ روذفغکدی'' بھی وہاں کے مشہور عالم تھے، جنہوں نے اپنے والد اور علامہ قاضی حافظ عبدالرحمٰن بن عبد الرحیم قصار سے حدیث پڑھی، انہوں نے ''سمرقند'' کے ایک محلّہ ''درب غذاوذ'' میں رہائش اختیار کر لی تھی، اور رمضان المبارک سن 508 ہجری میں وفات پائی، چنانچہ ان کے والد شیخ ابوحنیفہ اسروشنی غالباً سن 475 ہجری میں فوت ہوئے۔

(الانساب للسمعانی جلد3 صفحہ112 رقم4523)

(اللباب فی تہذیب الانساب جلد2 صفحہ42)

﴿7﴾ ''ابوحنیفہ اِسکارنی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن زکریا بن یوسف بن خلف بن ھارون بن حاتم اسکارنی سُغدی'' ہے۔

''اسکارنی'': ''الف'' کی زیر اور ''راء'' کی زبر کے ساتھ پڑھا جائے گا، جو ''سمرقند'' کی ان خوبصورت اور سرسبز وشاداب وادیوں میں سے ایک وادی ''سُغد'' میں واقع بستی ''اسکارن'' کی وجہ سے ہے جو ''دبوسیہ'' سے تقریباً ایک فرسخ یا دو فرسخ قریب واقع ہے اور ''دبوسیہ'' علم وفنون کا مرکز اور ''کشانیہ'' شہر کا ایک مشہور علاقہ ہے

شیخ ابوحنیفہ اسکارنی نے اپنے دادا ''یوسف بن خلف بن ہارون بن حاتم اسکارنی'' سے (جو سن......ہجری میں فوت ہوئے) سے علم حدیث حاصل کیا اور ان

سے مشہورِ زمانہ عالم ''ابوعمرو عثمان بن حسین بن محمد بن حسن بن محمد بن ربیع بن سہل بن رجاء بن تبع دبوسی'' نے علم حدیث حاصل کیا۔

علامہ ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن منصور سمعانی نے ''الانساب'' میں ان کا الگ تذکرہ نہیں کیا، بلکہ ان کا ذکر ان کے دادا ''یوسف بن خلف'' اور ان کے شاگرد ''عثمان بن حسین'' کے ضمن میں کیا ہے۔

''شیخ ابوحنیفہ اسکارنی'' کی تاریخ وفات مجھے نہیں ملی البتہ قرائن بتاتے ہیں کہ ان کی وفات سن 370 ہجری کے بعد ہوئی ہے۔

واللّٰہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(الانساب للسمعانی جلد 1 صفحہ 154 رقم 385)

(الانساب للسمعانی جلد 2 صفحہ 518 رقم 3872)

﴿8﴾ ''ابوحنیفہ اسماعیلی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن عبداللہ اسماعیلی'' ہے۔

آپ احناف کے ایک بڑے عالم تھے، اس کے باوجود آپ کے بقیہ حالات پوشیدہ ہیں، لیکن علامہ تقی الدین صریفینی نے ''المنتخب من کتاب السیاق'' میں ان کی وفات کا سن 456 ہجری اور مہینہ جمادی الاولیٰ تحریر کیا ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ: ان کی وفات کسی عارضہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اچانک ہوئی۔

''المنتخب'' کے علاوہ مجھے کسی اور جگہ ان کا تذکرہ نہیں ملا۔

(المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ النیسابور للصریفینی صفحہ 51 رقم 88)

﴿9﴾ ''ابو حنیفہ اسوانی''

ان کا پورا نام: ''ابو حنیفہ قحزم بن عبداللہ بن قحزم اسوانی مصری شافعی'' ہے۔

لفظ ''قحزم'': ''قاف اور زاء'' کی زبر کے ساتھ ہے۔

اور ''اسوانی'': علامہ سمعانی کے نزدیک ''الف'' کی زبر کے ساتھ ہے، اور علامہ عبد العظیم زکی کے نزدیک ''الف'' کی پیش کے ساتھ ہے، یہ مصر کے ایک چھوٹے سے شہر ''اسوان'' سے منسوب ہے۔

آپ قبیلہ بنو خولان کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ہیں، اعلیٰ درجے کے فقہاء میں شمار ہوتے ہیں، آپ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر تلامذہ میں سے ہیں، آپ کی اصل مصر کے قبطی خاندان سے ہے۔

علامہ ابو رجاء اسوانی آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ: آپ عالم اور ادیب تھے۔

علامہ ابن یونس کہتے ہیں کہ: آپ نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے علم حدیث حاصل کیا ہے، اور فقیر بن موسیٰ بن فقیر اسوانی نے آپ سے حدیثیں لی ہیں، آپ ''اسوان'' میں جمادی الاولیٰ سن 271 ہجری میں فوت ہوئے۔

اور علامہ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ: آپ نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کی کتب سے بہت کچھ سیکھا اور لکھا ہے، آپ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے تھے، آپ نے اُن سے 10 جزء روایت کئے ہیں، آپ خود بھی ایک مفتی اور فقیہ تھے، اور آپ کی اصل ''قبط'' خاندان مصر ہے۔

آپ کی مرویات میں سے ایک روایت وہ ہے جسے حسن بن رشیق نے فقیر بن موسیٰ بن فقیر اسوانی سے روایتاً لیا ہے اور انہوں نے ''ابو حنیفہ قحزم بن عبداللہ بن قحزم

اسوانی'' کے واسطے سے، امام شافعی رضی اللہ عنہ سے لیا ہے، اور انہوں نے ابوحنیفہ بن سماک بن فضل خولانی شہلی سے، اور انہوں نے ابن ابی ذئب کے واسطے سے مقبری سے اور انہوں نے جناب ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایتاً لیا ہے کہ:

"ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم الفتح: من قتل لہ قتیلافھو بخیر النظرین: ان احب العقل اخذ، وان احب فلہ القود"۔

یعنی بلاشبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا کہ: جس شخص کا کوئی مقتول مارا جائے تو دو چیزوں میں سے ایک کا ختیار ہے، چاہے تو دیت لے لے یا چاہے تو قصاص لے لے۔

(المؤتلف والمختلف للدارقطنی جلد4صفحہ1849باب: فقیر وقفیز)

(تاریخ ابن یونس جلد1صفحہ399رقم1082)

(المقتنی فی سرد الکنی جلد1صفحہ205رقم1832)

(الوافی بالوفیات لصلاح الدین الصفدی جلد24 صفحہ151)

(طبقات الشافعیہ الکبریٰ للسبکی جلد1صفحہ381رقم37)

(طبقات الشافعیۃ للاسنوی جلد1صفحہ30رقم19)

(الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقھاء لابن عبد البر صفحہ115)

(الانساب للسمعانی جلد1صفحہ165رقم431)

﴿10﴾ ''ابوحنیفہ اصغر''

ان کا پورا نام: ''شمس الائمہ ابوالفضل بکر بن محمد بن علی بن فضل بن حسن بن احمد بن ابراہیم بن اسحاق بن عثمان بن جعفر بن عبداللہ بن جعفر بن جابر بن عبداللہ انصاری خزرجی سلمی جابری بخاری زرنجری'' ہے۔

آپ اپنے وقت کے ''نعمانِ ثانی'' مشہور تھے اسی لئے آپ کو ''ابوحنیفہ اصغر''

بھی کہا جاتا تھا۔

آپ کو اہلِ علم نے ''الامام، الفاضل، شیخ الحنفیۃ، الفقیہ'' جیسے القابات سے یاد کیا ہے، آپ بخارا کے مفتی اعظم تھے، آپ کا اپنا علاقہ ''زرنجر'' تھا جو کہ ''بخارا'' ہی کی ایک بستی ہے جو ''بخارا'' سے 5 فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔

آپ نے ''شمس الائمہ ابو محمد عبدالعزیز بن احمد حلوانی'' سے علم حاصل کیا، اور علمِ فقہ میں بہت بڑا مقام پایا، حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے بے مثال حافظ تھے، آپ فتوی دینے میں زبردست ماہر تھے اور صحیح تحقیق رکھتے تھے، آپ کو تاریخی واقعات اور انساب کی خوب معرفت تھی، اسی طرح آپ علمِ حدیث کے ایسے حافظ تھے کہ جب چاہتے جہاں چاہتے بغیر مطالعہ اور بغیر کتاب دیکھے موضوع کی مناسبت سے حدیث بیان کر دیتے گویا آپ پر اس کا القاء ہوتا تھا، کیونکہ آپ اپنے بچپن سے ہی حدیث سننے میں مشغول ہو گئے تھے، یہاں تک کہ آپ نے بہت زیادہ حدیث سنی اور اپنے وقت کے دیگر علماء سے زیادہ حدیث دان آپ سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، نیز بڑے بڑے علماء کی جماعت سے روایت لینے میں آپ یکتا رہے جس میں کوئی بھی آپ کا شریک نہ تھا، آپ کے ہم عصر علماء حدیث میں بھی آپ کے محتاج رہے، آپ نے دیگر علوم کے ساتھ ساتھ حدیث کو بھی املاء کروایا جسے عوام کے ساتھ ساتھ خواص نے بھی آپ سے سن کر لکھا اسی مہارت اور کمال کی وجہ سے آپ کے شہر والے آپ کو ''ابوحنیفہ اصغر'' (یعنی چھوٹا ابوحنیفہ) کہا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ: اللہ کی ذات پاک اور حمد وثناء کی مستحق ہے! جب چھوٹے ابوحنیفہ کی مہارتِ علمی کا یہ کمال ہے تو بڑے ابوحنیفہ کا علمی مقام کیسا ہوگا!

چنانچہ آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد محترم ''محمد بن علی بن فضل بخاری''، ابو محمد عبدالعزیز الحلوانی، ابو سہل احمد بن علی ابیوردی، حافظ ابو مسعود احمد بن محمد بجلی،

ابوعبداللہ محمد بن احمد برقی، عمر بن منصور بن خسب، میمون بن علی میمونی، ابراھیم بن علی طبری، حافظ یوسف بن منصور اور محمد بن سلیمان کاحستوانی وغیرہم جیسے ماہرینِ فن شامل ہیں۔

اورآپ کے تلامذہ میں آپ کے صاحبزادے ''عمر بن بکر بن محمد'' سمیت ''عمر بن محمد بن طاہر فرغانی، ابوجعفر احمد بن محمد خلمی بلخی، محمد بن یعقوب سرخسی، عبدالحلیم بن محمد بخاری، شیخ الاسلام برھان الدین علی بن ابی بکر فرغانی'' اوران جیسے دوسرے کثیر اہلِ علم اور اصحابِ فتویٰ شامل ہیں۔

آپ کی لائبریری میں کئی بلند مرتبہ اور عالی منفعت کتب موجود تھیں جو ہم تک نہیں پہنچ سکیں، سوائے ان کی اتنی ہی معلومات کے جو آپ ہی کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہیں، آپ کی ولادت سن 427ہجری ہے اور سنِ وفات 512ہجری ماہِ شعبان المعظم ہے، اور بعض نے کہا ہے کہ: آپ کی وفات اسی سال کے ماہِ ربیع الاول میں ہوئی ہے۔

واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(سیر اعلام النبلاء جلد14صفحہ316ترجمہ شمس الائمۃ)

(الجواہر المضیۃ صفحہ114رقم374)

(الجواہر المضیۃ صفحہ449رقم1883)

(تاریخ الاسلام جلد35صفحہ225رقم28سنۃ512ھجری)

(الوافی بالوفیات جلد10صفحہ137)

(الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ جلد1صفحہ195رقم573)

(التحبیر فی المعجم الکبیر جلد1صفحہ137رقم62)

(الفوائد البھیۃ صفحہ237رقم286)

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم جلد17صفحہ165رقم3867)

﴿11﴾ ''ابو حنیفہ اندقی''

ان کا نام مجھے معلوم نہیں ہو سکا البتہ ان کا تعارف:

''ابوحنیفہ بن عباس بن مظفر اندقی'' ہے۔

لفظ ''اندقی'': ''اندق'' سے منسوب ہے جو اسمِ تفضیل کے وزن پر ہے اور یہ ''بخارا'' شہر کی ایک بستی ہے جو وہاں سے تقریباً 10 فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔

ان کے دیگر حالات بھی پوشیدہ ہیں البتہ ان کا تذکرہ ان کے بیٹے کے ضمن میں کیا جاتا ہے جو کہ بہت بڑے ''فقیہ، فاضل اور امام'' تھے ان کا نام ''ابومظفر عبدالکریم اندقی'' ہے جو سن 481 ہجری میں فوت ہوئے، وہ اپنے زمانے میں احناف کے ایک عظیم اور جلیل القدر بزرگ تھے۔

انہیں اہلِ علم ''امام، فاضل، زاہد اور ورع'' کے القابات سے یاد کرتے ہیں، وہ حسنِ سیرت کے مالک اور عاجزی انکساری کرنے والے بزرگ تھے۔

عبدالکریم اندقی نے ''ابومحمد عبدالعزیز بن احمد حلوانی'' سے علم فقہ اور حدیث دونوں ہی سیکھے، اور ابوطاہر محمد بن احمد اسماعیلی اور ابونصر احمد بن علی بن منصور سنی۔ سے فقط علمِ حدیث حاصل کیا۔

ان کے والد ''ابوحنیفہ اندقی'' کے حالات وواقعات کے ساتھ ساتھ ان کی تاریخ وفات وغیرہ بھی مستور ہے، لیکن سیاق یہ کہتا ہے کہ ''ابوحنیفہ اندقی'' نے سن 450 ہجری کے بعد وفات پائی۔

(الجواهر المضية صفحه213 رقم804 ترجمه عبد الكريم)

(سير اعلام النبلاء جلد14 صفحه27 رقم الترجمه 4344 الاندقی)

(تاريخ الاسلام جلد33 صفحه42 رقم14 سنة481 هجری)

(المنتخب من معجم شيوخ السمعاني صفحه1555)

(الانساب للسمعانی جلد 1 صفحہ 226 رقم 650)

(الفوائد البہیة لعبد الحی صفحہ 169 رقم 211)

﴿12﴾ ''ابوحنیفہ انصاری''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ معاذ بن اُبی بن کعب انصاری'' ہے۔

آپ تابعی ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور قاریءِ قرآن جناب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں، ان کے لئے ''ابوحنیفہ'' کنیت کو علامہ بن ابی حاتم نے اپنی کتاب ''فی بیان خطاء البخاری'' میں ذکر کیا ہے، اور ان کی ایک اور کنیت ''ابوزہرہ'' بھی ہے جو زیادہ مشہور ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والدِ گرامی قدر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایات کا سماع کیا ہے، اور آپ سے آپ کے بیٹے جناب محمد بن معاذ رحمہ اللہ نے اور ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے روایات لی ہیں۔

علامہ ابن حبان نے آپ کا ذکر اپنی ''کتاب الثقات'' میں کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی مشہور روایات میں سے چند ایک یہ ہیں!

(i)- علامہ ابن عساکر اپنی سند کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے جناب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:

''انی قد امرت بعرض القرآن علیك، قال: یا رسول اللہ! باللہ عزوجل آمنت، وعلیٰ یدیك اسلمت، ومنك تعلمت، فرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم القول، فقال: أبی رحمہ اللہ: لقد ذکرت هناك یا رسول اللہ! قال: نعم، فی الملأ الاعلیٰ فی اسمك، ونسبك، قال: فاقرأ اذن یا رسول اللہ!

وکان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا جلس یحثو علی رکبتیہ، ولم یکن یتکئ"۔

ترجمہ: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ: میں تمہارے سامنے قرآن کی تلاوت کروں، عرض کیا: یارسول اللہ! میں اللہ عز وجل پر ایمان لایا اور آپ کے دستِ اقدس پر اسلام لایا اور آپ ہی سے میں نے سب کچھ سیکھا ہے، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار فرمایا، تو جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میرا ذکر وہاں (عالم بالا میں) کیا گیا ہے؟ فرمایا: ہاں! عالمِ بالا میں تمہارے نام اور نسب کے ساتھ تمہارا ذکر کیا گیا ہے، عرض کیا: تو پھر تلاوت فرمایئے یا رسول اللہ! اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تلاوت کے لئے) دوزانو تشریف فرما ہوتے اور ٹیک لگا کر نہ بیٹھتے۔

(تاریخ ابن عساکر جلد2صفحہ240)

(ii)- نیز علامہ ابن عساکر اپنی سند سے جناب معاذ بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے اور وہ اپنے والدِ گرامی سے روایت لیتے ہیں، فرمایا کہ:

"ان اباھریرة رضی اللّٰہ عنہ کان جریئا علی ان یسأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن اشیاء لا یسأله عنها غیرہ، فقال یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم! ما اول ما رأیت من امر النبوة، فاستوی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جالسا، وقال: لقد سألت اباھریرة، انی لفی صحراء ابن عشر سنین وشهرا اذا انا بکلامِ فوق رأسی، واذا رجل یقول لرجل: ھوھو، قال: نعم فاستقبلانی بوجوہ لم ارھا

لاحد قط، وارواح لم اجدها من خلق قط وثياب لم أرها على احد قط، فأقبلا الیّ يمشيان حتى اخذ كل واحد منهما ب عضدی لا اجد لاحدهما مسا، فقال احدهما لصاحبه: اضجعه، فاضجعانی بلا قصر ولا هصر، فقال احدهما لصاحبه: افلق صدره، فهوی احدهما الى صدری ففلقها فيما أری بلادم ولا وجع، فقال له: اخرج الغل والحسد، فأخرج شيأ كهيئة العلقة فطرحها، فقال له: أدخل الرأفة والرحمة، فاذا مثل الزجه يشبه الفضة ثم هز ابهام رجلی اليمنى، فقال: اعد واسلم، فرجعت بها اغدو به رقة الى الصغير ورحمة للكبير''۔

ترجمہ: جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے میں شرماتے نہ تھے، چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے سوالات بھی کر جاتے تھے جو دوسرے نہ کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اپنی نبوت کی علامات میں سے کون سی علامت سب سے پہلے دیکھی؟ یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہوکر بیٹھ گئے پھر فرمایا: ابوہریرہ تم نے اچھا سوال کیا ہے، تو سنو! میں دس سال کا تھا اور کسی کھلی جگہ میں تھا تو میں نے سنا کہ ایک شخص میرے سر پر دوسرے شخص سے میرے بارے میں کلام کر رہا ہے، وہ بولا: کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرا بولا: ہاں! تو دونوں میری جانب متوجہ ہوئے، میں نے ایسے چہرے کبھی نہ دیکھے تھے، اور ایسی روحیں کسی مخلوق میں نہ پائی تھیں، اور ان جیسے کپڑے بھی کبھی نہ دیکھے تھے، چنانچہ وہ دونوں میرے

پاس آئے اور میرے بازوؤں کو پکڑ لیا کہ میں نے ایسی پکڑ بھی کسی کی نہیں دیکھی تھی، ایک دوسرے سے بولا: انہیں لٹادو، انہوں نے مجھے بغیر کسی سہارے اور بغیر کسی پکڑ کے لٹادیا، ان میں سے ایک بولا: ان کا سینہ چاق کردو! تو دوسرے نے لپک کر میرے دیکھتے ہی دیکھتے میرا سینہ چاق کر دیا جس سے نہ تو خون نکلا اور نہ ہی مجھے درد کا احساس ہوا، تو پہلا بولا: اس میں سے حسد اور کینے کا بوجھ نکال دو، پھر اس نے میرے سینے سے جمے ہوئے خون کی طرح کی کوئی چیز نکال کر باہر پھینک دی، وہ پھر بولا: اب اس میں رحمت اور شفقت بھر دو تو اس نے میرے سینے میں چاندی کی طرح شیشے جیسی شفاف چیز ڈال دی، پھر اس نے میرے دائیں پاؤں کے انگوٹھے کو ہلایا اور کہا: اُٹھیے اور سلامت رہیے، چنانچہ میں جب وہاں سے لوٹا تو میں نے اپنے دل میں چھوٹے کے لئے شفقت اور بڑے کے لئے رحمت کو پایا۔

چنانچہ ''ابو حنیفہ معاذ بن ابی بن کعب'' رضی اللہ عنہما کا سنِ وفات مجھے معلوم نہیں ہوسکا لیکن سیاق سن 50 ہجری میں ان کی موجودگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(تاریخ بن عساکر جلد2صفحہ240،241)

(بیان خطا البخاری لابن ابی حاتم جلد1صفحہ8 رقم 27)

(الثقات لابن حبان جلد5صفحہ422رقم5510)

فصل:

رقم الباء

﴿13﴾ ''ابوحنیفہ بالقانی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ نعمان بن محمد بن ابی عاصم بالقانی'' ہے۔
لفظ ''بالقانی'': ''لام'' کی زبر کے ساتھ ہے، اور یہ ''مرو'' کی ایک بستی ''بالقان'' کی طرف منسوب ہے جس کا اکثر حصہ قریبی نہر میں سیلاب آجانے کی وجہ سے تباہ ہو گیا۔

یاد رہے کہ ان کے صاحبزادے ''ابوالفتح محمد بن ابی حنیفہ بالقانی'' کو بھی ''ابوحنیفہ'' کنیت کے ساتھ متصف کیا گیا ہے جن کا ذکر ان شاء اللہ العزیز ''ابوحنیفہ ہراتی'' کے طور پر آگے رقم الحاء میں کیا جائے گا۔

''ابوحنیفہ بالقانی'' کا الگ تذکرہ مجھے نہیں ملا بلکہ ان کا ذکر ان کے بیٹے ''ابوالفتح'' کے ذکر میں ہی ملتا ہے اسی لئے ''ابوحنیفہ بالقانی'' کے بقیہ حالات وواقعات حتی کہ تاریخ وفات کا تذکرہ بھی مجھے نہیں ملا البتہ قرائن یہ بتاتے ہیں کہ آپ کی وفات سن 500 ہجری کے بعد ہوئی۔

(الجواهر المضية صفحه 387 رقم 1539)
(الانساب للسمعانی جلد 1 صفحه 281 رقم 869)

﴿14﴾ ''ابوحنیفہ باہلی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ جعفر بن احمد بن بہرام باہلی اِسترابادی'' ہے۔
آپ کا لقب ''جعفر شہید'' ہے، آپ بہت بڑے فقیہ اور اپنے شہر کے مفتی تھے، آپ کا شمار اپنے علاقے ''استراباذ'' میں حنفی مذہب کے کبار فقہاء میں ہوتا ہے، جلیل القدر علماء میں سے تھے۔

آپ نے علم حاصل کرنے کے لئے سفر کیا اور ''محمد بن خالد حنظلی، ابونعیم فضل بن دکین، یحییٰ بن ہاشم، داؤد بن سلیمان جرجانی، علی بن حسن بغدادی، محرز بن ہشام، جعفر بن عون'' وغیرہم جیسے ماہرینِ فن علماء سے حدیث کا سماع کیا۔

اوران کے تلامذہ میں ''عبدالملک بن عدی، حسن بن حسین بن عاصم استراباذی، حسین بن بندار مفسر استراباذی، جعفر بن احمد بن شہریل اشتراباذی، ابونعیم عبدالملک بن محمد بن عدی استراباذی، جعفر بن احمد بن اسماعیل استراباذی'' وغیرہم جیسے قابل اہلِ علم شامل ہیں۔

آپ سے حسد کرنے والوں کی ایک جماعت میں سے کچھ لوگوں نے جرجان کے گورنر ''حسن بن زید علوی المتغلب'' سے آپ کے بارے میں جھوٹی بات کہی اور الزام لگادیا کہ آپ ناصبی ہیں اور اہلِ بیت سے بغض رکھتے ہیں، تو اس نے آپ کو گرفتار کرواکر جیل میں بند کردیا یہاں تک کہ آپ کی جیل میں ہی وفات ہوگئی، اور پھر ان ظالموں نے اس سے بھی بڑا ظلم یہ کیا کہ آپ کی لاش کو جرجان کے بازار میں سولی پر لٹکادیا، چنانچہ ایک رات استراباذ کے کچھ لوگوں نے رات کے اندھیرے میں آپ کی لاش کو وہاں سے اتارا اور عزت کے ساتھ جرجان کے قبرستان میں جنازہ پڑھ کر دفن کردیا اور آپ کی قبر کو مخفی رکھا۔

آپ کی روایات میں سے چند ایک یہ ہیں:

(i)- علامہ حمزہ بن یوسف سہمی ''تاریخ جرجان'' میں اور علامہ ابن عدی ''الکامل'' میں اپنی سندوں سے کے ساتھ ''ابوحنیفہ جعفر بن احمد بن بہرام استراباذی باہلی'' وغیرہ کی وساطت سے جناب مولیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَن کلن فیه اربع فهو من المتواضعین: من اکل مع

خادمه، وعقل شاته وركب الحمار، وحمل ما ابتاع من السوق".

یعنی جس شخص میں چار چیزیں پائی جائیں وہ عاجزی اختیار کرنے والوں میں سے ہے، (۱)-اپنے خادم کے ساتھ کھانا کھائے، (۲)-اپنی بکری کو باندھے، (۳)-گدھے کی سواری کرے، (۴)- بازار سے اپنا خریدا ہوا سامان خود اٹھا کر لائے۔

(الکامل لابن عدی جلد2صفحہ214(ترجمہ بکیر بن جعفر))

(تاریخ جرجان صفحہ252رقم407)

(ii)-علامہ سہمی ''تاریخ جرجان'' میں ''ابوحنیفہ باہلی'' کی وساطت سے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من استعاذ كم بالله فاعيذوا ومن سألكم بالله فأعطواه ومن دعاكم فأجيبوه ومن اتى اليكم معروفا فكافئوه وان لم تجدوا ماتكافئونه فادعوا له حتى ترون انكم قد كافيتموه".

ترجمہ: جو شخص بھی تم سے اللہ کی پناہ مانگے تو اسے پناہ دو اور جو بھی تم سے اللہ کا واسطہ دے کر کچھ مانگے تو اسے عطاء کرو، اور جو کوئی بھی تمہیں دعوت دے تو قبول کرو، اور جو شخص تم سے کوئی نیکی کرے تو اس کا بدلہ دو، اور اگر بدلہ نہ پاؤ تو تم اس کے لئے اس وقت تک دعاء کرتے رہو جب تک تم اسے اس کا بدلہ نہیں دے دیتے۔

(تاریخ جرجان صفحہ180رقم235)

(iii)-علامہ سہمی "تاریخ جرجان" میں "ابوحنیفہ باہلی" کی وساطت سے جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یا ابن مسعود! اذا دخل علیك شهر رمضان تغل الشیاطین وتغلق ابواب جهنم وتفتح ابواب الجنان ولا یجوز فیه سحر السحرة......الخ".

یعنی اے ابن مسعود! جب بھی رمضان شریف آتا ہے تو اس میں شیاطین جکڑ لئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس مبارک مہینے میں کسی بھی جادوگر کا جادو اثر نہیں کرتا......الخ۔

(تاریخ جرجان صفحہ249 رقم1083)

(iv)-علامہ ابن عساکر اپنی سند سے "ابوحنیفہ باہلی" کی وساطت سے جناب اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کو نقل کرتے ہیں کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان جبریل اتانی لیلة النصف من شعبان قال: قم فصل وارفع رأسك ویدیك الی السماء قال: فقلت: یا جبریل ماهذه اللیلة قال: یا محمد یفتح فیها ابواب السماء وابواب الرحمة ثلاثمائة باب فیغفر لجمیع من لا یشرك بالله شیئا غیر مشاحن او عاشر او مدمن خمر او مصر علی زنی فان هؤلاء لا یغفر لهم حتی یتوبوا فاما مدمن الخمر فانه یترك له باب من ابواب الرحمة مفتوحا حتی

يتوب فاذا تاب غفر الله له وانا المشاحن فيترك له باب من ابواب الرحمة حتى يكلم صاحبه فاذا كلمه غفر له قال النبى صلى الله عليه وسلم: يا جبريل! فان لم يكلمه حتى يمضى عنه النصف قال: لو مكث الى ان يتغرغر بها فى صدره فهو مفتوح فان تاب قبل منه فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم الى بقيع الغرقد فبينا هو ساجد قال: وهو يقول فى سجوده اعوذ بعفوك من عقابك واعوذ برضاك من سخطك واعوذ بك منك جلا ثناؤك لا ابلغ الثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك فنزل جبريل عليه السلام فى ربع الليل فقال: يا محمد ! ارفع رأسك الى السماء فاذا ابواب الرحمة مفتوحة على كل باب ملك ينادى طوبىٰ لمن تعبد فى هذه الليلة وعلى الباب الآخر ملك ينادى: طوبىٰ لمن سجد فى هذه الليلة وعلى الباب الثالث ملك ينادى: طوبى لمن ركع فى هذه الليلة وعلى الباب الرابع ملك ينادى: طوبى لمن دعا ربه هذه الليلة وعلى الباب الخامس ملك ينادى: طوبىٰ لمن ناجى ربه فى هذه الليلة وعلى الباب السادس ملك ينادى: طوبىٰ للمسلمين فى هذه الليلة وعلى الباب السابع ملك ينادى: طوبىٰ للموحدين، وعلى الباب الثامن ملك ينادى: هل من تائب يتب عليه وعلى الباب التاسع ملك ينادى: هل من مستغفر فيغفرله وعلى الباب العاشر ملك ينادى: هل

من داعي فيستجاب له، ثم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يا جبريل! الى متى ابواب الرحمة مفتوحة قال: من اول الليل الى صلاة الفجر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فيها من العتقاء اكثر من شعور الغنم فيها ترفع اعمال وفيها تقسم الارزاق".

ترجمہ: بلاشبہ میرے پاس نصف شعبان کی رات کو جبریل حاضر ہوئے اور بولے: اٹھیے اور نماز پڑھیے پھر اپنا سر اور اپنے ہاتھ آسمان کی جانب اٹھایئے! تو میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون سی رات ہے؟ تو بولے: اے محمد! اس رات آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، چونکہ رحمت کے 300 دروازے ہیں چنانچہ آج رات ہر شخص کو بخش دیا جاتا ہے سوائے شرک کرنے والے، کینہ رکھنے والے، دھوکے باز، شرابی اور زنا پر مصر رہنے والے کے، کیونکہ جب تک یہ لوگ توبہ نہ کریں ان کی مغفرت نہیں ہوتی، چنانچہ شرابی کے لئے ایک رحمت کا دروازہ کھلا رہتا ہے کہ کہیں وہ توبہ کرلے تو جب وہ توبہ کرلیتا ہے تو اللہ اسے بخش دیتا ہے، اور کینہ رکھنے والے کے لئے بھی ایک دروازہ رحمت کا کھلا رہتا ہے تاکہ وہ بھی اپنے بھائی سے صلح کرلے چنانچہ جب وہ صلح کرلیتا ہے تو اسے بخش دیا جاتا ہے، پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! اگر وہ صلح نہ کرے یہاں تک کہ بقیہ نصف ماہ بھی گزر جائے تو؟ عرض کیا: اگر وہ اپنے سینے میں سانسوں کے چلنے تک بھی صلح کرلے تو وہ دروازہ کھلا رہتا ہے، اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کرلی جاتی ہے، پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے بقیع الغرقد کی طرف

نکلے، چنانچہ جب ہم وہاں پہنچے تو آپ سجدے میں تھے اور سجدے کی حالت میں یہ دعاء کر رہے تھے: "میں تیرے عذاب سے تیری معافی کا خواستگار ہوں، میں تیری ناراضگی سے تیری رضاء کی پناہ مانگتا ہوں، میں تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں، تیری شان بہت بلند ہے، میں کبھی بھی تیری ویسی شان بیان نہیں کر سکتا جیسی تو اپنی شان خود بیان فرماتا ہے"، اس کے بعد جبریل رات کے چوتھائی حصے میں پھر اُترے، عرض کیا: اے محمد! اپنا سر آسمان کی جانب اُٹھایئے رحمت کے سارے دروازے کھلے ہیں اور ہر دروازے پر ایک فرشتہ صدا لگا رہا ہے، ایک دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا کہ خوشخبری ہو اس کے لئے جس نے اس رات عبادت کر لی، دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ یوں صدا دے رہا تھا کہ: خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے اس رات سجدہ کیا، تیسرے دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا کہ: خوشخبری ہو اس کے لئے جس نے اس رات رکوع کیا، چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ: خوشخبری ہو اس کے لئے جس نے اس رات اپنے رب کو پکارا، پانچویں دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا: خوشخبری ہو اس کے لئے جس نے اس رات اپنے رب سے مناجات کر لیں، چھٹے دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا: خوشخبری ہو اس رات ہر مسلمان کے لئے، ساتویں دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا: خوشخبری ہو اللہ کو ایک ماننے والوں کے لئے، آٹھویں دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا: کیا ہے کوئی رجوع کرنے والا؟ تا کہ اسے خاص توجہ دی جائے، نویں دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا: کیا ہے کوئی استغفار کرنے والا؟ تا کہ اسے بخش دیا جائے، دسویں دروازے پر فرشتہ کہہ رہا تھا: کیا ہے کوئی دعاء

مانگنے والا تا کہ اس کی دعاء قبول کی جائے، پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! رحمت کے یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ عرض کیا: شروع رات سے لیکر نماز فجر تک، چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس رات میں بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ افراد جہنم سے آزاد کردیئے جاتے ہیں، اسی رات میں اعمال اٹھائے جاتے ہیں، اور اسی رات میں رزق تقسیم کیا جاتا ہے۔

(تاریخ ابن عساکر جلد28صفحہ54ترجمہ(محمد بن احمد الملطی))

میں کہتا ہوں کہ: اہلِ علم کے ہاں یہ ابوحنیفہ بھی ''ابوحنیفہ اِستراباذی'' کی نسبت سے مشہور ہیں البتہ میں نے ان کی دوسری نسبت ''باہلی'' سے آپ کو یہاں ذکر کیا ہے تا کہ قاری کا ذہن یہاں سابقہ ''ابوحنیفہ استراباذی'' کی وجہ سے شبہ نہ کھائے۔

بہرحال ''ابوحنیفہ باہلی'' کا سنِ وفات مستور ہے البتہ قرائن سے ثابت ہے کہ: یہ بزرگ سن 250 ہجری کے بعد شہید ہوئے ہیں۔

(تاریخ جرجان صفحہ343فی ترجمة کرز)

(تاریخ جرجان حرف جیم صفحہ69رقم226)

(تاریخ جرجان صفحہ249 رقم1083)

(تاریخ الاسلام جلد6صفحہ306رقم154سنة261تا270)

(الجواهر المضیة صفحہ118رقم392)

﴿15﴾ ''ابوحنیفہ بخاری''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن عثمان بخاری بغدادی'' ہے۔

آپ بہت بڑے عالم اور محدّث تھے، بلکہ آپ کا سارا گھرانہ بھی علم وعرفان کا مرکز تھا کیونکہ آپ کے چار بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک نامور عالم اور محدّث تھا،

چنانچہ!

(۱)-''عمر بن محمد بن عثمان بغدادی'' جو ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ نہرتیری بغدادی سے روایت لیتے ہیں اور ان سے محمد بن احمد بن عبدالرحمٰن ملطی روایت لیتے ہیں۔

چنانچہ علامہ ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ انہی ''عمر بن محمد بن عثمان بغدادی'' کی وساطت سے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو بیان کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ارحم امتی بأمتی ابوبکر، واشدهم فی دین الله عمر، واصدقهم حیاء عثمان، واقضاهم علی وافرضهم زید بن ثابت، واقرأهم أُبی واعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ألا وان لکل امة أمینا وامین هذه الامة ابوعبیدة بن الجراح".

ترجمہ: میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ''ابوبکر صدیق'' ہیں، اور اللہ کے دین کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت ''عمر فاروق'' ہیں، شرم وحیاء کے اعتبار سے سب سے زیادہ سچے ''عثمان غنی'' ہیں، سب سے بہترین قاضی ''علی المرتضیٰ'' ہیں، سب سے زیادہ پابند اور ماہر ''زید بن ثابت'' ہیں، سب سے بہترین قاری ''اُبَی بن کعب'' ہیں، حلال وحرام کو سب سے زیادہ جاننے والے ''معاذ بن جبل'' ہیں، اور خبردار ہر امت میں ایک امین ہوا ہے اور میری اس امت کے امین ''ابوعبیدہ بن الجراح'' ہیں۔

(تاریخ ابن عساکر ترجمة "ابی بن کعب بن قیس بن عبید ابن زید")

(۲)-''ابوجعفر محمد بن محمد بن عثمان بغدادی بخاری'' ان کی کنیت ''ابوبکر'' بھی

ہے اور انہیں ''ابن ابی حنیفہ'' بھی کہا جاتا ہے، ان کی نسبت میں لفظ ''طرازی'' کا اضافہ بھی ہے اور ان کا لقب ''ادیب'' ہے، یہ ''خوارزم'' کے علاقے میں رہائش پذیر تھے، اور وہیں وفات پائی۔

انہوں نے بخارا میں علم حدیث حاصل کیا چنانچہ وہاں ''عبید اللہ بن موسیٰ، ابونعیم، ابوغسان مالک بن اسماعیل، معاویہ بن عمرو اور عفان بن مسلم'' سے حدیث پڑھی۔

اور ان کے تلامذہ میں ان کے صاحبزادے ''علی بن محمد الطرازی'' کے ساتھ ساتھ بخارا کے ہی نامی گرامی علماء مثلاً: ''محمد بن حریث انصاری، علی بن احمد بن حسن بن وصی، سہل بن شاذویہ بخاری'' شامل ہیں۔

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ ان کی وساطت سے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کونقل کیا ہے کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"رُبَّ أشعثَ اغبرَ لو اقسم على الله لأبره".

یعنی کچھ بکھرے بالوں والے غبار میں اَٹے ہوئے ایسے بھی افراد ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ کوکسی بات میں قسم دیدیں تو اللہ ویسا ہی کر دیتا ہے۔

نیز خطیب انہی کی وساطت سے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی نقل کرتے ہیں کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

"یا ابا هريرة ! زر غبا تزدد حبا".

اے ابوہریرہ! کبھی کبھی ملا کرو، محبت بڑھے گی۔

(تاریخ بغداد جلد3 صفحہ 421 رقم 1563)

(تاریخ بغداد جلد 17 صفحہ 152 رقم 444)

(۳)۔ ''جعفر بن محمد بن عثمان بغدادی'' ان کا ذکر مزید تعارف کے بغیر ''توضیح المشتبۃ'' میں کیا گیا ہے۔

(توضیح المشتبۃ جلد7صفحہ201)

(۴)۔ ''عثمان بن محمد بن عثمان بغدادی'' ان کا ذکر لسان المیز ان میں علامہ ابن حجر نے کیا ہے اور ساتھ ہی ان کی وساطت سے جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لو یعلم الناس ماللمسافر لاصبحوا علی ظهر سفر ان الله لینظر الی الغریب کل یوم مرتین''۔

یعنی اگر لوگ جان جائیں کہ سفر کی صعوبتیں اٹھانے والے کے لئے کتنا کچھ ہے؟ تو لوگ ہر وقت سفر میں ہی رہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک دن میں دو مرتبہ غریب کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ بخاری'' سن 280 ہجری کے بعد فوت ہوئے۔

(لسان المیزان جلد1صفحہ328)

(مناقب الامام الاعظم للکردری)

﴿16﴾ ''ابوحنیفہ بریلوی''

ان کا پورا نام: ''امام محمد احمد رضاء خان بن محمد نقی علی خان بن محمد رضاء علی خان قادری بریلوی'' ہے۔

آپ کے والد ماجد رئیس المتکلمین مولانا محمد نقی علی خان اور جدِ امجد مولانا محمد رضاء علی خان اپنے دور کے اکابر علماء اور اولیاء میں سے تھے، آپ کے آباء واجداد افغانستان کے علاقے ''قندھار'' سے ہجرت کر کے پہلے لاہور اور بعد میں ''بریلی شریف'' (یو، پی) انڈیا میں قیام پذیر ہو گئے، جہاں آپ 10 شوال سن 1272 ہجری

بمطابق 14 جون سن 1856 عیسوی کو پیدا ہوئے۔

آپ نے تمام مروجہ علوم وفنون اپنے والد ماجد سے پڑھ کر تقریباً 14 سال کی عمر میں سندِ فضیلت حاصل کی اور مسندِ تدریس وافتاء کو زینت بخشی، والد ماجد کے علاوہ ''حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی، علامہ سید احمد بن دحلان زینی مکی مفتیء مکہ مکرمہ، علامہ عبد الرحمٰن مکی، علامہ حسین بن صالح مکی اور حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری'' جیسے کامل بزرگانِ دین سے اکتسابِ فیض کیا۔

بچپن سے ہی آپ میں مجتہدانہ قابلیت تھی یہاں تک کہ: علومِ دینیہ کے تحصیل سے فراغت پاتے ہی زندگی کا سب سے پہلا فتویٰ صرف پونے 14 سال کی عمر میں دیا، اس فتویٰ کو آپ کے والد ماجد نے اصول وقواعد کے عین مطابق ماہرانہ انداز میں لکھا ہوا دیکھ کر مہرِ تصدیق ثبت فرمائی اور فتویٰ نویسی کا کام آپ کو سونپ دیا جسے آپ نے اپنی وفات تک بخوبی نبھایا۔

حیرت انگیز حد تک آپ کو ''تفسیر، اصولِ تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث،، فقہ، اصولِ فقہ، کلام، تصوف، تاریخ، تطبیق، سیرت، رجال، معانی، بیان، بدیع، عروض، ریاضی، توقیت، منطق، فلسفہ، طب، علم جفر، تکسیر، فلکیات، زیجات، جبر ومقابلہ، مناظرہ، لوگارثم، جیومیٹری، مثلث کروی، لغت، اصول اور جغرافیہ'' وغیرہا سمیت کم وبیش 50 سے زائد علوم پر تبحر حاصل تھا، کمال کے فقیہ اور مرجع العلماء تھے، بلا کا حافظہ تھا، جس کتاب کو صرف ایک بار دیکھ لیا کرتے پوری زندگی کے لئے لوحِ حفظ پر رقم ہو جاتی۔

مجھے میرے والدِ گرامی سے معلوم ہوا کہ: آپ دونوں ہاتھوں سے ایک ہی طرح لکھ لیتے تھے، آپ فتویٰ نویسی اور تصنیفات میں اس قدر مصروف رہتے کہ جب لکھتے ہوئے ایک ہاتھ تھک جاتا تو قلم فوراً دوسرے ہاتھ میں پکڑ کر اسی تسلسل کو اسی انداز

سے جاری رکھتے۔

آپ کے زمانے کے علماء آپ کو ''مجدد العصر''، ''امام''، ''مفتی اعظم''، ''قاطع رد البدعات''، ''اعلیٰ حضرت'' اور ''الشاہ'' جیسے عظیم القابات سے یاد کیا کرتے تھے۔

آپ کا قلم بد مذاہب کے لئے تلوار اور نیزے کی دھار سے کم نہیں تھا، آپ کے لکھے ہوئے کلمات کا علمی جواب بد مذاہب سے آج تک نہیں بن پڑا۔

آپ کی 1200 سے زائد بے مثال تصنیفات ہیں جن میں سے محض ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' اور ''فتاویٰ رضویہ'' اہلسنّت پر کسی احسان سے کم نہیں، آپ کی اس گراں قدر خدمات کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔

حضرات صحابہ کرام واہلِ بیت کرام علیہم الرضوان اور اسلافِ امت بالخصوص حضور جناب سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضور سیّدنا جناب غوث اعظم جیلانی صمدانی رضی اللہ عنہ سے کمال عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔

آپ کے زمانے میں فقہ حنفی اور جزئیات پر آگاہی میں آپ کا کوئی بھی ہم پلہ نہیں تھا، فقہ حنفی کی بے مثال خدمات کی، اور فقہ حنفی کی تائید ونصرت میں دلائل کے انبار لگا دیئے۔

میں کہتا ہوں کہ: علوم وفنون میں آپ کو اس درجہ کا کمال تھا کہ ہم عصر بڑے بڑے علماء اور صوفیاء بھی خود کو سلطنتِ احمد رضاء کا ایک ''کارکن'' سمجھتے تھے اور آپ کی علمی قابلیت کے سامنے سرنگوں رہتے تھے، بلاشبہ آپ اپنے زمانے کے ''ابوحنیفہ'' تھے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کے بارے میں بدگمانی کا شکار یا تو وہ شخص ہوگا جو آپ کی علمی قابلیت سے حسد کرنے والا ہو یا پھر وہ شخص جو آپ کی دینی قدر ومنزلت سے جاہل ہو۔

علم وعرفان کا سینے میں اس قدر سمندر سمو لینے کے باوجود کبھی دل میں تکبر غرور پیدا نہیں ہوا، کبھی خود کو مجدّد، علامہ، مفتی یا مجتہد نہیں کہا، بلکہ ''مولوی'' اور ''عُبیدِ مصطفیٰ'' سے ترصیع دے کر خود کا نام لکھا کرتے۔

لغویات میں وقت برباد نہیں کرتے تھے، اِکفار وتکفیر سے پرہیز کیا کرتے تھے، بلکہ بالدلائل اصلاح کی کوشش مقدم رکھتے، لیکن جہاں کسی ملعون کی طرف سے جنابِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بے ادبی کا ارتکاب ہوتا تو ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہریدار بن کر اپنا فرض انجام دیتے ہوئے تب کفر کا فتویٰ لگایا کرتے تاکہ کسی کو بھی اس بارگاہ میں بے ادبی وگستاخی کی جرأت نہ ہو۔

اپنے قلم کے ذریعے جس طرح آپ نے گستاخوں کے منہ بند کئے، یہ اندازہ لگانا ذرا بھی مشکل نہیں کہ جنابِ رسالتِ مآب رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو کس قدر محبت تھی، چنانچہ گلشنِ محبت سے محبوبِ لم یزل کی بارگاہ میں نعتیہ گلدستوں کے گلہائے عقیدت پیش کرنے میں اقبال سمیت آپ کا کوئی ثانی نہیں بن سکا، آپ کے کلام میں قرآن وسنت اور اسلاف کے اندازِ ثناء خوانی کی جھلک نمایاں ہوتی تھی یہی وجہ ہے کہ نعت خوانی میں عقائدِ محبت کو شائع کرنے پر آپ کو ''حسانِ ثانی'' بھی کہا جاتا ہے۔

آپ کی ساری زندگی کی دینی خدمات اور کاوشوں کی بنیاد اسلام اور داعیٔ اسلام حضور جناب سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ کریمانہ سے گہری وابستگی پر ہی رہی۔

مسلمانانِ پاک وہند کے دلوں میں اپنے جذباتِ محبت سے بھری تحریروں اور تحریکوں کے ذریعے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت ومحبت کے دریا سمو دینے میں آج تک کا سب سے بڑا کارنامہ آپ ہی نے انجام دیا۔

نورِ محبت کے اُجالے پھیلا کر 25 صفر المظفر سن 1340 ہجری بمطابق 1921 عیسوی بروز جمعہ عینِ بوقتِ اذانِ جمعہ "امامِ اہلسنّت الشاہ احمد رضاء خان قادری بریلوی" (رحمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین) کا وصال ہوا۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

(فتاویٰ رضویہ (کلماتِ آغاز) جلد 1 صفحہ 11 تا 26 مقتبسا)

﴿17﴾ "ابوحنیفہ بُملانی"

ان کا پورا نام: "ابوحنیفہ نعمان بن اسماعیل بن ابی حرب بملانی ثمالی مروزی" ہے۔

بعض علماء نے "بملانی" کی بجائے "نملانی" بھی کہا ہے، کیونکہ آپ کا تعلق "بملان" یا "نملان" نامی بستی سے ہے جو "مرو" شہر میں شامل اس کا ایک حصہ ہے۔

آپ کو علماء نے اپنی کتب میں "محدّث، فاضل، فقیہ اور صالح" جیسے القابات سے یاد کیا ہے۔

آپ نے "قاضی ابومنصور محمد بن عبدالجبار سمعانی" سے شرف تلمذ پایا ہے چنانچہ ان سے آپ نے علمِ فقہ کے ساتھ ساتھ علمِ حدیث بھی حاصل کیا ہے، ان کے علاوہ آپ نے علمِ حدیث "شیخ ابومسعود اور شیخ احمد بن محمد بن عبداللہ بجلی رازی" وغیرھما سے بھی سیکھا ہے۔

آپ کے تلامذہ میں اہلِ مرو سے تعلق رکھنے والے "محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن خطیب کشمیھنی" اور "ابواحمد ذاکر بن ابی بکر سنجی" وغیرہما جیسے قابل علماء شامل ہیں۔

چنانچہ "ابوحنیفہ بملانی" سن 557 ہجری میں فوت ہوئے ہیں۔

(التحبیر فی المعجم الکبیر جلد 1 صفحہ 276)

(التحبیر فی المعجم الکبیر جلد2صفحہ346رقم1059)

(المنتخب من معجم شیوخ السمعانی جلد1صفحہ1794)

(الوافی بالوفیات جلد1صفحہ139ترجمہ الخطیب الکشمیہنی)

(حاشیہ الاکمال فی رفع الارتیاب جلد4صفحہ477)

(توضیح المشتبہ جلد5صفحہ36)

(تاریخ الاسلام سنۃ 557)

﴿18﴾ ''ابوحنیفہ بویابادی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ عثمان بن علی بن استاذ امام ابوعلی حسن بن محمد بن حسن بویابادی نیشاپوری'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک آپ اپنے وقت کے ''امام، استاذ، متقی، زاہد اور عالم'' تھے۔

بعض علماء نے ''بویابادی'' کو ''بیابادی'' بھی لکھا ہے، اور اس نسبت کی وجہ ''ششتمد'' شہر کی ایک بستی ہے جس کا نام ''بویاباذ'' یا ''بیاباذ'' تھا، وہیں آپ اور آپ کی اولاد کا مسکن ہوا، پھر آپ اکیلے ہی سن 441 ہجری میں علاقہ ''بیہق'' کی جانب منتقل ہوگئے، آپ کی ایک ہمشیرہ وہاں کے نامور فقیہ ''شیخ ابوالفتح بخاری'' کے نکاح میں تھیں۔

اور دوسری ہمشیرہ ''شیخ ابوسعید بن محمد رفاء'' کے نکاح میں آئیں، آپ کا پہلا سسرال ''ششتمد'' شہر میں معروف عالم ''شیخ حسن بن شافع'' کا گھرانہ تھا، پھر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے دوسرا نکاح جناب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مبارک نسل سے تعلق رکھنے والے ایک اور نیک گھرانے میں کیا جہاں باپردگی کا سختی سے لحاظ رکھا جاتا تھا چنانچہ اس نیک خاتون سے آپ کے ہاں 4 صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے بنام ''علی بن ابی حنیفہ عثمان'' پیدا ہوئے، جو بعد میں بہت بڑے اور

نامور عالم اور فقیہ بنے، چنانچہ آپ کے یہ صاحبزادے سن 445 ہجری ماہِ صفر کی پہلی رات کو پیدا ہوئے، اور 65 سال کی عمر پا کر سن 510 ہجری میں وفات پائی۔

اور خود ''شیخ ابوحنیفہ عثمان بویابادی'' نے سن 484 ہجری میں وصال فرمایا۔

''شیخ ابوحنیفہ بویابادی'' خود ''شیخ علی بن عبداللہ بن احمد نیشاپوری المعروف ابن ابی طیب'' کے شاگرد تھے جنہیں اہلِ علم ''امام، زاہد اور مفسر'' جیسے اوصاف سے یاد کرتے ہیں۔ اسی طرح ''شیخ ابوحنیفہ بویابادی'' کے تلامذہ میں آپ کے صاحبزادے ''شیخ علی بن ابی حنیفہ عثمان'' کے ساتھ ساتھ کئی قابل اور منجھے ہوئے علماء کی تعداد شامل ہے۔

(تاریخ بیھق لابن فندمۃ صفحہ 348، 450)

﴿19﴾: ''ابوحنیفہ بیرونی''

ان کا پورا نام: ''ابوعنیفہ نعمان البیرونی'' ہے۔

میری نظروں سے آپ کا تعارف نہیں گزرا البتہ علامہ تقی الدین حنبلی نے ''المنتخب'' میں آپ کے پوتے ''ابوالقاسم عبد الصمد بن منصور بن ابی حنیفہ نعمان البیرونی'' کا تعارف لکھا ہے، کہ انہوں نے ''ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ہیصم'' کی صحبت اختیار کی اور اصول میں مہارت حاصل کی، شیخ ابوالقاسم ایک نامور صوفی اور صالح بزرگ ہوئے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ: ''شیخ ابوالقاسم عبد الصمد بن منصور'' کے ہم نام ایک اور بزرگ ''شیخ ابوالقاسم عبد الصمد بن منصور بن حسن (بعض نے ''حسین'' کہا) ابن بابک محمد بن عبدالملک مقریٔ بغدادی'' ہوئے ہیں جو ایک شاعر تھے اور ''ابن بابک'' کے لقب سے جانے جاتے ہیں، نیز ''ابن بابک'' نے سن 410 ہجری میں وفات پائی اس لئے

''ابن بابک'' کا زمانہ شیخ ابوالقاسم البیرونی سے پہلے ان کے دادا ''ابوحنیفہ نعمان البیرونی'' کا زمانہ ہے، کیونکہ ان کا انتقال بھی تقریباً سن 410 ہجری میں ہی ہوا ہے، اور ''البیرونی'' کی نسبت ''خوارزم'' کے اردگرد واقع چھوٹی سی بستیاں ہیں جنہیں اہلِ خوارزم شہر سے باہر ہونے کی وجہ سے ''بیرونی'' کہا کرتے تھے۔

(المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ نیسابور جلد 1 صفحہ 383 رقم 1160)

فصل:

﴿رقم التاء﴾

﴿20﴾ ''ابوحنیفہ تغلبی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ شمس الدین محمد بن عثمان بن حمدان تغلبی'' ہے۔
''تغلبی'': تاء کی زبر، غین کو سکون اور لام کی زیر کے ساتھ ہے، یہ نسبت معروف عرب قبیلے ''بنو تغلب بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان'' سے ہے۔

بعض علماء نے آپ کے لئے ''تغلبی'' کی بجائے ''ثعلبی'' نسبت رقم کی ہے، آپ کا لقب ''ابن البیاعہ'' ہے، آپ اپنے زمانے کے معروف شاعر تھے۔

بادشاہ ''امیر علم الدین دوادار'' کی آپ نے بہت ثناء کی ہے، بادشاہوں کی ہی خدمت میں شعر کہتے زندگی گزر گئی، خوب رقیق القلب تھے، 11 ربیع الاول سن 713 ہجری میں وفات پائی۔

علامہ صلاح الدین صفدی نے اپنی دونوں کتابوں ''الوافی بالوفیات'' اور ''اعیان العصر'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(الوافی بالوفیات جلد 1 صفحہ 129 باب الالقاب)

(اعیان العصر واعوان النصر جلد 4 صفحہ 570)

﴿21﴾ ''ابوحنیفہ تیمی''

ان کا نام ونسب اور مزید حالات واقعات مجھے نہیں مل سکے البتہ یہ تابعی ہیں اور ان کا تعلق کوفہ سے تھا، انہی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے صحابیء رسول صلی اللہ علیہ وسلم جناب جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شرکت کی تھی جن کا وصال سن 58 یا 59 ہجری میں ہوا، چنانچہ ابوحنیفہ تیمی خود کہتے ہیں کہ: میں مدینہ منورہ میں تھا کہ میں نے ایک جنازہ دیکھا، میں نے لوگوں سے پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ

جناب جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ میں نے ایک اور جنازہ بھی پڑھا جو صحابیءِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جناب رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا تھا، جن کا وصال سن 73 یا 74 ہجری میں ہوا۔

اسی جنازے میں جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے، چنانچہ ابوحنیفہ تمیمی نے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات بھی کی ہے اور روایات بھی لی ہیں، چنانچہ آپ کی ایک حدیث ''محدّث ابوعوانہ'' نے مغیرہ بن مقسم سے سن کر اپنی مسند میں درج کی ہے۔

بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ: یہ مجہول ہیں اس لئے حجت نہیں ہیں، لیکن علامہ ابن حبان نے انہیں اپنی ''کتاب الثقات'' میں ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان کے نزدیک ثقہ اور حجت ہیں۔

میں نے انہیں ان کے شاگرد ''ابومعشر زیاد بن کلیب تمیمی کوفی تابعی'' کی نسبت سے ''تمیمی'' لکھا ہے تاکہ آگے آنے والے ''ابوحنیفہ کوفی'' سے قاری کو شبہ نہ پڑے۔

یہ ابوحنیفہ ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بچپن اور جوانی کے زمانے میں ہوگزرے ہیں، چنانچہ یہ ابوحنیفہ سن 110 ہجری میں موجود تھے اور اسی سال کے قریب ہی ان کی وفات ہوئی ہے۔

(لسان المیزان جلد 7 صفحہ 37 رقم 367)

(المغنی فی الضعفاء جلد 2 صفحہ 781 رقم 7421)

(المقتنی فی سرد الکنی جلد 1 صفحہ 205 رقم 1830)

(فتح الباب فی الکنی والالقاب جلد 1 صفحہ 277 رقم 2373)

(کتاب الثقات جلد 3 صفحہ 157 رقم 4696)

(التاریخ الکبیر جلد 8 صفحہ 337 رقم 13192)

(التاریخ الاوسط جلد 1 صفحہ 105 رقم 436)

(تھذیب التھذیب جلد 2 صفحہ 524 رقم 2457 ترجمۃ زیاد بن کلیب)

(میزان الاعتدال للذھبی جلد 8 صفحہ 359 رقم 10141)

﴿22﴾ ''ابوحنیفہ تیمی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ عتیک بن زوطرہ بن زوطی تیمی کوفی'' ہے۔

ان کا تعلق کوفہ سے ہے اور یہ ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہمزمانہ ہوئے ہیں، اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی ہی وجہ سے اپنا نام ''عتیک'' سے بدل کر ''نعمان'' اور اپنے والد کا نام ''زوطرہ'' سے بدل کر ''ثابت'' رکھ لیا اور خود کو ''ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی تیمی'' کہنا اور کہلانا شروع کر دیا، جیسا کہ خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں روایتاً نقل کیا ہے کہ: ''قال ابوجعفر: کان ابوحنیفۃ اسمہ عتیک بن زوطرۃ، فسمی نفسہ النعمان واباہ ثابتا'' یعنی امام ابوجعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''عتیک بن زوطرہ'' نامی ابوحنیفہ نے خود کا نام ''نعمان'' اور اپنے والد کا نام ''ثابت'' رکھ لیا تھا۔

(تاریخ بغداد جلد 13 صفحہ 326)

یہ حضرت اپنے اصلی نام ''عتیک بن زوطرہ'' کی بجائے اپنے جعلی نام ''ابوحنیفہ نعمان بن ثابت'' سے اس قدر مشہور ہوئے کہ مؤرخین کے لئے ان کا اصلی نام مستور ہو گیا جس کا پردہ چاک کرنے کی اہلِ علم نے بھی شاید کبھی ضرورت ہی نہیں سمجھی اور فقط اس کے اپنائے ہوئے جعلی نام کی وجہ سے مؤرخین اور اصحابِ رجال بھی ایسا دھوکہ کھا گئے کہ کچھ باتیں جو جعلی ''نعمان بن ثابت'' سے منسوب تھیں انہیں بے دریغ ہمارے حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ سے منسوب کر کے آپ رضی اللہ عنہ ہی کے تذکرہ میں درج کر ڈالا، اور ایک جلیل القدر امام پر طوعاً و کرہاً طعن و تشنیع کا دروازہ کھول دیا۔

ایسی کئی قسم کی باتوں میں سے ایک ''قبیلہ بنو تیم اللہ بن ثعلبہ'' سے غلامی کی نسبت بھی ہے، چنانچہ سابق میں جناب حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نسب کی آزادی کے سلسلے میں ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ قبیلہ ''بنو تیم اللہ'' سے غلامی کی نسبت آپ رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح نہیں بلکہ میرے نزدیک یہ ''تیمی'' نسبت ''عتیک بن زوطرہ'' نامی ابوحنیفہ سے منسوب ہے جس نے خود کا نام بدل کر ''نعمان بن ثابت'' رکھ لیا اور بس۔

میں یہ نہیں جانتا کہ ''عتیک بن زوطرہ'' نے خود کے لئے ''ابوحنیفہ نعمان بن ثابت'' نام کو کیوں چنا؟ شاید اس کی وجہ ہمارے حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نیک نامی اور علمی و دینی شہرت ہو جس سے متأثر ہو کر خود کے لئے بھی وہی نام اپنا لیا ہو، یا شاید دادا ''زوطی'' کا نام حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دادا ''زوطی'' کے ہمنام ہونے کی وجہ سے ''عتیک'' نے اپنا اور اپنے والد کا نام بدل دیا ہو۔

یا شاید ایسا اتفاقاً ہوا ہو یا پھر شاید کوئی اور وجہ ہو، البتہ جو بھی ہو، ماننا پڑے گا کہ اس کی وجہ سے ہمارے حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا تشخص بے حد متأثر ہوا، نتیجتاً بہت سی بے تکی باتیں آپ رضی اللہ عنہ سے منسوب کر دی گئیں جنہیں بالخصوص حاسدوں اور جاہلوں نے بہت ہوا دی۔

اسی جعلی ''ابوحنیفہ نعمان بن ثابت'' کی وجہ سے قرآن و سنت کی مخالفت میں قیاس آرائی کرنے کا الزام ''ہمارے حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ'' کے سر پر تھوپ دیا گیا، حتی کہ امام باقر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں جب ''امام صاحب رضی اللہ عنہ'' مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا: کیا تم ہی وہ ابوحنیفہ ہو جو قرآن و سنت کی مخالفت میں قیاس آرائی کرتا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے اس ناکردہ فعل سے برائت کا اظہار کیا اور دلائل دے کر ثابت کر دیا کہ میں

قرآن وسنت کو ہی مقدم رکھتا ہوں اور قیاس وہیں کرتا ہوں جس مسئلہ میں کتاب وسنت اور کسی صحابی کا قول نہ ملے، دلائل اور صفائی سے متاثر ہوکر امام باقر رضی اللہ عنہ نے آپ کو گلے سے لگالیا اور پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ اس الزام کی نسبت تمہاری طرف کرتے ہیں وہ تم سے حاسد اور حقیقت سے جاہل ہیں۔

(مناقب الامام الاعظم للموفق جلد 1 صفحہ 168)

(مناقب الامام الاعظم للکردری جلد 1 صفحہ 208)

شاید یہی وجہ ہے کہ حجاز مقدس کے لوگوں کو اس حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے خود امام ابوجعفر یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمادیا: کہ ''عتیک بن زوطرہ'' نامی ایک شخص نے اپنا نام بدل کر ''نعمان بن ثابت'' رکھ لیا ہے۔

(تاریخ بغداد جلد 13 صفحہ 326)

نیز اسی جعلی ''ابوحنیفہ نعمان بن ثابت'' پر اسی دور کے دیگر علماء نے بھی جرح کی چنانچہ بعض علماء نے ''ضعیف'' کہا، بعض نے کہا کہ ''یہ کوفہ کا رہنے والا تھا مگر حدیث میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا''، بعض نے کہا: ''یہ رائے زنی کرنے والا اور حدیث کے الفاظ میں ہیر پھیر کرنے والا تھا''، بعض نے کہا: ''اس کے پاس کوئی بھی صحیح حدیث نہیں''، بعض نے کہا: ''یہ جہمی تھا''، بعض نے ''مجہول'' کہا، وغیرہ وغیرہ۔

میں یہاں اسے مزید آسان اور جامع، مانع طور پر سمجھانے کے لئے اقوالِ جرح میں سے صرف ایک قول یہاں پیش کرکے وضاحت کرتا ہوں مثلاً! جناب مؤمل بن اسماعیل کہتے ہیں کہ: جناب سفیان ثوری خانہ کعبہ کا طواف کررہے تھے جب وہ حجرِ اسود کے پاس پہنچے تو ان سے ''ابوحنیفہ'' کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمانے لگے: ''غیر ثقہ اور ناقابلِ بھروسہ ہے، غیر ثقہ اور ناقابلِ بھروسہ ہے'' یہی فرماتے رہے حتی کہ حجرِ اسود کے پاس سے طواف کرتے ہوئے گزر گئے۔

حالانکہ یہی سفیان ثوری ہیں جنہوں نے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی یوں فضیلت بیان فرمائی کہ: لوگ جناب امام ابوحنیفہ کے علم سے جلتے ہیں۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه54)

☆۔اسی طرح جناب سفیان ثوری سے جناب عبداللہ بن مبارک نے کہا: اے ابوعبداللہ! کیا وجہ ہے کہ ہم نے کبھی بھی جناب امام ابوحنیفہ کو اپنے دشمنوں کی غیبت کرتے نہیں دیکھا؟ تو فرمایا: اللہ کی قسم! وہ اس سے کہیں زیادہ عقلمند ہیں کہ اپنی نیکیاں ایسے کاموں میں برباد کردیں۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه31)

(تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد13 صفحه361)

☆۔نیز جناب وکیع فرماتے ہیں کہ: جب سفیان ثوری کے پاس علماء اکٹھے ہوتے تو پھر تو وہ بس سفیان ثوری کا ہی کلام سنتے کسی میں ان کے سامنے کلام کرنے کی ہمت نہ ہوتی، لیکن جب جناب سفیان ثوری جناب امام ابوحنیفہ کے سامنے ہوتے تو پھر خود خاموش ہو کر حضور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا کلام ہی سنتے۔

(اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری صفحه17)

☆۔جناب عبید اللہ کوفی کہتے ہیں کہ: ایک دن جناب امام صاحب مسجد میں درس دینے کے لئے تشریف فرما تھے کہ جناب سفیان ثوری اپنا سر اور منہ چھپا کر لوگوں کے ایک جانب کھڑے ہو گئے اور مسائل کا سماع کرنے لگے کسی کو بھی ان کے آنے کی خبر نہ ہوئی لیکن جناب امام اعظم ابوحنیفہ کوئی حدیث سنانے لگے تو ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ہمیں اس شخص کے والد جناب سعید ثوری نے خبر دی، چنانچہ جناب سفیان وہاں سے چلے گئے اور جب تک وہ مجلس رہی پھر نہیں لوٹے۔

(الجواهر المضیه لابی الوفاء القرشی صفحه220)

☆۔محمد بن بشر کہتے ہیں کہ: میں کبھی جناب سفیان ثوری کے پاس علم سیکھنے کے

لئے حاضر ہوتا اور کبھی جناب امام ابوحنیفہ کے پاس، تو ایک دن جب میں جناب امام ابوحنیفہ کی بارگاہ میں گیا تو مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو؟ تو میں نے عرض کیا: جناب سفیان ثوری کے پاس سے، تو فرمانے لگے: آج اگر علقمہ اور اسود جیسے فقہاء بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی سفیان ثوری جیسے علمی شخص کے محتاج ہوتے، پھر جب میں جناب سفیان ثوری کے پاس حاضر ہوا تو وہ بھی مجھ سے پوچھنے لگے کہ کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کیا: جناب امام ابوحنیفہ کے پاس سے، تو فرمانے لگے: تم جس کے پاس سے آئے ہو اس سے بڑھ کر روئے زمین پر آج کوئی فقیہ نہیں۔

(تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد13 صفحہ344)

☆۔ جناب ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ: جناب سفیان ثوری کے بھائی جناب عمر بن سعید ثوری کا وصال ہوگیا تو ہم ان کے پاس تعزیت کرنے آئے، تو ہم نے وہاں لوگوں کی خوب بھرمار دیکھی جس میں جناب عبداللہ بن ادریس بھی تھے، اچانک وہاں جناب امام ابوحنیفہ اپنے چند شاگردوں کے ہمراہ تشریف لے آئے، تو ہم نے دیکھا کہ جناب سفیان ثوری اپنی جگہ سے اٹھے، جناب امام ابوحنیفہ سے معانقہ کیا، انہیں اپنی جگہ پر بٹھا کر خود ان کے سامنے بیٹھ گئے، مجھے بڑا غصہ آیا، جناب عبد اللہ بن ادریس بھی یہ دیکھ کر مجھ سے بولے: ہائے ہائے! کیا تم دیکھ رہے ہو؟ چنانچہ ہم لوگوں کے اٹھ کر چلے جانے تک بیٹھے رہے، تو میں نے جناب عبداللہ بن ادریس سے کہا: ابھی نہ جانا جب تک ہم جناب سفیان سے ان کے اس فعل کی وجہ معلوم نہ کرلیں، چنانچہ میں آگے بڑھا اور میں نے جناب سفیان ثوری سے پوچھا: اے ابوعبداللہ! آج آپ نے ایک ایسا کام کیا ہے جو مجھے اور میرے ساتھیوں کو اچھا نہیں لگا، فرمایا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: آپ کے پاس "ابوحنیفہ" آئے، تو آپ ان کے لئے اٹھے اور انہیں اپنی مسند پر بٹھا دیا جسے ہم نے بالکل واضح دیکھا، اور یہی بات میرے ساتھیوں کو بری

لگی، فرمایا: تمہیں یہ بات کیوں بری لگی؟، حالانکہ جناب امام ابوحنیفہ وہ شخصیت ہیں جن کا علم میں ایک خاص مقام ہے، اگر میں ان کے علم کے ادب کے لئے نہ اٹھتا تو ان کے بڑھاپے کی وجہ سے ضرور اٹھتا اور اگر میں ان کے بڑھاپے کے ادب کے لئے بھی نہ اٹھتا تو میں ان کی فقہی قابلیت کے ادب کے لئے اٹھتا اور اگر میں ان کی فقہ کے لئے بھی نہ اٹھتا تو کم از کم ان کے تقوے کا لحاظ کر کے ادباً کھڑا ہو جاتا، اب اس میں برا منانے کی تمہارے پاس کیا وجہ ہے؟ چنانچہ ان کے اس جواب نے مجھے شرمندہ کر دیا کیونکہ میرے کوئی جواب ہی نہیں تھا۔

(تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد 13 صفحہ 341)

☆۔ جناب امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ: جناب سفیان ثوری مجھ سے بھی زیادہ جناب امام ابوحنیفہ کی پیروی کیا کرتے تھے۔

(عقود الجمان فی مناقب النعمان صفحہ 157)

☆۔ جناب بشار بن قیراط فرماتے ہیں کہ: ''میں نے جناب امام ابوحنیفہ اور جناب سفیان ثوری کے ساتھ حج کیا، چنانچہ یہ دونوں بزرگ حضرات راستے میں جس شہر یا علاقے میں بھی قیام کرتے وہاں کے لوگ ''عراقی فقیہ، عراقی فقیہ'' کہتے ہوئے جمع ہو کر مسائل پوچھنے لگ جاتے، دورانِ سفر جناب سفیان ثوری احتراماً جناب امام ابوحنیفہ کے پیچھے پیچھے چلتے اور جب کبھی جناب سفیان سے کوئی شخص مسئلہ پوچھتا تو آپ جناب امام ابوحنیفہ کی موجودگی میں جواب نہیں دیا کرتے تھے''۔

(عقود الجمان فی مناقب النعمان صفحہ 156)

☆۔ جناب یحیٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ: کیا جناب سفیان ثوری نے جناب امام ابوحنیفہ سے روایات لی ہیں؟ فرمایا: ہاں! کیونکہ جناب امام ابوحنیفہ علم حدیث اور علم فقہ میں ثقہ اور سچے تھے اور اللہ کے دین کے محافظ تھے۔

(عقود الجمان فی مناقب النعمان صفحہ 164)

ذراانصاف کیجیے!

کیا یہاں حیرت نہیں ہوئی کہ ایک ہی شخص جس دوسرے شخص کے غیر ثقہ اور ناقابلِ بھروسہ ہونے پر حرمِ مقدس میں فتویٰ دے رہا ہے، وہی شخص اسی شخص کے اعترافِ علم وعظمت میں لوگوں کوان کا حاسد قرار دے رہاہےاوراللہ پاک کے پاک نام کی قسم کھا کرانکی عقلمندی کی گواہی دے رہاہے،اورتواورخوداسکی علمی مجلس میں جاکر اکتسابِ فیض کرتا ہےاورانہیں ان کی پشت پیچھے روئے زمین کا سب سے بڑافقیہ کہتا ہے؟اوران کےادب کے لئے کھڑے ہوکراپنی مسند چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ انہیں اپنی جگہ پر بٹھاکرخودان کے سامنے ادب واحترام سے بیٹھ جاتا ہے،اور جوان کے احترام کالحاظ کرکےان کے آگے نہ چلےاوران کی موجودگی میں ان کی جلالتِ علمی کی وجہ سے کسی مسئلہ کا جواب تک نہ دے،حتی کہ ان سے روایت لے کرشاگردوں میں شامل ہوجائے،توپھرسوچنے کی بات ہے کہ جناب سفیان ثوری رضی اللہ عنہ جیسی عظیم ہستی (جن پرامام بخاری بھرپوراعتمادکرکےاپنی صحیح بخاری میں ان کی روایات کودرج کریں) سے ایک ہی شخص کے بارے میں یہ دورائے کس طرح ممکن ہوسکتی ہیں،کیا حرمِ پاک میں انہوں نے غیبت سے کام لیایاشیعوں کی طرح تقیہ سے کام لیتے ہوئے اب جھوٹی تعریفیں اوراداکاری کررہے ہیں؟"لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ"!

واللّٰہ!جناب سفیان ثوری نے نہ توغیبت کی اورنہ ہی جھوٹ بولا بلکہ جس کے غیر ثقہ اورناقابلِ بھروسہ ہونے پرفتویٰ دیاوہ بلاشبہ وہی جعلی ہم نام تھااورجس کی عظمت کےاعتراف میں تعریفوں کے پُل باندھےاورجس کی علمی قابلیت کے سامنے سراپائے ادب بن کرایک طالبعلم کی طرح دبے لچے رہے وہ بلاشبہ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں کوئی اورنہیں۔

(ایسی متعددمثالیں دی جاسکتی ہیں،لیکن طوالت کے خوف سے اسی پراکتفاء

ہے)

میں کہتا ہوں کہ: یہی وجہ ہے کہ جو حضرات حقیقت سے بے خبر رہے اور غلط فہمی یا دھوکے کا شکار ہو گئے انہیں ساری زندگی اسی تعجب نے گھیرے رکھا کہ: آخر ایک ہی شخص کے بارے میں ایک ہی عالم کی دو رائے کیوں ہیں؟ اسی کشمکش میں کسی نے تعدیل کو قبول کر کے اقوالِ جرح کی حقیقت کو نظر انداز کر دیا اور کسی نے اقوالِ جرح کو قبول کر کے اقوالِ تعدیل کو ہوا اور خیر باد کہہ دیا، لیکن غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی، کہ حقیقت کیا ہے؟

یہاں تک کہ خود خطیب بغدادی جیسے زبردست مؤرخ بھی تاریخ بغداد میں بے حد پریشان دکھائی دیتے ہیں چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:

''ہم نے ''جناب ایوب سختیانی، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور ابوبکر بن عیاش'' اور دیگر کبار ائمہ کی جانب سے متعدد ایسی خبریں بیان کر دیں ہیں جو جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کی مدح اور ثناء پر مشتمل ہیں، لیکن حیرت ہے کہ انہی کبار ائمہ سے ہی امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں مخالف اقوال بھی منقول ہیں، جن میں سے کچھ تو بے حد شنیع کلمات پر مشتمل ہیں، کچھ کا تعلق تو اصولیات دین سے ہے اور کچھ کا فروعیات سے ہے، اب ہم انہیں بیان کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان حضرات سے معذرت چاہتے ہیں جو انہیں پڑھ کر برا محسوس کریں کیونکہ ہمارے نزدیک بھی جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) ایک ایسے جلیل القدر بزرگ ہیں، جن کا شمار دوسرے علماء میں ایک بہترین عملی و علمی نمونہ کی حیثیت سے ہوتا ہے، لہٰذا اب ہم اُنکے بارے میں لوگوں کی مختلف باتیں اور اقوال نقل کر رہے ہیں''۔

(تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد13 صفحہ365،366)

پھر اسی صفحہ پر کچھ آگے چل کر خطیب بغدادی نے تقریباً 35 بڑے بڑے اہلِ

علم حضرات کے نام گنوائے جن سے جناب حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے رد میں اقوال نقل کیۓ گئے ہیں، جن میں سابقہ چند حضرات کے ساتھ ساتھ حیرت انگیز حد تک ''جناب امام مالک'' کا نام بھی موجود ہے جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عظمت کے بارے میں کچھ یوں کہا تھا کہ یہ عراق کے امام جناب ابوحنیفہ ہیں ان کی علمی قابلیت اس بلا کی ہے کہ اگر یہ اس لکڑی کے ستون کو اپنے دلائل سے سونے کا قرار دے دیں تو ان کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

پھر طُرفہ یہ کہ اس لسٹ میں جناب وکیع اور جناب عبداللہ بن مبارک کے نام بھی ہیں جو خود حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بلاواسطہ شاگرد ہیں اور دوسری روایات میں خود ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، کیا کوئی شخص اپنے ہی استاذ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنائے گا؟ بالخصوص جب وہ استاذ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صورت میں ہو؟ ہرگز نہیں! بلکہ ان حضرات نے جس ابوحنیفہ کے بارے میں جرح کی ہے واللہ! وہ ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ وہ دوسرا ''ابوحنیفہ'' ہے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ فقط نام ایک ہونے سے بعض دھوکہ کھانے والوں نے انجانے میں اور حاسدین نے جان بوجھ کر ان تمام جرحوں کو حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کی جانب منسوب کر دیا، جو کہ غلط فہمی یا بری سوچ کا نتیجہ ہے۔

اور وہ جو بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ امام بخاری وغیرہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مجروح ہونے کی وجہ سے ہی ان کی کوئی حدیث اپنی کتاب صحیح بخاری میں روایتاً نقل نہیں کی!

تو میں کہتا ہوں: کہ اب جانے بھی دو کیا تمہیں عقل نہیں؟ ذرا سا غور و فکر سے کام لے کر تو دیکھو! اگر اسی جعلی ہم نام کی وجہ سے اسی زمانے میں غلط فہمی دور دور تک اس

طرح پھیل چکی تھی کہ حضور سیّدنا امام باقر رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت کو بھی اس کا اثر پہنچا جہاں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی صفائی دینا پڑی، تو پھر ذرا سوچیئے! کہ یہ غلط فہمیاں امام بخاری اور دیگر علمی شخصیات کے زمانے تک کس قدر پھیل چکی ہونگی، چنانچہ ان حضرات کا حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت کی روایات کو نہ لینے کی وجہ مجھے تو بس یہی غلط فہمی نظر آتی ہے اور یہ میرا ان ائمہ سے حسنِ ظن کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے، ورنہ اگر ان حضرات نے حقیقت سے آشنا ہو کر جان بوجھ کر حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر ہستی سے بے گانگی برتی ہوتی تو یقین مانیے! یہ ائمہ حضرات آج ہم احناف کے لئے بھی اس قدر بھروسے اور اعتماد کے لائق نہ ہوتے جو آج ہیں۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کی ذات پاک، بے نیاز اور عزتیں دینے والی ہے! بلاشبہ یہ وہ حقیقت اور تطبیق ہے جس نے اس سلسلے کے بحمدہ تعالیٰ آج تک کے تمام شبہات دور کردیئے جس نے بڑے بڑے اہلِ علم کو الجھن میں ڈالے رکھا، مالک الملک عزوجل سے اس کی بے مثال جزاء کا طلب گار ہوں اور دعاء ہے کہ وحدہ لاشریک ہمارے پیارے امام حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے درجات و برکات میں اضافہ فرمائے! اور ہم سیاہ کاروں کو قیامت کے دن بطفیلِ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کی برکات سے بھی وافر حصہ عطاء فرمائے! (آمین)

بہرحال ابوحنیفہ عتیک بن زوطرہ تیمی کا انتقال میرے اندازے کے مطابق ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے سنِ وصال سے ایک سال بعد یعنی سن 151 ہجری میں ہوا۔ واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فصل:

رقم الثاء

﴿23﴾ ''ابوحنیفہ ثالث''

ان کا پورا نام: ''ابوالحسین محمد بن عثمان ثعالبی'' ہے۔

''ثعالبی'': ثاء کی زبر کے ساتھ ہے، یہ نسبت لومڑی کی کھال سے پوستین تیار کرنے والے کاروبار سے ہے جسے عربی میں ''ثعالب'' کہا جاتا ہے۔

آپ ''ابوحنیفہ ثالث'' کے لقب سے مشہور ہوئے، ان کا بقیہ تذکرہ مجھے نہیں مل سکا البتہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ''نزہۃ الالباب'' میں صرف اتنا ہی ذکر کیا ہے کہ:

''ان کا لقب ''ابوحنیفۃ ثالث'' ہے اور کنیت: ''ابوالحسین'' ہے، یہ اپنے بچپن میں اپنے سر پر اہلِ علم کی طرح کی ٹوپیاں پہن کر بزرگانِ دین سے مشابہت اپنایا کرتے تھے، بس اسی وجہ سے ان کو بچپن ہی سے ''ابوحنیفہ'' کہا جانے لگا''۔

جو کہ بعد میں اپنے علم وکمال کی بدولت ''ابوحنیفہ ثالث'' سے ملقب ہوئے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ: یہ ''ابوحنیفہ'' 400 ہجری کے وسط یعنی سن 350 ہجری میں موجود تھے۔

(نزهة الالباب فی الالقاب جلد2 صفحه258 رقم2992)

﴿24﴾ ''ابوحنیفہ ثانی''

ان کا پورا نام: ''شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن محمد بن بکر بن نجیم حنفی مصری'' ہے۔

یہ ''ابن نجیم'' کے لقب سے مشہور ہیں، بڑے جلیل القدر ''امام اور فقیہ تھے، علومِ شرعیہ میں آپ کو کمال کا تبحر حاصل تھا، غریب ونادر مسائل کو حل کرنے میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا، آپ کی جلالتِ علمی کو دیکھ کر اہلِ علم نے آپ کو ''ابوحنیفہ ثانی'' سے ملقب کیا

ہے جیسا کہ ''الوفیات والاحداث ''میں لکھا ہے۔

آپ کی مشہور و معروف اور قابلِ قدر تصانیف میں ''البحر الرائق شرح کنز الدقائق''، "الاشباه والنظائر"، "فتاویٰ زینبیه" اور "رسائلِ زینبیه" بالخصوص شامل ہیں

آپ کا سنِ وفات سن 970 ہجری بیان کیا جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ: ''ابن نجیم'' کے لقب سے ایک اور شخصیت مشہور ہوئے ہیں، اور وہ ہمارے ممدوح ''شیخ زین الدین ابوحنیفہ ثانی'' کے ہی چھوٹے بھائی ہیں جن کا نام ''امام سراج الدین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن بکر بن نجیم حنفی مصری'' ہے، اور یہ ''النهر الفائق شرح كنز الدقائق"اور"اجابة السائل باختصار انفع الوسائل'' کے مصنف ہیں، انہوں نے اپنے بڑے بھائی اور ہمارے ممدوح ''جناب امام زین الدین ابن نجیم ابوحنیفہ ثانی'' سے ہی علم حاصل کیا ہے۔

آپ نے کئی شادیاں کیں جن میں سے ایک بیوی نے آپ کو زہر دیدیا اور شیخ سراج الدین ابن نجیم نے منگل کے دن 6 ربیع الاول سن 1005 ہجری میں اسی زہر کے اثر سے انتقال فرمایا اور اپنے بڑے بھائی کے پاس جناب سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کے مزار شریف کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (انا لله وانا اليه راجعون)

(الوفیات والاحداث جلد 1 صفحہ 177)

(طرب الاماثل بتراجم الافاضل رقم 246)

(الاعلام للزرکلی جلد 3 صفحہ 64، جلد 5 صفحہ 39)

﴿25﴾ ''ابوحنیفہ ثمانی''

ان کا پورا نام مجھے معلوم نہیں ہوسکا۔

البتہ یہ معروف محدث ''ابوسمرۃ ثابت'' کے والد ہیں، امام بدرالدین عینی نے

''مغانی الاخیار'' میں ''عبدالملک بن ابی سلیمان بن میسرہ عزرمی کوفی'' کے اساتذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اور ''ابویقظان عثمان بن عمیر بجلی کوفی اعمیٰ تابعی'' کے شاگردوں کا ذکر کرتے ہوئے ''ابوسمرہ ثابت بن ابی حنیفه الثمانی '' لکھا ہے۔

(مغانی الاخیار فی شرح اسامی رجال معانی الآثار جلد 2صفحہ249 رقم 1631)و(جلد2 صفحہ309رقم1766)

چنانچہ میں کہتا ہوں: ہوسکتا ہے کہ: یہ کتابت کی غلطی ہو جس سے ''ابوحمزہ ثابت بن ابی صفیہ ثمالی'' کا نام ''ابوسمرہ ثابت بن ابی حنیفہ ثمانی'' ہوگیا ہو، کیونکہ ''ابوحمزہ ثابت بن ابی صفیہ'' کا شمار بھی علماء نے ''ابویقظان کوفی'' کے شاگردوں میں کیا ہے۔

لیکن یہ احتمال درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ خود امام بدر الدین عینی نے ان دونوں کا فرداً فرداً ذکر کیا ہے اور ''ابویقظان کوفی'' کے تلامذہ میں دونوں کا ہی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''روی عنه ابوحمزة الثمالی، وثابت بن ابی حنیفة وحجاج بن أرطأة وسفیان الثوری...... الخ۔ ''یعنی ان سے ابوحمزہ ثمالی اور ثابت بن ابی حنیفہ اور حجاج بن ارطأۃ اور سفیان ثوری نے روایات لی ہیں۔

اس عبارت کی صراحت سے معلوم ہوگیا کہ یہ کتابت کی غلطی نہیں بلکہ خود امام بدرالدین عینی کے نزدیک بھی یہ دو الگ الگ شخصیتیں تھیں۔

نیز اگر یہ اشکال پیش کیا جائے کہ ''ابوحمزہ ثابت بن ابی صفیہ'' کے نام کے ساتھ بعض علماء نے ''الثمالی'' کی بجائے ''الثمانی'' کہا ہے جس سے اس احتمال کو تقویت ملتی ہے کہ شاید یہ دونوں ایک ہی شخصیت تھے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ احتمال میں دونوں طرفیں برابر ہوتی ہیں بغیر کسی دلیل کے ایک طرف کا تعین نہیں ہوسکتا، لہٰذا اگر ''ثمالی اور ثمانی'' لفظ سے دونوں کے ایک شخص ہونے کا احتمال موجود ہے تو پھر یہ احتمال بھی قائم ہے یعنی ہوسکتا ہے کہ انہی بعض علماء نے غلط فہمی میں ''ابوسمرہ'' کی

نسبت ''ثمانی'' کو''ابوحمزہ'' سے منسوب کر دیا ہو یا اس کا عکس ہو۔

بہر حال امام بدر الدین عینی کی صراحت کے مطابق یہ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں، اسی وجہ سے ''ابوحنیفہ'' اور ''ابوصفیہ'' بھی ایک شخص نہیں بلکہ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

اسی لئے میں نے ان کا یہاں تذکرہ لکھا ہے، بہر حال ''ابوحنیفہ ثمانی'' سن 80 ہجری میں موجود تھے۔(واللّٰہ اعلم ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

فصل:

رقم الجیم

﴿26﴾ ''ابوحنیفہ جرجانی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ علی بن ابی نصر جرجانی'' ہے۔

ان کی کنیت ''ابوالحسن'' بیان کی جاتی ہے، اور ان کا لقب ''ابوحنیفہ'' قرار دیا گیا ہے، ان کے بارے میں اہلِ علم حضرات نے ''الامام، المفتی، الفقیہ'' جیسے اوصاف کا استعمال کیا ہے، آپ مذہبِ احناف کے ایک عظیم بزرگ ہیں۔

آپ نے جناب اصم کے تلامذہ اور بڑے بڑے قاضیوں سے حدیث کا سماع کیا۔

آپ کے تلامذہ میں ''امام کبیر محمد بن یحیٰ''، جیسی شخصیت بھی شامل ہیں، جنہوں نے آپ سے قدوری پڑھی۔

آپ کا وصال اتوار کے روز 19 صفر المظفر سن 487 ہجری ''جرجان'' میں ہوا۔

(الجواهر المضية صفحه 249 رقم 981)

(المنتخب من كتاب السياق لتاريخ نيسابور صفحه 429 رقم 1329)

﴿27﴾ ''ابوحنیفہ جمشادی''

ان کا پورا نام اور حالات مجھے معلوم نہیں ہو سکے۔

البتہ ان کے صاحبزادے ''شیخ ابومحمد حسن بن ابی حنیفہ جمشادی'' کا ذکر صاحب تدوین شیخ ابوالقاسم رافعی قزوینی نے ''التدوین'' میں کیا ہے، اور فرمایا:

شیخ حسن نے ''صحیفہء اہلِ بیت'' کا سماع ''شیخ اسماعیل بن احمد حسین بیہقی'' سے بلخ میں سن 506 ہجری میں روایتاً کیا تھا، جس کو شیخ اسماعیل اپنے والد سے، انہوں نے ابوالقاسم بن حبیب سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد بن عبداللہ سے، انہوں نے

ابوالقاسم طائی سے، انہوں نے اپنے والد سے، اور انہوں نے امام علی بن موسیٰ رضاء کاظم رضی اللہ عنہما سے روایتاً لیا تھا۔

نیز شیخ حسن نے بلخ میں ''شیخ ابوبکر محمد بن علی بن احمد انصاری بامیانی'' وغیرہ سے بھی سماع کیا تھا۔

چنانچہ شیخ حسن کے والد ''ابوحنیفہ جمشادی'' نے سن 500 ہجری کے آس پاس انتقال فرمایا۔ واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(التدوین فی اخبار قزوین جلد 2صفحہ408)

﴿28﴾ ''ابوحنیفہ جوزجانی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ عبد الرحمٰن محمد بن رباح بن یوسف جرجانی جوزجانی'' ہے۔

ان کی کنیت ''ابوعبداللہ'' اور لقب ''ابوحنیفہ'' قرار دیا گیا ہے، بعض نے ''محمد بن رباح'' کی بجائے ''محمد بن ریاح'' بھی لکھا ہے۔

آپ نے ''یحییٰ بن یحییٰ'' اور ''صالح بن عبداللہ ترمذی'' سے سماع کیا اور آپ سے ''احمد بن محمد بن عمر منکدری'' نے حدیث کا سماع کیا۔

علامہ سہمی نے اپنی سند کے ساتھ ''ابوحنیفہ محمد بن رباح بن یوسف جرجانی'' کی وساطت سے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اذا كانت الأمة تحت الرجل فطلقها تطليقتين ثم اشتراها لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره''

یعنی جب کوئی لونڈی کسی شخص کے نکاح میں ہو پھر اسے دو طلاقیں دے ڈالے، پھر اسے بعد میں خرید بھی لے تو وہ اس وقت تک اس کے لئے حلال نہیں ہوتی جب

تک کہ وہ لونڈی دوسرے کسی شخص سے نکاح نہ کر لے۔

بہر حال ''ابوحنیفہ جوزجانی'' سن 250 ہجری میں موجود تھے۔

(تاریخ جرجان للسهمی صفحه201رقم781)

(تراجم رجال الدارقطنی فی سننه جلد1صفحه392رقم990)

(نزهة الالباب فی الالقاب جلد2صفحه257رقم2991)

(فتح الباب فی الكنی والالقاب لابن مندة جلد1 صفحه502 رقم 4621)



فصل:

رقم الحاء

﴿29﴾ ''ابوحنیفہ حریمی''

ان کا نام مجھے معلوم نہیں ہوسکا البتہ یہ بزرگ محدثین ومؤرخین کے ہاں ''ابوحنیفہ بن قارص بغدادی حریمی'' سے معروف ہیں۔

اس کے باوجود ان کے حالات وواقعات پر مجھے اہلِ علم کے ہاں اس کے علاوہ کچھ خاص نہیں ملا کہ یہ ''ابن القارص'' کے لقب سے مشہور ہیں۔

نیز آپ کا ذکر آپ کی نسل سے تعلق رکھنے والے دو محدّث ''ابومحمد حسن مبارک'' (جو سن 589 ہجری میں فوت ہوئے) اور ''ابوعبداللہ حسین'' (جو سن 605 ہجری میں فوت ہوئے) کے آباء واجداد میں چوتھے نمبر پر کیا جاتا ہے۔

چنانچہ ''ابومحمد حسن مبارک'' اور ''ابوعبداللہ حسین'' کے والد کا نام ''ابونصر محمد سعید'' اور ان کے والد کا نام ''ابوعبداللہ حسین''، پھر ان کے والد کا نام ''ابوطاہر ہبۃ اللہ'' اور پھر ان کے والد ''ابوحنیفہ بن قارص بغدادی حریمی'' ہے۔

نیز ''ابومحمد حسن مبارک'' ''ابنِ ابی حنیفہ'' کے لقب سے اہلِ علم کے ہاں مشہور ہوئے، اور شیخ ابوالقاسم بن حصین سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے ''محمد بن مشق'' نے۔

اور ان کے بھائی ''ابوعبداللہ حسین'' زیادہ تر اہلِ علم کے ہاں ''ابن القارص'' کے لقب سے مشہور ہیں، انہوں نے ''شیخ ابوالقاسم بن حصین'' کے ساتھ ساتھ ''شیخ ابومنصور قزار، شیخ ابوعلی احمد بن احمد بن خراز'' سے سماع کیا ہے اور ان سے ''ابن نقطہ اور ضیاء مقدسی'' نے سماع کیا ہے، نیز ''شیخ ابوعبداللہ حسین'' نے تقریباً 90 سال کی عمر پائی ہے۔

بعض علماء نے کہا: کہ یہ دو بھائی نہیں بلکہ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ شیخ ابن نقطہ نے ان دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی کہا ہے اور اس کی وجہِ تصحیح

یہ ہے کہ: علامہ ابن نقطہ نے ان دونوں کا زمانہ پایا ہے اور ان میں سے ایک سے سماع بھی کیا ہے اس لئے ان کی بات دوسروں سے زیادہ معتبر ہے۔

علامہ ذہبی اپنی ''سیر اعلام النبلاء'' میں علامہ دبیثی کا قول نقل کرتے ہیں کہ: حافظ زینبی نے اپنے ذیل میں کہا: مجھے بتایا گیا ہے کہ ''ابو عبد اللہ حسین'' کہا کرتے تھے کہ وہ حضور سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ قول درست نہیں، کیونکہ یہ جس ابو حنیفہ کی اولاد میں سے ہیں وہ ''ابو حنیفہ ابن القارص حریمی'' ہیں نہ کہ حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ، جیسا کہ ابویت سے ظاہر ہے، یقیناً ان کا اشارہ ''ابو حنیفہ بن قارص حریمی'' کی طرف تھا، لیکن لوگوں کی زبانوں سے یہ قول نکلتا ہوا شیخ زینبی تک اس قدر بدل کر پہنچا کہ لفظ ''ابو حنیفہ'' کے ساتھ ''صاحب المذہب'' کی قید لگا دی گئی۔

نیز ابو عبد اللہ حسین کے سابقہ قول کی صحت پر اس وجہ سے بھی اعتماد نہیں ہوسکتا کہ اگر شیخ ابو عبد اللہ حسین کے آباء واجداد میں سے ہر ایک کی عمر 100،100 سال بھی مانی جائے تب بھی جس ابو حنیفہ کا ذکر ان کے نسب میں چوتھے نمبر پر ہے ان کا وصال سن 150 ہجری نہیں بنتا۔

نیز اس قول پر عدمِ اعتماد کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نہ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ''قارص'' تھا، اور نہ ہی ان کا ''ہبۃ اللہ'' نامی کوئی بیٹا تھا۔

لیکن اگر یہ کہا جائے کہ جس ''ابو حنیفہ حریمی'' کا ذکر ان کے نسب میں چوتھے نمبر پر تھا وہ حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے تو اس کا امکان اگرچہ موجود ہے مگر اس کے باوجود یہ نسبت محلِ نظر ہے۔

چنانچہ ''ابو حنیفہ حریمی'' سن 350 ہجری میں موجود تھے۔

واللّٰہ اعلم ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

(سیر اعلام النبلاء جلد16 صفحه16 رقم5403)
(تاریخ الاسلام جلد41 صفحه 250 رقم362)
(تاریخ الاسلام جلد41 صفحه233 رقم331)
(تاریخ بغداد جلد15 صفحه172 رقم623)
(الجواهر المضية صفحه547 رقم2926)
(الجواهر المضية صفحه143 رقم469)
(اكمال الاكمال لابن نقطة جلد3 صفحه12 رقم2696)
(اكمال الاكمال لابن نقطة جلد4 صفحه453 رقم4650)

﴿30﴾ "ابوحنیفہ حسینی"

ان کا پورا نام: "ابوحفص عمر بن فارس سراج کنانی قاہری حسینی حنفی" ہے۔
چنانچہ ان کے تعارف میں علامہ شمس الدین سخاوی "الضوء اللامع" میں یوں فرماتے ہیں کہ:

"آپ "قاری ہدایہ" سے معروف ہیں تاکہ آپ کے بارے میں دوسرے "شیخ سراج" سے کسی کو شبہ نہ پڑے، جو "شیخ برقوقیہ علامہ علاؤالدین احمد بن محمد سیرامی حنفی" سے قرائت سیکھنے میں آپ ہی کے رفیق تھے۔

آپ مصر کے شہر "قاہرہ" کے ایک محلے "حسینیہ" میں پیدا ہوئے، اہلِ علم کہتے ہیں کہ آپ اپنے ہی استاذ شیخ اکمل الدین کے پاس 16 مرتبہ جاکر حصولِ علم کی غرض سے رہے یہاں تک کہ علمی صلاحیتوں میں ان سے بھی بڑھ گئے، یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے۔

آپ قاہرہ میں ہی پروان چڑھے، اور حنفی مذہب کے مقلد ہوئے، اور اپنے زمانے کے بڑے بڑے ائمہ سے علم حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے یہاں تک کہ اپنے استاذ "علاؤالدین سیرامی" کے استاذ سے بھی آپ نے علم حاصل کیا، جن کی

صحبت میں رہ کر ایک دوبار نہیں بلکہ پورے تین مرتبہ ہدایہ پڑھی، ''علامہ اکمل الدین'' جیسے اکابر علماء کے پاس حصولِ علم کی غرض سے آپ بے حد ذوق وشوق سے جایا کرتے۔

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ: میں نے بعض ثقہ اہلِ علم کی تحریروں سے معلوم کیا کہ: شیخ ابوحفص نے ''شہاب الدین محمد بن خاص بن حیدرفقیہ'' سے بھی علم حاصل کیا، اور بعض ذرائع سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ: انہوں نے ''شیخ بدر بن خاص'' سے بھی علم حاصل کیا، بلکہ علامہ بلقینی کے پاس جاکر ان کی ''محاسن الاصلاح'' پڑھی، علامہ زین الدین عراقی کے پاس ان کی ''الفية الحديث'' اور اس کی شرح ''فتح المغيث'' کے ساتھ ساتھ دیگر کتب بھی پڑھیں، اسی طرح آپ نے علامہ ابن سید الناس کی کتاب ''السیرۃ'' کا علامہ فرسیسی سے سماع کیا بلکہ اسے باقاعدہ علامہ ابن الشیخہ کے پاس جاکر بھی پڑھا، اور علامہ بلقینی کے پاس پھر سے جاکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم پڑھیں، یہاں تک کہ جب حج کے ارادے سے مکہ گئے تو وہاں صحیح بخاری کو ایک اور استاذ علامہ تقی بن حاتم سے بھی پڑھا، نیز وہیں پر ''صحیح مسلم'' کو دو اور کتابوں ''الشاطبيه'' اور ''مختصر ابن حاجب اصلی'' سمیت ایک اور بزرگ علامہ جمال الدین اسیوطی کے پاس پڑھا، اور انہی دونوں بزرگوں کے پاس کافی دیر تک رہ کر حدیث واصول سمیت اور بھی علوم سیکھے، اپنی پوری زندگی مطالعہ اور علم سیکھنے، سکھانے میں ہی مشغول رہے، پرانے اور نامور شہروں میں گئے لیکن ہمیشہ لوگوں کے زیادہ میل ملاپ سے الگ تھلگ رہے، اور ساری جوانی تحصیلِ علم میں اس طرح گزار دی کہ اپنے کنوارے پن کا احساس تک نہ ہوا، پھر جب ''علامہ قاضی کمال ابن عدیم حنفی'' اس علاقے میں احناف کی جانب سے قاضی مقرر ہوئے، تو انہوں نے اپنے بیٹے ''ناصر الدین محمد'' کی تعلیم کے سلسلے میں آپ ہی سے التماس کی، جسے آپ نے قبول فرما کر

پڑھانا شروع کر دیا، علامہ کمال آپ سے بے حد محبت اور حسنِ سلوک کرتے تھے، اور آپ کی خوب مالی معاونت بھی کرتے رہتے تھے، مزید یہ کہ قاضی ابن العدیم نے آپ کو اپنے پاس بطور مہمان ٹھہرایا، حتی کہ علامہ کمال بن عدیم نے اصرار کر کے ''شیخ ابوحنیفہ حسینی'' سے اپنی بیٹی کا نکاح بھی کر دیا۔

آپ ''فقہ، اصولِ فقہ، عربی ادب ولغت، تفسیر'' اور اس طرح کے دیگر مطلوبِ زمانہ فنون میں ترقی کرتے گئے، یہاں تک کہ آپ کے زمانے میں ''سلطنتِ حنفیہ'' کی سرداری بلا مقابلہ آپ پر ہی بس تھی، لیکن افسوس کہ اس قدر قابلیت کے باوجود آپ تصنیفات یعنی کتابیں لکھنے کی طرف مائل نہیں ہوئے، افتاء وتدریس میں ہی مشغول رہے۔

آپ کے قابل اور ماہر ترین تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے جنہوں نے آپ سے کثرت سے اکتسابِ فیض کیا، حتی کہ آپ کے زمانے کے جید علماء نے بھی آپ سے بہت فائدہ لیا، آپ اپنے زمانے میں مذہبِ حنفی کے لئے ایسی حیثیت کے حامل تھے جیسے علامہ ابن ہمام اور علامہ اقصرانی وغیرہما۔

آپ کے علاقے کے خواص تو خواص عوام الناس میں بھی شاید ہی کوئی نوجوان ہوگا جو آپ سے اکتسابِ فیض کی دولت سے محروم رہا ہو، آپ کی جلالت وعظمت اور بزرگی عوام وخواص کے دلوں میں رچ بچ چکی تھی، یہاں تک کہ آپ کے حاسدین کے دلوں میں آپ کی ہیبت بادشاہوں کی ہیبت کی طرح تھی۔

اس سب کے باوجود آپ کبھی دنیا اکٹھی کرنے کی طرف مائل نہیں ہوئے اور نہ ہی کبھی دل میں دنیا داری کا خیال سمایا، بس آپ کا سب سے بڑا سرمایہ دینی کتب کا ذخیرہ ہی تھا اور حرص تھی تو فقط درس وتدریس کی۔

آپ کی حسین زندگی میں ''تواضع اور خوش کرداری'' کو خاص دخل رہا، لباس اور

سواری میں میانہ روی کو ہمیشہ مدِ نظر رکھا، اپنی ضرورت کی اشیاء کو بے جھجک خود بازار سے خریدنے جاتے، اور اپنے سامان کو خود اُٹھا کر لاتے اگر چہ وہ روٹیوں کا طباق ہی کیوں نہ ہو، اس سے بھی آپ کی عزت اور وقار میں خوب اضافہ ہوا، اور کبھی کبھار جب آپ بازار میں ہوتے تو لوگ آپ کے سامان کا بوجھ اٹھانے کے لئے آگے بڑھتے تو آپ انکار فرمادیتے لیکن لوگوں کے سخت اصرار پر ان کے حوالے کر دیتے اور منزل پر پہنچ کر اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر انہیں اصرار کر کے اس خدمت کی اجرت دیدیتے، المختصر آپ کے محاسن بہت زیادہ ہیں، جن کا احاطہ کرنا ایک مشکل کام ہے۔

آپ نے برقوقیہ کے محدثین اور فقہاء تک کو پڑھایا، اور جس جگہ پڑھانا شروع کیا وہ جگہ بعد میں مشہور جامعات میں تبدیل ہوگئی اُن میں سے جامعہ ناصریہ، جامعہ اشرقیہ قدیمہ اور جامعہ ظاہریہ قدیمہ اسی محلے میں بنے جہاں آپ کی رہائش تھی، اور جامعہ قبغاویہ ''الجامعۃ الازہر'' کے قریب ہی قائم ہوا۔

آپ اپنے بڑھاپے میں بھی اسی لگن اور شوق سے پڑھاتے رہے، حتی کہ ''طولون'' کے جامعہ میں بھی آپ نے ''علامہ شرف بن تبانی'' کے وصال کے بعد پڑھایا، چنانچہ جب بہت بوڑھے ہو گئے تو ان دنوں جامعہ ظاہریہ قدیمہ میں آپ کے بعد آپ کے شاگرد اور علامہ کمال بن عدیم کے بیٹے علامہ ناصر الدین بن العدیم پڑھانے لگ گئے، چنانچہ ایک دن آپ کے دل میں وہاں کا ارادہ ہوا اور کمزوری کے باوجود پیدل چل کر وہاں تشریف لے گئے، جب اس علاقے کے عامل کو پتہ چلا تو اس نے فوراً ایک شاندار گھوڑا آپ کی سواری کے لئے روانہ کر دیا، آپ نے اس عزت افزائی کو قبول فرمایا لیکن ساتھ ہی اس پر سوار ہو کر دوسری طرف سے دونوں قدموں کے ساتھ زمین پر اتر آئے جس طرح گدھے سے اترا جاتا ہے، پھر اسے اپنی لاٹھی کے ساتھ ہانکتے ہوئے لے آئے، اور اسے واپس کر دیا، چنانچہ جب بات آپ کی تعریف

کی ہوتی تو لوگ آپ کی تعریفوں کے دریا بہا دیا کرتے۔

آپ کے بارے میں علامہ نجم بن حجی کا کہنا ہے کہ: آپ فقہ اور علومِ عقلیہ میں فاضل اور کمال کے ماہر تھے، لوگ آپ سے ہر معاملے میں راہنمائی حاصل کیا کرتے تھے۔

علامہ مقریزی آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ: آپ نے اپنے بعد اپنے جیسا فقہ حنفیہ کا بڑا ماہر کسی کو نہیں چھوڑا، دین، بھلائی اور عفت کے آپ جامع تھے۔

آپ کی علمی قابلیت، حسنِ سیرت اور کمالِ وجاہت سے متاثر ہو کر علامہ جلال الدین بلقینی نے آپ کو ''ابوحنیفہ'' کا لقب دیا اور فرمایا: کہ وہ تو اپنے زمانے کے ''ابوحنیفہ'' ہیں۔

یہاں تک کہ بعض اہلِ علم آپ کو علمی قابلیت میں آپ ہی کے شیخ ''علامہ اکمل الدین'' پر فضیلت دیتے ہیں۔

ہمیں کثرت سے یہ خبر بھی ملی ہے کہ آپ برقوقیہ میں سارا وقت وضو میں ہی رہتے تھے، گویا کہ آپ رہتے ہی پانی میں تھے، وضو کے دوران آپ اپنے سر سے عمامہ اتار کر سارے سر کا مسح کیا کرتے تھے تاکہ سر کے مسح کے بارے میں اہلِ علم کے اختلاف سے بچے رہیں۔

کبھی کبھار عمامہ پہننا بھول جایا کرتے اور بغیر عمامہ کے نماز پڑھ لیا کرتے، اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ جب آپ عمامہ لانا بھول جاتے تو آپ کے شاگرد ''شمس بن عمران غزی مقری'' عمامہ لے کر آپ کے پیچھے ہی پہنچ جایا کرتے۔

آپ کے ہر وقت باوضو رہنے کو ملاحظہ کرنے والے شاہدین میں سے ایک ''علامہ عبد السلام قدسی رحمہ اللہ'' بھی ہیں، آپ اپنی وفات شریف تک اپنی جلالت وعلمی مرتبت کے ساتھ قائم رہے یہاں تک آپ قاہرہ میں 12 ربیع الثانی بروز اتوار

سن 829 ہجری میں اس دنیا فانی کو خیر باد کہہ کر اپنے خالقِ حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ گئے "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون"۔

آپ کی نماز جنازہ "باب النصر" کی جنازگاہ میں ادا کی گئی، جنازے میں بہت بڑی تعداد نے شرکت کی جسکی مثال اس دور میں کسی کی آنکھ نے نہ دیکھی اور آپ کو برقوقیہ کی ایک جانب خوبصورت اراضی میں دفن کیا گیا، آپ نے 80 سال سے زائد عمر پائی، اور اپنے پیچھے ایک صاحبزادی اور ایک چھوٹے صاحبزادے اور گھر کا کچھ ضروری سامان چھوڑا، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی قبر پر رحمتوں بھری شبنم افشانی فرمائے، اور ہمیں بھی آپ کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔ (آمین) رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(الضوء اللامع لاھل القرن التاسع جلد 6 صفحہ 110 (مقتبسا))

﴿31﴾ "ابوحنیفہ حصکفی"

ان کا پورا نام: "ابوحنیفہ علاؤالدین محمد بن علی بن محمد حصکفی" ہے۔

آپ "الدر المختار" کے مصنف اور فقہ حنفی کے مشہور امام اور فقیہ ہیں، آپ کو "شیخ الحنفیہ" بھی کہا جاتا ہے، دمشق میں فقہ حنفی کے مفتی تھے، صرف فقہ ہی نہیں بلکہ "نحو، تفسیر اور حدیث" کے بھی امام تھے۔

آپ دمشق میں سن 1025 ہجری میں پیدا ہوئے اور دمشق میں ہی سن 1088 ہجری میں وفات پائی۔

آپ نے اپنے والدِ گرامی "شیخ علی بن محمد حصکفی" کے پاس ابتدائی علم حاصل کیا، پھر آپ "رملہ" تشریف لے گئے جہاں آپ نے "علامہ خیر الدین رملی" سے تعلیم حاصل کی جو اپنے زمانے میں احناف کے جلیل القدر بزرگ تھے، پھر وہاں سے آپ "القدس" کی جانب منتقل ہوئے اور وہاں کے علماء سے اکتسابِ فیض کیا۔

پھر حج کرنے کے ارادے سے مکہ معظمہ اور اس کے بعد مدینہ شریف حاضر ہوئے اور وہاں کے معروف اور قابل اہلِ علم سے بہت کچھ سیکھا پھر آپ دمشق لوٹ آئے اور خود کو درس وتدریس اور فتویٰ نویسی کے لئے وقف کر دیا۔

آپ بڑے نرم دل تھے، حافظہ بلا کا تھا، زبان صاف تھی، فصیح الکلام تھے، آپ بیک وقت فقیہ، نحوی، محدّث اور اصول کے ماہر تھے، اسی وجہ سے آپ ''علم کی شان'' اور ''کثیر الاطلاع'' کے لقب سے بھی مشہور تھے۔

آپ کو ''ابو حنیفہ صغیر'' بھی کہا جاتا ہے، چنانچہ علامہ عبد الرزاق بن حسن بن ابراہیم البیطار دمشقی نے اپنی ''حلیۃ البشر'' میں آپ کو علامہ سید محمد امین بن عمر بن عبد العزیز المعروف ''صاحبِ رد المحتار'' علامہ ابن عابدین شامی کے تذکرے میں ''ابو حنیفہ صغیر'' کہا ہے۔

''حصکفی'' نسبت کی وجہ یہ ہے کہ: آپ کے آباء واجداد کا تعلق ترکی کے جنوب مشرق میں ''دیار بکر'' شہر کے چھوٹے سے قصبے ''حصن کیفا'' سے تھا جو بعد میں کثیر الاستعمال ہونے کی وجہ سے ''حصکفہ'' کہا جانے لگا، جسے آج کل ''شرناخ'' بھی کہا جاتا ہے۔

آپ نے مختلف فنون پر کتابیں تألیف فرمائیں ہیں: چنانچہ فقہ میں ''الدر المختار فی شرح تنویر الابصار''، ''والدر المنتقی'' تحریر فرمائی، اور علمِ نحو میں ''شرح قطر الندی'' اور اصولِ فقہ میں ''افاضۃ الانوار علی اصول المنار'' اور حدیث میں ''التعلیق علی صحیح البخاری'' اور ''التعلیق علی تفسیر البیضاوی'' تحریر فرمائیں۔

آپ کا مزار دمشق کے قبرستان ''باب الصغیر'' میں واقع ہے، اور وہاں خوب مشہور ہے، جس پر زائرین کا ہجوم رہتا ہے اور لوگ آپ کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ

میں اپنے حاجتیں پوری کرواتے ہیں۔

(حلية البشر في تاريخ القرن الثالث عشر صفحه1239)

(تمهيد "رد المحتار على الدر المختار" جلد1 صفحه8)

﴿32﴾ ''ابوحنیفہ حَلَبَسی''

ان کا نام مجھے نہیں ملا البتہ ان کا تعارف:

''ابوحنیفہ بن احمد بن حسین قزوینی حلبسی'' ہے۔

قزوین میں پیدا ہوئے وہیں پلے بڑھے اور وہیں پر آپ نے وہاں کے مشہور محدّث ''شیخ ابوعبداللہ حسین بن حلبس بن حمویہ قزوینی'' سے حدیث کا سماع کیا، آپ کے ساتھ ساتھ: ''''الارشاد'' کے مصنف علامہ ابویعلیٰ خلیلی، علامہ حسین بن حیدرہ بن امیہ، علامہ ابومنصور محمد بن احمد معسلی اور علامہ عبدالواحد بن الحسن بن الحسین بن حمشاد'' نے بھی شیخ ابوعبداللہ سے حدیث کا سماع کیا۔

اور پوری زندگی قزوین میں ہی دینی خدمات کے فرائض انجام دیئے۔

آپ کے لئے ''التدوین'' میں نسبت ''قزوینی'' ہی درج ہے لیکن میں نے آپ کے استاذ ''شیخ ابوعبداللہ حسین بن حلبس'' کی وجہ سے ''حلبسی'' نسبت سے آپ کا یہاں ذکر کیا ہے تاکہ آگے آنے والے دوسرے ''ابوحنیفہ قزوینی'' سے شبہ پیدا نہ ہو۔

چونکہ ان کی تاریخ وفات کا ذکر مجھے نہیں ملا، البتہ میرا اندازہ ہے کہ ''ابوحنیفہ حلبسی''، سن380 ہجری میں موجود تھے۔

(التدوين في اخبار قزوين جلد2 صفحه483)

﴿33﴾ ''ابوحنیفہ حنبلی''

ان کا پورا نام: ''الاستاذ ابوحنیفہ عبدالوھاب بن محمد حنبلی'' ہے۔

آپ حنبلی مذہب پر تھے، خوب علمی شخصیت اور قابلِ بھروسہ محدّث تھے، آپ کا

تفصیلی تذکرہ مجھے نہیں مل سکا، البتہ علامہ تقی الدین حنبلی نے ''المنتخب'' میں آپ کا ذکر آپ کے شاگرد ''شیخ امام ابوحاتم محمد بن اسحاق بن عمر خطمی حنبلی'' کے تذکرے میں کیا ہے جو اپنے وقت کے امام، عابد اور زاہد تھے، انہوں نے امام عبداللہ بن مبارک کی کتاب ''الواضح'' کا سماع کیا اور اسے اپنے استاذ اور ہمارے ممدوح ''شیخ ابوحنیفہ عبد الوہاب بن محمد حنبلی'' کے سامنے بھی پڑھا، وہ سن 482 ہجری میں فوت ہوئے۔

البتہ ''شیخ ابوحنیفہ حنبلی'' کا انتقال تقریباً سن 450 ہجری میں ہوا۔

(المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ نیسابور صفحہ 79 رقم 165 ترجمہ محمد بن اسحاق)

﴿34﴾ ''ابوحنیفہ حنفی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ کثیر بن ولید حنفی'' ہے۔

ان کے تفصیلی حالات مجھے دستیاب نہیں ہو سکے البتہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ: انہوں نے شیخ نضر بن حرور اور جناب سفیان ثوری سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے ''موسیٰ بن اسحاق اور شیخ قطیعی'' نے روایات لی ہیں۔

آپ کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ: میں انہیں نہیں جانتا۔

علامہ ابن عساکر نے ''تاریخ'' میں اپنی سند سے ''ابوحنیفہ کثیر بن ولید حنفی'' کی وساطت سے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے ''لسان المیز ان'' میں علامہ ابونعیم کی حلیۃ کے حوالے سے بواسطہ کثیر بن ولید، جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے اور ساتھ فرمایا: کہ میں نے ان کی ایک اور روایت بھی دیکھی ہے جسے انہوں نے امام مالک سے، انہوں نے امام جعفر صادق سے اور انہوں نے امام باقر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا

ہے۔

چونکہ ان کے بقیہ حالات کی طرح ان کا سنِ وفات بھی میں نے نہیں پایا، البتہ میرا اندازہ ہے کہ: ''ابوحنیفہ حنفی'' سن 180 ہجری تک موجود تھے۔

(المؤتلف والمختلف للدارقطنی جلد2 صفحہ725 باب: حزور)

(لسان المیزان لابن حجر جلد4 صفحہ484 رقم1533)

(الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف فی الاسماء والکنی والانساب جلد2 صفحہ463)

(تاریخ ابن عساکر جلد33 صفحہ217 رقم الترجمۃ7706)

(المقتنی فی سرد الکنی جلد1 صفحہ205 رقم1833)

﴿35﴾: ''ابوحنیفہ حیری''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ عبد الحمید بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن زید بن حاکم حیری'' ہے۔

آپ ''قصاب مذکر'' کے لقب سے معروف ہیں، اور آپ مذہبِ حنفیہ کے ایک انتہائی نیک سیرت بزرگ ہیں۔

آپ نے اپنے زمانے کے دیگر معروف مشائخ سے احادیث کا سماع کیا لیکن اسے آگے روایت بہت کم کیا۔

آپ نے ''قاضی القضاۃ ابونصر احمد بن محمد بن صاعد'' کے پاس جا کر ان کے جامعہ میں ان کے علمی دروس کی املاء فرمائی۔

آپ کا وصال شعبان المعظم سن 479 ہجری میں ہوا۔

آپ کا اتنا ہی تذکرہ علامہ تقی الدین عراقی حنبلی نے ''المنتخب'' میں کیا ہے۔

(المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ النیسابور صفحہ377 رقم1136)

فصل:

رقم الخاء

﴿36﴾ ''ابوحنیفہ خطبی''

ان کا پورا نام ونسب اور بقیہ حالات مجھے معلوم نہیں ہو سکے، البتہ انہیں ''قاضی ابوحنیفہ خطبی'' کہا جاتا ہے۔

چنانچہ ''صاحب التدوین'' نے ان کا تذکرہ یوں کیا ہے کہ: ہمیں عبیداللہ بن محمد خجندی نے بیان کیا، انہیں ابوالوفاء محمود بن ابی القاسم بن عمرو یدآبادی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالغنائم بغدادی سے قزوین میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ: جب قاضی ابوحنیفہ خطبی قزوین کے قاضی بن کر آئے، تو انہوں نے ایک واقعہ سنایا کہ:

''ایک عربی لڑکی کسی نوجوان سے محبت کرتی تھی، کہ اچانک وہ شخص مرگیا تو اس لڑکی نے بڑے درد بھرے لہجے میں یہ شعر کہے!

کان لی اِلف ملیح ...... خانه الموت فمات
قلت للموت بشجو ...... ایها الموت اسأت
لم ترکت الاب والام ...... وبالحب بدأت

ترجمہ: میرا ایک بے مثال محبوب تھا، موت نے اس کو دھوکہ دیا تو وہ مرگیا، میں نے غمزدہ ہوکر موت سے کہا: اے موت تو نے بہت برا کیا، تو نے میرے ماں باپ چھوڑ کر میری محبت کو ہی کیوں چھین لیا؟۔

چنانچہ اس لڑکی کی والدہ نے یہ شعر سن لئے اور غصے میں آکر کہا کہ ذرا پھر سے سناؤ تو وہ لڑکی فوراً بولی!

کان لی اِلف ملیح ...... خانه الموت فمات
قلت للموت بشجو ...... ایها الموت اسأت
لم ترکت الورد والنرجس ...... وبآلاس بدأت

ترجمہ: میرا ایک بے مثال محبوب تھا، موت نے اس کو دھوکہ دیا تو وہ مر گیا، میں نے غمزدہ ہو کر موت سے کہا: اے موت تو نے بہت برا کیا، تو نے گلاب اور نرگس کو چھوڑ کر میری اُمید کو ہی کیوں چھین لیا؟۔

لفظ ''خطی'': ''خاء'' کی پیش اور ''طاء'' کی زبر کے ساتھ ہے، اور یہ نسبت ہے ''خطب'' بستی سے، جس میں آپ پیدا ہوئے اور پروان چڑھے۔

علامہ ذہبی نے ان کا ذکر اپنی ''سیر اعلام النبلاء'' میں ''امام عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن عاصم نسفی نخشی'' کے تذکرے میں کیا ہے جو سن 457 ہجری میں فوت ہوئے تھے، چنانچہ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ:

''یحیٰی بن مندۃ فرماتے ہیں کہ: علامہ عبدالعزیز بن محمد نسفی نخشی جب سن 433 ہجری میں ہمارے پاس آئے تو جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں کچھ بولنے کی وجہ سے اس وقت کے قاضی علامہ خطی نے انہیں کوڑے مارے، جس کے نشان میں نے اپنی آنکھوں سے علامہ نخشی کی پشت پر دیکھے''۔

چونکہ مجھے ''قاضی ابوحنیفہ خطی'' کے بقیہ حالات نہیں مل سکے، لیکن مذکورہ بالا روایت سے یہ معلوم ہو گیا کہ آپ سن 433 ہجری میں موجود تھے۔ واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(التدوین فی اخبار قزوین جلد 4 صفحہ 147)

(سیر اعلام النبلاء، جلد 13 صفحہ 417 رقم 4226)

37 ''ابوحنیفہ خطیبی''

ان کا پورا نام: ''قاضی ابوحنیفہ محمد بن عبیداللہ بن علی بن ابی القاسم عبیداللہ بن علی بن عبیداللہ بن علی بن ابی اسماعیل حنفی خطیبی اصبہانی'' ہے۔

بعض علماء نے ان کا نام ''محمد بن عبداللہ'' اور نسبت ''خطیبی'' کی بجائے ''خطی''

بھی لکھی ہے، لیکن صحیح نسبت ''خطیبی'' ہے، نیز آپ کا تعلق ''اصبہان'' سے ہے۔

آپ نے اپنے والد گرامی ''قاضی عبیداللہ بن علی اصبہانی''، اپنے نانا ''قاضی حمد بن صدقہ'' اور ''شیخ ابو مطیع محمد بن عبد الواحد بن عبد العزیز مدینی مصری، ابوبکر بن مردویہ، ابوالفتح الحداد اور عبدالرحمٰن بن حمید دونی'' سے حدیث پڑھی۔

آپ سے آپ کے بھتیجے ''ابوالحسن علی بن منصور بن عبیداللہ'' اور حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ''شیخ عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہما'' سمیت ''ابومحمد موفق الدین بن قدامہ، عمر قرشی، احمد بن شافع، ابوالحسن زیدی، ابوطالب بن عبدالسمیع، محمد بن ابی الحسن مقریٔ، ابوالقاسم مبارک بن انوشکین عدل، ابوعبداللہ محمد بن عماد بن محمد بن حسین بن ابی یعلیٰ تاجر حرانی، ابوالقاسم بن صصری اور ابن الاخضر'' نے حدیث پڑھی۔

علامہ ابن النجار فرماتے ہیں کہ: آپ بڑے فاضل بزرگ تھے اور روایت وخطابت اور علم وفضل میں مشہور گھرانے سے آپ کا تعلق تھا، آپ کے گھر کے کئی بزرگ قاضی تھے، جن میں آپ کے والد، دادا اور نانا خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

آپ سن 562 ہجری میں جب حج کر کے بغداد تشریف لے گئے تو وہاں بھی علم حدیث کی خوب خدمت کی، اور وہاں چند مجالس میں احادیث کی املاء کروائی۔

آپ مذہبِ حنفی کے بے مثال عالم تھے، مکہ میں بھی کئی شیوخ نے آپ سے حدیث کی سند لی، اور حدیث کا سماع کیا۔

آپ سن 488 ہجری میں پیدا ہوئے اور اپنے آبائی وطن ''اصبہان'' میں ماہِ صفر المظفر سن 571 ہجری میں 83 سال کی عمر میں وفات پائی۔

(تاریخ بغداد جلد 15 صفحہ 37 رقم 122)

(تاریخ بغداد جلد 15 صفحہ 58 رقم 203)

(تاريخ الاسلام للذهبی (سنة571))
(تاريخ الاسلام ترجمه محمد بن عبد الواحد المتوفی497)
(تذكرة الحفاظ للذهبی جلد4صفحه86دار الكتب العلميه (ضمنا))
(سير اعلام النبلاء جلد14صفحه188)
(سير اعلام النبلاء جلد15صفحه291رقم5179)
(سير اعلام النبلاء جلد16صفحه149، 215، 272)
(الوافی بالوفيات جلد4صفحه11)
(الجواهر المضية صفحه253رقم1341)

﴿38﴾ ''ابوحنیفہ خوارزمی''

ان کا پورا نام اور حالات مجھے معلوم نہیں ہو سکے۔
البتہ آپ فقہ حنفی کے بہت بڑے فقیہ ہیں اور ہمارے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بلاواسطہ شاگرد ہیں۔
آپ نے حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے فقہ سیکھی اور حدیث کا سماع کیا اور آپ سے آپ کے پوتے ''شیخ عمرو بن جمال بن ابی حنیفہ خوارزمی'' اور شیخ محمد بن شجاع نے سماع کیا۔
علامہ ابوجعفر طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ ''شرح مشکل الآثار'' میں آپ کی روایت بیان کی ہے، فرمایا کہ: ابوحنیفہ خوارزمی فرماتے ہیں کہ:

"سألت ابا حنيفة عن الامام اذا سمع خفق النعال من خلفه وهو راكع أينتظر اصحابها قال: لا يفعل وان فعل فصلاته فاسدة فأخشى عليه".

ترجمہ: میں نے جناب امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ اگر ایک امام رکوع کی حالت میں پیچھے سے کسی کے جوتوں کی آواز سنے تو کیا وہ

اس کے انتظار میں رکوع لمبا کر دے؟ فرمایا: ایسا نہ کرے ورنہ اسکی نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ مجھے اس پر (''توجہ الی اللہ'' ہٹنے کا) ڈر ہے۔

امام ابوجعفر طحاوی اس روایت کے بعد فرماتے ہیں کہ:

"ومعنیٰ ذالك ان يكون عمل بعض صلاته لغير الله، فيكون بذٰلك كافرًا، حدثنا احمد بن ابی عمران بهذا القول، عن محمد بن شجاع، عن ابی حنيفة الخوارزمی من هذا الوجه، ولم يُسمَع بهذا القول عن ابی حنيفة النعمان بن ثابت رحمه الله من غير هذا الوجه"۔

ترجمہ: اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ: اس امام کی نماز میں یہ فعل غیر اللہ کے لئے تصور کیا جائے گا، جس سے اس کے کافر ہونے کا خطرہ ہے، چنانچہ ہمیں یہ قول احمد بن ابی عمران نے محمد بن شجاع کے واسطے سے اور انہوں نے ابوحنیفہ خوارزمی کے واسطے سے بیان کیا ہے، لیکن اس سند کے علاوہ کسی اور طریقے سے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کا یہ قول نہیں سنا گیا۔

اور علامہ ابن ابی عوام ''فضائلِ ابی حنیفہ'' میں عمرو بن جمال بن ابی حنیفہ خوارزمی کے حوالے سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ: میرے دادا (ابوحنیفہ خوارزمی) نے فرمایا: ''بلاشبہ جناب نعمان بن ثابت بن زوطی کے دادا زوطی اہلِ کابل میں سے تھے اور وہ بنو تیم اللہ کے بادشاہ تھے''۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ خوارزمی''، حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے 30 سال بعد سن 180 ہجری تک بھی موجود تھے۔

(الجواهر المضية صفحه449 رقم1871)

(شرح مشکل الآثار للطحاوی جلد14 صفحہ212)
(تاج التراجم لابن قطلوبغا جلد1 صفحہ330 رقم329)
(فضائل ابی حنیفۃ لابن ابی العوام صفحہ220 رقم446)

﴿39﴾ "ابوحنیفہ خولانی"

ان کا پورا نام: "ابوحنیفہ کیسان خولانی یمانی ہمدانی جَنَدی" ہے۔
ان کا تعلق یمن کے علاقے "جند" سے ہے، جو "جیم اور نون" کی زبر کے ساتھ ہے۔

آپ جلیل القدر تابعی جناب ابوعبدالرحمٰن طاؤس بن کیسان جندی یمانی رضی اللہ عنہ کے والد ہیں، جنہیں اہلِ تراجم نے "امام اہل یمن" اور "سید التابعین" جیسے القابات سے یاد کرتے ہیں، بعض نے ان کا اصلی نام "ذکوان بن کیسان" اور لقب "طاؤس" لکھا ہے، جناب طاؤس نے کم و بیش 50 جلیل القدر اور مشہور صحابہ سے علم حاصل کیا، 40 حج کئے، مستجاب الدعوات تھے، آپ کے مناقب بہت زیادہ بیان کئے گئے ہیں، سن 33 ہجری کو یمن میں پیدا ہوئے اور سن 101 ہجری کو مکہ میں وفات ہوئی بعض نے سن 106 ہجری اور بعض نے سن 110 ہجری سے زائد بھی لکھا ہے۔

چنانچہ علامہ ابوعبداللہ بہاء الدین جندی یمنی نے "السلوك" میں اور شیخ ابوعلی حسین بن محمد غسانی نے "القاب الصحابة والتابعين" میں جناب طاؤس کے والد جناب "کیسان" کی کنیت "ابوحنیفہ" ذکر کی ہے۔

میرا اندازہ ہے کہ "ابوحنیفہ کیسان خولانی" عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے، لیکن یمن میں تھے، چنانچہ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کی مدینہ منورہ آمد کا ذکر تو دور اِن کے حالات وواقعات کے ساتھ ساتھ ولادت ووفات کے بارے میں بھی مزید تفصیلات مجھے معلوم نہیں ہوسکیں، چنانچہ میرا اندازہ ہے کہ وہ زمانہ انکے بچپن

یا لڑکپن کا تھا، جس وجہ سے وہ حاضری سے شرفیاب نہ ہو سکے، تاہم ان کی صحابیت میرے علم میں ثابت نہیں۔

نیز غالبًا سن 40 ہجری میں ''ابوحنیفہ خولانی'' موجود تھے۔ واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(السلوك فی طبقات العلماء والملوك جلد 1 صفحہ 93)

(القاب الصحابة والتابعين فی المسندين الصحيحين لابی علی الحسين الغسانی (المتوفی:498)صفحہ 69 دار الفضيلة القاهره)

فصل:

﴿رقم الدال﴾

﴿40﴾ ''ابوحنیفہ دامغانی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ نعمان بن عبد اللہ بن محمد بن احمد استراباذی دامغانی'' ہے۔

مجھے ان کے بقیہ حالات دستیاب نہیں ہو سکے البتہ علامہ ابن نجار ''تاریخ بغداد'' کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

''ہمیں ابوالقاسم ازجی نے بیان کیا، وہ ابورجاء احمد بن محمد کسائی سے روایت لیتے ہیں کہ: مجھے ابونصر عبد الکریم بن محمد بن احمد بن ہارون شیرازی نے خط میں لکھ کر بھیجا، کہ مجھے ابوحنیفہ نعمان بن عبداللہ بن محمد بن احمد استراباذی نے دامغان میں عبداللہ بن علی دمیاتی کے چند شعر سنائے جو دمیاتی نے سید شریف ابوالحسن علی بن احمد بن اسحاق علوی نقیب عمری کی شان بیان کرتے ہوئے بغداد میں کہے تھے......الخ۔

''ابوحنیفہ دامغانی'' کے لئے ''استراباذی'' کی نسبت مشہور ہے لیکن میں نے یہاں ان کو ''دامغانی'' نسبت سے ذکر کیا ہے تا کہ ''ابوحنیفہ استراباذی'' سے شبہ پیدا نہ ہو، چونکہ ان کی وفات کا تذکرہ مجھے نہیں ملا البتہ میرا اندازہ ہے کہ ''ابوحنیفہ دامغانی'' سن 300 ہجری میں موجود تھے۔ واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(تاریخ بغداد جلد18 صفحہ24 ترجمہ535 بذیل ابن النجار)

﴿41﴾ ''ابوحنیفہ دبوسی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ عثمان بن حمید دبوسی'' ہے۔

لفظ ''دبوسی'': ''دال'' کی زبر اور ''باء'' کی پیش کے ساتھ ہے، یہ لفظ ''دبوسیۃ''

کی نسبت کی وجہ سے ہے جو سمرقند اور بخارا کے درمیان واقع خوبصورت جنت نظیر وادیوں میں بسا ہوا ایک چھوٹا سا شہر ہے۔

امام بدر الدین عینی نے "مغانی الاخیار" اور علامہ محی الدین حنفی نے "الجواہر المضیۃ" میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"عثمان بن حمید" جو "ابوحنیفہ" کنیت سے معروف ہیں، آپ کے مناقب روایت کیئے گئے ہیں، آپ نے بخارا کے بڑے بڑے ائمہ سے روایات لی ہیں جن میں فقہ حنفی کے بڑے بڑے خاص بزرگ شامل ہیں بالخصوص "امام ابوحفص احمد بن حفص کبیر بخاری"، جنہوں نے "امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما" سے فقہ سیکھی اور ان کے بعد "امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ عنہ" سے ان کی کتب لکھیں، ان کے علاوہ آپ نے "جناب شعبہ بن حجاج" سے بھی علم حدیث حاصل کیا، اور آپ سے بے شمار لوگوں نے اکتسابِ فیض کیا، آپ مذہب حنفیہ کے بلند پایا بزرگوں میں شمار کیئے جاتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے صاجزادے "عبد اللہ بن ابی حنیفہ عثمان بن حمید الدبوسی" بہت بلند رتبہ عالم ہوئے، جنہوں نے اپنے والد سمیت "عبد اللہ بن مبارک، ابراہیم بن محمد بتیبنی اور محمد بن عبد الملک مروزی" سے حدیث سیکھی۔

ان کے تلامذہ میں "ابوسلیمان داود بن طلحہ بن قابوس زرنجری، منذر بن محمد، منذر بن یحیٰی دبوسی، حافظ ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق شکستانی، ابوموسیٰ عبد اللہ بن منصور طواویسی اور ابوعبد اللہ احمد بن ہشام اشتیخنی" جیسے قابل اہلِ علم شامل ہیں۔

لہٰذا "ابوحنیفہ دبوسی" کا انتقال کم وبیش سن 190 ہجری میں ہوا۔

(مغانی الاخیار فی شرح اسامی معانی الآثار جلد3صفحہ134)

(الجواهر المضیةصفحہ292من اهل ترمذ)

(تاریخ الاسلام للذهبی جلد9صفحہ285فصل الرواة عن شعبة)

(الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف جلد7صفحہ72)

(الانساب للسمعانی جلد6صفحہ288رقم1916)
(الانساب للسمعانی جلد8صفحہ137رقم2363)
(الانساب للسمعانی جلد9صفحہ162رقم2654)
(الانساب للسمعانی جلد13صفحہ210رقم5083)
(اللباب فی تہذیب الانساب جلد2صفحہ65باب الزاء(الزرنجری))
(تبصیر المنتبہ بتحریر المشتبہ لابن حجر جلد2صفحہ718)
(مغانی الاخیار فی رجال معانی الآثار جلد3صفحہ403 رقم3680)

﴿42﴾: ''ابوحنیفہ دستجر دی''

ان کا نام مجھے معلوم نہیں ہوسکا البتہ ان کا تعارف:
''ابوحنیفہ بن ابی جعفر دستجر دی'' ہے۔

لفظ ''دستجر دی'': دال کی زبر، تاء کی زیر اور جیم کی زبر کے ساتھ ہے، یہ ''دستجر د'' سے نسبت کی وجہ سے ہے جو کئی بستیوں کا نام ہے جن میں سے دو بستیاں ''مرو'' شہر میں، دو بستیاں اسی نام کی ''طوس'' شہر میں اور پھر ایک بڑی بستی ''بلخ'' میں واقع ہے، چنانچہ علامہ ابوحنیفہ دستجر دی کا تعلق ''بلخ'' میں واقعہ ''دستجر د'' بستی سے ہے۔

آپ کے حالات مجھے دستیاب نہیں ہوسکے سوائے اس کے کہ آپ ''بلخ'' شہر کے بہت بڑے فقیہ اور مفتی ''شیخ محمد بن علی بن عبد اللہ بن ابی حنیفہ دستجر دی'' کے پردادا ہیں، آپ کے پڑپوتے شیخ محمد دستجر دی اعلیٰ درجے کے فاضل تھے اور سن 523ہجری ربیع الاول شریف کے ماہِ مقدس میں بغداد تشریف لائے، اور انہوں نے بغداد میں ''شیخ ابونصر احمد بن محمد طوسی، شیخ ابوالبرکات یحییٰ بن عبد الرحمٰن فاروقی اور شیخ ابوالقاسم سمرقندی'' سے حدیث کا سماع کیا۔

پھر وہیں علامہ ابوالعلاء صاعد بن منصور بن علی کرمانی کی ''کتاب الاجناس'' کا کچھ حصہ خود اسکے مصنف یعنی علامہ کرمانی سے ہی پڑھا، پھر اس کتاب کا شیخ محمد

دستجردی سے ''ابوعبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی'' نے آپ سے سماع کر کے آپ کے سامنے پڑھا۔

شیخ محمد دستجردی اپنے پردادا شیخ ابوحنیفہ دستجردی کی طرح فقہ حنفی سے تعلق رکھتے تھے، چنانچہ ''ابوحنیفہ دستجردی'' سن 375 ہجری میں موجود تھے۔

(تاج التراجم لابن قطلوبغا جلد 1 صفحہ 172 رقم 116 ترجمة صاعد)

(الجواهر المضية صفحه 354 رقم 1363)

(الجواهر المضية صفحه 172 رقم 611)

(الجواهر المضية صفحه 143 رقم 463)

﴿43﴾ ''ابوحنیفہ دندان''

ان کا نام اور دیگر حالات مجھے معلوم نہیں ہو سکے البتہ ان کے پوتے ''شیخ احمد بن موسیٰ بن ابی حنیفہ دندان'' کا ذکر علامہ بن الحائک نے ''الاکلیل'' میں یوں کیا ہے کہ:

''احمد بن موسیٰ بن ابی حنیفہ'' جو ''دندان'' کے لقب سے مشہور ہیں، اپنے وقت میں ''بون'' شہر کے بہت بڑے عالم تھے، ''زبور'' کے قدیم نسخے کو اپنے ہاتھ سے لکھا، چنانچہ علامہ ابن الحائک کہتے ہیں کہ: میں نے ان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ''زبور'' کے قدیم نسخے کو دیکھا ہے اور اس میں سے بہت کچھ روایت بھی کیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ: ''دندان'' اس ''احمد بن موسیٰ بن ابی حنیفہ'' کا لقب ہے نہ ان کے دادا ''ابوحنیفہ'' کا، لیکن ہم نے انہیں اسی لقب کے ساتھ یہاں ذکر کیا ہے، تاکہ پہچان آسان ہو۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ دندان'' سن 160 ہجری میں موجود تھے۔

(الاكليل لابن الحائك جلد 1 صفحه 26)

﴿44﴾ ''ابوحنیفہ دہستانی''

ان کا پورا نام اور حالات مجھے معلوم نہیں ہو سکے، البتہ علامہ ابومنصور عبدالملک بن محمد بن اسماعیل ثعالبی ''یتیمۃ الدھر'' میں لکھتے ہیں کہ:

مجھے ''ابوحنیفہ دہشتانی'' نے بیان کیا کہ کسی صاحب نے ابوہاشم علوی کے پاس ایک خط بھیجا اور اس کے ساتھ ایک چاندی کے ڈبے میں عطر بھیجا اور ساتھ ہی کچھ شعر بھی لکھ بھیجے......الخ۔

میں کہتا ہوں کہ: لفظ ''دہشتانی'' کتابت کی غلطی ہے، صحیح لفظ ''دہستانی'' ہے اسی کی طرف علامہ سمعانی نے ''الانساب'' میں راہنمائی فرمائی ہے کہ: لفظ ''دہستانی'' دال اور ہاء کی زیر کے ساتھ ہے، اور یہ نسبت ''مازندران''، خوارزم'' اور ''جرجان'' کے پاس ہی واقع ایک مشہور شہر ''دہستان'' کی وجہ سے ہے، اس شہر کی بنیاد خلیفہ مہدی کے دور میں ''عبداللہ بن طاہر'' نے رکھی تھی، یہ شہر علم و عرفان کا مرکز تھا۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ دہستانی'' سن 400 ہجری میں موجود تھے۔

(یتیمة الدهر فی محاسن اهل العصر جلد3 صفحه 236)

﴿45﴾ ''ابوحنیفہ دینوری''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ احمد بن داؤد بن ونَند دینوری نحوی'' ہے۔

لفظ ''دینوری'' دال اور راء کی زیر، اور نون اور واؤ کی زبر کے ساتھ ہے، جو ''قرمیسین'' کے پہاڑوں کے قریب بسنے والے شہروں میں سے ایک شہر ''دینور'' سے منسوب ہے۔

جہاں سے تعلق رکھنے والی علماء کی ایک پوری جماعت متعارف ہوئی۔

ان میں سے ایک ''ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینوری'' بھی ہیں، جن کا علمِ لغت میں

بہت بڑا نام اور مقام ہے، یہ یعقوب بن اسحاق المعروف ابن سکّیت کی صحبت میں بھی رہ کر خوب استفادہ کر چکے ہیں، علم ادب پر خوب کام کیا، کثیر الفنون تھے، حلقۂ احباب بہت وسیع تھا۔

انہوں نے چند کتب ''عربی ادب، تاریخ، علمِ لغت، علمِ ہندسہ، علمِ ہیئت اور علم الاوقات وغیرہا پر لکھیں، جن میں "الاخبار الطوال"، "کتاب البنات"، "کتاب الفصاحۃ"، "کتاب الانوار"، "کتاب القبلۃ"، "کتاب الدور"، "کتاب الوصایا"، "کتاب الجبر والمقابلۃ" اور "کتاب اصلاح المنطق" شامل ہیں، ان کے علاوہ ایک نادر تفسیر بھی لکھی جو ''تفسیر دینوری'' کے نام سے مشہور ہوئی۔

ان کی علمی حلقوں میں سب سے زیادہ مشہور ہونے والی کتاب ''الاخبار الطّوال'' ہے، اسی وجہ سے انہیں ''صاحبُ الاخبار الطوال'' کہا جاتا ہے، یہ کتاب ''تاریخ پر لکھی گئی ہے''، چنانچہ ابوحنیفہ دینوری روایتِ حدیث کے اعتبار سے محدّثین کے ہاں متکلم فیہ ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ ان کا ''امامی شیعہ'' ہونا ہے، چنانچہ محققِ اسلام جناب محمد علی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''میزان الکتب'' میں ان کا تذکرہ یوں لکھا ہے کہ:

''الاخبار الطوال'' کے مصنف کا نام ''ابوحنیفہ دینوری'' ہے، اور اس کے شیعہ ہونے پر تمام کتبِ اہلِ تشیع متفق ہیں''۔

پھر کچھ آگے چل کر دو شیعہ کتابوں: "الذریعہ" اور "تنقیح المقال" کا حوالہ دے کر ثابت کیا ہے کہ: ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینوری ''امامی شیعہ'' تھے، پھر یہ بھی تحریر فرمایا کہ: جن حضرات نے ان کو ثقہ کہا ہے دراصل انہوں نے ''ابن ندیم'' کے قول کو نقل کیا ہے چنانچہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ: ''ابوحنیفہ دینوری'' کی توثیق کرنے والوں میں سب سے پہلا شخص ''ابوالفرج محمد بن اسحاق الندیم'' المعروف ''ابن ندیم'' ہی تھا جس کے بارے میں شیعہ مصنف شیخ عباس قمی نے اپنی کتاب

''الکنی والالقاب'' میں لکھا ہے کہ: ''ابن ندیم'' خود بھی بہت بڑا امامی شیعہ تھا''۔
لہٰذا شیعہ کی شیعہ کے حق میں توثیق کی ہمارے نزدیک کوئی اہمیت ہی نہیں رہتی۔
میں کہتا ہوں کہ: علامہ کمال الدین دمیری نے اپنی مشہور کتاب ''حیات الحیوان'' میں کئی جگہوں پر ابوحنیفہ دینوری کی ''الاخبار الطوال'' کی عبارات درج کرتے ہوئے یوں کہا کہ ''قال ابو حنیفه'' جس پر دورِ حاضر کے کچھ مترجمین نے غور وفکر سے کام نہیں لیا اور اپنی لاپرواہی اور غیر ذمہ داری کی وجہ سے یوں ترجمہ کرڈالا کہ ''امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں''، چنانچہ میری گزارش ہے کہ اس غلطی کو درست کیا جائے، آئندہ مترجمین حضرات کو خوب غور وفکر سے کام لینا چاہیے۔
بہرحال بیان جاتا ہے کہ: ''ابوحنیفہ دینوری'' کی وفات سن 290 ہجری میں ہوئی، لیکن علامہ وزیر قفطی کہتے ہیں کہ: ان کی وفات جمادی الاولیٰ کے اختتام سے چار روز پہلے سن 282 ہجری میں ہوئی، واللّٰه اعلم ورسوله صلى الله عليه وسلم۔

(معجم الادباء ارشاد الاریب الی معرفة الادیب جلد 1 صفحہ 258)
(الارشاد فی معرفة علماء الحدیث جلد 2 صفحہ 625)
(المقتنی فی سرد الکنی جلد 1 صفحہ 32، 205 رقم 1827)
(تاریخ الاسلام جلد 21 صفحہ 37 رقم 28)
(الوافی بالوفیات جلد 6 صفحہ 233)
(الجواهر المضیة صفحہ 48 رقم 103)
(طبقات المفسرین جلد 1 صفحہ 42 رقم 61)
(میزان الکتب صفحہ 209 تا 213)

﴿46﴾ ''ابوحنیفہ دیلمی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ احمد بن ابی الفرج دیلمی قزوینی'' ہے۔
ان کے بقیہ حالات مجھے معلوم نہیں ہوسکے البتہ اہلِ تراجم میں سے شیخ عبد

الکریم بن محمد رافعی قزوینی نے ''التدوین'' میں ان کے پوتے ''محمد بن نصر بن ابی حنیفہ احمد بن ابی الفرج دیلمی قزوینی'' کا ذکر یوں کیا ہے کہ:

''شیخ محمد بن نصر بن ابی حنیفہ'' حدیث، فقہ اور شروط کے بڑے قابل عالم تھے، انہوں نے میرے والد اور امام احمد بن اسماعیل وغیرہما سے بہت زیادہ سماع کیا ہے، چنانچہ امام احمد بن اسماعیل سے انہوں نے سن 551 ہجری میں سماع کیا۔

نیز ان کی سند سے ایک حدیث علامہ عبدالکریم رافعی قزوینی ''التدوین'' میں نقل کرتے ہیں جسے شیخ ابوالقاسم شحامی نے اسماعیل بن عبداللہ ساوی سے، انہوں نے علی بن بندار صیرفی سے، انہوں نے محمد بن عبدالسلام سے، انہوں نے محمد بن عبداللہ بن ابی سلمہ انصاری سے اور انہوں نے مالک بن دینار کے واسطے سے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یقول اللہ تعالیٰ: وعزتی وجلالی وجودی وفاقۃ خلقی الیّ وارتفاعی فی عز مکانی انی لاستحیی من عبدی وأمتی ان یشیبا فی الاسلام ثم اعذبھما قال: فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبکی عند ذالک، فقیل یا رسول اللہ! مایبکیک؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ابکی ممن یستحیی اللہ منہ ولا یستحیی من اللہ"۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم، مجھے اپنے جود وعطاء کی قسم، مجھے اپنی مخلوق کے میری بارگاہ میں رجوع کرنے کی قسم، اور مجھے اپنے بلند مرتبے کی قسم! جب میرے بندے یا میری بندی کے بالوں میں سفیدی آجائے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں تو میں حیاء فرماتا ہوں کہ انہیں عذاب دوں، (جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) یہ بات

فرماتے ہوئے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھا، تو عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں اس لئے رو رہا ہوں کہ جس سے اللہ حیاء فرماتا ہے وہ اللہ سے حیاء نہیں کرتا۔

چنانچہ ''شیخ ابوحنیفہ دیلمی'' سن 450 ہجری میں موجود تھے۔

(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر جلد2صفحه143)

(التدوين فى اخبار قزوين جلد2صفحه39)

فصل:

﴿رقم الراء﴾

47 ''ابوحنیفہ رازی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن یوسف رازی بخاری'' ہے۔

آپ کی کنیت: ''ابویوسف'' اور لقب ''ابوحنیفہ'' ہے۔

علامہ زعفرانی نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ: جب انہیں جناب ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتایا گیا کہ ''یوم ترویہ میں لوگوں نے ان کو بصرہ میں بھی دیکھا اور اسی دن دیکھنے والوں نے انہیں مکہ میں بھی دیکھا'' تو انہوں نے ایسا کہنے والے پر کفر کا فتوی لگا دیا اور کہا کہ ایک وقت کئی جگہ حاضر ہونا یہ نبوت کے معجزات میں سے ہے نہ کہ ولایت کی کرامات میں سے۔

لیکن امام کردری نے ''مناقب الامام الاعظم'' میں ان کے اس قول کا تعاقب کرتے ہوئے یوں فرمایا کہ:

"ولا یلتفت الی قول محمد بن یوسف المعروف بأبی حنیفة البخاری من تکفیر من قال: رأی ابراهیم بن ادهم فی یوم عرفة بعرفات وبالبصرة فی هذا الیوم فان طی المسافات من قبیل الکرامات لا من قبیل المعجزات الخاصة".

ترجمہ: اس سلسلے میں محمد بن یوسف المعروف ابوحنیفہ بخاری کے اس شخص کو کافر قرار دینے والی قول پر کوئی توجہ نہیں دی جائے گی کہ جس نے عرفات کے دن جناب ابراہیم بن ادہم کو بیک وقت عرفات اور بصرہ میں دیکھے جانے کی خبر دی، کیونکہ مسافات کو اس طرح طے کرنا تو ولایت کی کرامات سے خاص ہے اور نبوت کے معجزات کے لئے تو یہ عام سی بات ہے۔

(نزهة الالباب فی الالقاب جلد 2 صفحہ 257 رقم 2990)

(الجواهر المضیة صفحہ 286 رقم 1532)

(مناقب الامام الاعظم للکردری جلد 1 صفحہ 33)

چنانچہ میں کہتا ہوں کہ: یہ ''ابوحنیفہ رازی'' اور ''ابوحنیفہ محمد بن رباح بن یوسف جرجانی'' دونوں الگ الگ شخصیات ہیں، ایک نہیں، کیونکہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان دونوں کے درمیان ''نزھۃ الالباب فی الالقاب'' میں فرق کیا ہے اور ابوحنیفہ رازی کے ذکر کے بعد الگ رقم سے ابوحنیفہ عبدالرحمٰن محمد بن ریاح بن یوسف کا تذکرہ لکھا ہے۔

چونکہ ابوحنیفہ رازی بھی ''ابوحنیفہ بخاری'' سے مشہور ہیں لیکن یہ ''ابوحنیفہ محمد بن عثمان بخاری'' (جن کا ذکر سابق میں ہو چکا ہے) نہیں ہیں اسی لئے میں نے یہاں ان کو انکی دوسری نسبت ''رازی'' سے ذکر کیا ہے تاکہ پڑھنے والے کو شبہ نہ پڑے۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ رازی'' سن 170 ہجری میں موجود تھے۔

﴿48﴾ ''ابوحنیفہ رافعی''

ان کا نام مجھے معلوم نہیں ہو سکا البتہ ان کا بقیہ تعارف:

''ابوحنیفہ بن عبدالقادر بن مصطفیٰ بن عبدالقادر بیساری رافعی فاروقی حنفی'' ہے، آپ سن 1248 ہجری میں پیدا ہوئے۔

آپ اصول فقہ کے زبردست ماہر اور الجامعۃ الازہر کے قابل علماء میں شمار ہوتے ہیں، آپ شام کے علاقے ''طرابلس'' میں پیدا ہوئے اور مصر جا کر الازہر میں تعلیم پائی، فقہ حنفیہ میں ایسی شہرت پائی کہ ''ابوحنیفہ صغیر'' کے لقب سے معروف ہوئے، آپ نے مصر کے شہر قاہرہ میں محکمہ شرعیہ میں ''المجلس العلمی'' کی بنیاد رکھی۔

آپ اپنی وفات سے فقط تین دن پہلے مصر کے بڑے شہروں پر مفتیءِ اعظم مقرر ہوئے تھے، آپ کی وفات سن 1312 یا 1323 ہجری مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں ہوئی۔

آپ کی مشہور تصانیف میں فقہ پر" التقریر علی الدر المختار"، اصول فقہ پر" التقریر علی الاشباہ والنظائر" اور" جدول الاغلاط" قابلِ ذکر ہیں۔

آپ کے حالات آپ کے صاحبزادے ''محمد رشید رافعی'' نے ''ترجمۃ حیاۃ الشیخ عبد القادر الرافعی'' میں جمع کر دیئے ہیں۔واللّٰہ اعلم ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

(تراجم علماء طرابلس صفحہ 88، 259)

(تاج التراجم لابن قطلوبغا جلد 1 صفحہ 188 رقم 140)

(تمہید "رد المحتار علی الدر المختار" جلد 1 صفحہ 12)

﴿49﴾ ''ابوحنیفہ رومی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن قرامرز رومی حنفی'' ہے۔

آپ ''مولیٰ خسرو'' کے لقب سے مشہور ہوئے، اپنے زمانے کے امام اور بہت بڑے علامہ تھے، آپ کے والد معروف رومی سرداروں میں سے تھے، اسلام سے مشرف ہوئے، تو اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح ایک اور ''خسرو'' نامی مسلمان سردار سے کر دیا، تو جب والدِ محترم کا انتقال ہو گیا تو جناب ابوحنیفہ رومی اپنے بہنوئی اور اسی ''خسرو'' نامی سردار کے پاس پلے بڑھے، زیادہ تر لوگ آپ کو ''خسرو'' کا غلام سمجھتے تھے، اسی وجہ سے آپ ''مولیٰ خسرو'' لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ نے علامہ برہان الدین حیدر رومی سے علم حاصل کیا جو روم کے شہروں پر مفتیء اعظم تھے، تحصیلِ علم کے بعد آپ ''ادرنہ'' شہر میں شاہ ملک کے مدرسے میں مدرس کے درجے پر فائز ہوئے، آپ کے ایک اور بھائی تھے جو ''مدرسہ حلبیہ'' کے مدرس تھے۔

بعد ازاں ''مولیٰ خسرو'' یعنی ابوحنیفہ رومی ''ادرنہ'' میں مولیٰ یوسف بالی بن شمس

الدین فناری کو پابند کر کے خود ''برسا'' شہر میں سلطان محمد کے مدرسہ میں تشریف لے گئے، اور وہاں آپ نے علامہ سعد الدین تفتازانی کی 'المطول'' پر حاشیہ لکھا، پھر آپ اپنے بھائی صاحب کے انتقال کے بعد ان کی جگہ انہی کے جامعہ میں تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

بعد ازاں آپ اسلامی فوج میں قاضی کے عہدے پر فائز ہوئے، اور جب سلطان محمد خان دوسری بار تختِ سلطنت پر متمکن ہوئے تو آپ کے لئے روزانہ 100 درہم وظیفہ مقرر کر دیا، پھر جب قسطنطنیہ فتح ہوا تو وہاں کے قاضی ''مولیٰ خضر بک'' کی وفات کے بعد آپ کو وہاں کا قاضی بنا دیا گیا، اور ساتھ ہی آپ کو دو اور علاقوں ''غلطہ'' اور ''اسکندریا'' کا قاضی بھی بنا دیا گیا۔

اس دوران آپ وہاں کے جامعہ صوفیہ میں بھی پڑھاتے رہے، آپ درمیانے قد، بڑی داڑھی والے تھے، اعلیٰ لباس پہنتے تھے، سر پر چھوٹا عمامہ ہوتا تھا، بادشاہ سلطان محمد آپ سے عقیدت رکھا کرتے تھے اور آپ پر اس طرح ناز کیا کرتے تھے کہ: اپنے وزیروں اور مشیروں سے کہہ دیا کرتے تھے کہ: یہ اپنے زمانے کے ''ابوحنیفہ'' ہیں۔

آپ خشوع و خضوع کرنے والے، نیک خصلتوں کے مالک تھے، سکون اور وقار آپ طاری رہتا، اپنا کام خود کیا کرتے حالانکہ آپ کے بے شمار غلام اور خادمین ہوا کرتے تھے، اپنے عہدے اور تدریسی مصروفیات کے باوجود تصنیفات کے لئے اسلاف کی کتابوں میں سے روزانہ دو ورق خوبصورت خطاطی کے ساتھ ضرور لکھا کرتے تھے، اسی دوران آپ کو تختِ سلطانی کے مفتیءاعظم کے مرتبے پر فائز کر دیا گیا، چنانچہ آپ کا کام اور چرچا اور بڑھ گیا۔

آپ نے قسطنطنیہ میں کئی مساجد تعمیر کروائیں، آپ کی تصنیفات میں "حواش علی المطول"، "حواشی التلویح"، "حواش علی اول تفسیر البیضاوی"،

"مرقاة الوصول فی علم الاصول"، "شرح مرقاة الوصول"، "الدرر والغرر"، "الرسالة فی الولاء" اور "رسالة متعلقة بتفسیر سورة الانعام" وغیرہا خاص کر شامل ہیں۔

آپ کی وفات قسطنطنیہ میں ہی ہوئی، لیکن آپ کا جنازہ وہاں سے ''برسا'' شہر منتقل کر کے وہیں کے جامعہ میں آپ کو دفن کیا گیا، آپ کی وفات سن 885 ہجری میں ہوئی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(شذرات الذهب فی اخبار من ذهب لابن العماد الحنبلی (المتوفی: 1089) جلد 9 صفحه 513 دار ابن کثیر بیروت)

﴿50﴾ ''ابوحنیفہ رِہاوی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ بشر بن ذکوان بن عمرو بن حسان بن داؤد قرشی فہری دمشقی رہاوی'' ہے۔

آپ ''بکیر بن فیروز رہاوی'' سے اور وہ جناب براء بن عازب، ابو ہریرہ، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنھم سے روایت لیتے ہیں۔

علامہ ابن ابی حاتم نے ''الجرح والتعدیل'' میں اور علامہ جمال الدین مزی نے ''تہذیب الکمال'' میں ''جناب بکیر بن فیروز رہاوی'' کے ترجمے میں ان کا ذکر کیا ہے۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ رہاوی'' سن 130 ہجری میں موجود تھے۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم جلد 2 صفحه 278 رقم 1358)
(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم جلد 2 صفحه 402 رقم 1580)
(تهذیب الکمال جلد 4 صفحه 250 رقم 769 ترجمه بکیر بن فیروز)

فصل:

رقم الزاء

﴿51﴾ ''ابوحنیفہ زاہد''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن احمد صوفی زاہد قزوینی'' ہے۔
آپ کے حالات وواقعات مجھے نہیں مل سکے البتہ اہلِ علم نے آپ کے صاحبزادے ''شیخ ابوالفتوح احمد بن ابی حنیفہ'' کا تذکرہ کیا ہے جو کبار صوفیاء میں سے تھے۔

شیخ ابوالفتوح نے شیخ ابوسلیمان زبیری اور شیخ عطاء اللہ بن علی بن بلکویہ سے سماع کیا ہے، چنانچہ علامہ ابوالقاسم رافعی قزوینی نے ''التدوین'' میں یوں ذکر کیا ہے کہ:
''ابوالفتوح بن ابی حنیفہ صوفی قزوینی نے شیخ ابوالفضائل عبدالمنعم بن محمد بن طاہر بن سعید بن ابی سعید بن ابی الخیر سے ان کی حدیث کا سماع کیا ہے جسے وہ اپنے دادا ابوالفتح طاہر کی وساطت سے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایتاً بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اذا رضی الرجل عمل الرجل وهديه وسنته فانه مثله".
یعنی جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے عمل، راہنمائی اور طریقے سے خوش ہوتا ہے تو وہ بھی اسی کی مثل قرار دیا جاتا ہے۔
لہٰذا ''ابوحنیفہ زاہد'' سن 530 ہجری میں موجود تھے۔
(التدوین باخبار قزوین جلد2صفحه 171)
(التدوین باخبار قزوین جلد4صفحه 21)

﴿52﴾ ''ابوحنیفہ زندخانی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ نعمان بن عبدالجبار بن عبدالحمید بن احمد بن سہل بن محمد بن عمر بن العباس بن عمیس بن خالد بن مخلد بن ہاشم بن ابی صالح بن حفص بن احمد

حنفی زندخانی'' ہے۔

آپ شیخ ابوالحارث عبدالحمید کے بھائی ہیں، آپ کا تعلق ''زندخان'' سے ہے جسے بعض نے ''زندجان'' بھی لکھا ہے، لیکن ''زَندَخان'' ہی صحیح ہے، یہ ''سرخس'' شہر سے ایک فرسخ کے فاصلے پر ''قلعہ حصینہ'' کی ایک بستی ہے۔

آپ بہت بڑے فقیہ، متقی، واعظ اور حقوق اللہ تعالیٰ کی محافظت کرنے والے تھے۔

آپ نے شیخ ابومنصور محمد بن عبداللہ عیاضی وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا جو شیخ ابوعلی فقیہ کے شاگرد تھے، آپ کی وفات سن 500 ہجری کی حدود میں واقع ہوئی ہے۔

علامہ سمعانی نے ان کا تذکرہ ''الانساب'' میں کیا ہے اور پھر ان کے بعد انہی کے پوتے ''محمد بن محمد بن ابی حنیفہ نعمان'' کا بھی ذکر کیا اور لطف یہ کہ ان کی کنیت بھی ''ابوحنیفہ تھی جسے ہم نے ''ابوحنیفہ سرخسی'' کے طور پر رقم السین میں ذکر کر دیا ہے۔

(الانساب للسمعانی جلد3صفحہ190رقم4816)

(اللباب فی تہذیب الانساب جلد2صفحہ78)

(لسان المیزان جلد7صفحہ37رقم368)

﴿53﴾ ''ابوحنیفہ زیلعی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ عبدالکریم زیلعی'' ہے۔

''زیلعی'': زاء اور لام کی زبر کے ساتھ ہے، یہ نسبت ''زیلع'' کی وجہ سے ہے جو دراصل حبشیوں کی ایک نسل کا نام ہے جو افریقہ کی ایک جانب سمندر کے ساحل پر آباد ہے، یہ نسل اکثر بلکہ تمام کی تمام مسلمان ہے، جس علاقے میں یہ رہتے ہیں اسے بھی ''زیلع'' کہا جاتا ہے۔

نیز یمن کے جزیروں میں سے ایک جزیرے کا نام بھی ''زیلع'' ہے جہاں کے

بازار میں افریقہ سے لائی ہوئی جانوروں کی کھالیں بکتی ہیں چونکہ یہ کاروبار کرنے والے بالعموم حبشی ہوتے ہیں اسی لئے اس علاقے کا نام بھی ''زیلع'' ہے۔

آپ بہت بڑے فقیہ، فاضل اور بلا کے ذہین تھے، اسلاف کی کتب سے کثرتِ نقل، مطالعہ اور بے مثال حافظے کی وجہ سے آپ کو ''ابوحنیفہ'' کنیت سے مکنّٰی کیا گیا۔

آپ زیلعی نسل سے تعلق رکھنے کے باوجود بھی کمال کے فصیح تھے، آپ نے قدیم شہروں کا سفر فرمایا اور علمِ حدیث اور علمِ فقہ کی خوب خدمت کی۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ زیلعی'' سن 500 ہجری کی حدود میں فوت ہوئے ہیں۔

(الجواهر المضية صفحه 213 رقم 805)

(الجواهر المضية صفحه 449 رقم 1874)

فصل:

﴿رقم السین﴾

﴿54﴾ ''ابوحنیفہ سابق الحاج''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ سعید بن بیان کوفی'' ہے۔
آپ کا لقب: ''سابق الحاج'' ہے، بعض نے ''سائق الحاج'' کہا ہے۔
آپ نے اپنے ماموں ''عقیل''، ''ابواسحاق سبیعی'' اور ''شعبہ'' سے سماع کیا۔
آپ سے ''اسماعیل بن صبیح یشکری کوفی، ابراہیم بن محمد بن میمون اور مہلب بن علاء نے سماع کیا۔

آپ نے خلیفہ ہارون رشید کا زمانہ پایا ہے۔

علامہ دولابی نے ''الکنی والاسماء'' میں آپ کی وساطت سے جناب براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کو نقل کیا ہے کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''من کنت مولاہ فعلی مولاہ''۔
یعنی جس کا میں مولیٰ اس کا علی (رضی اللہ عنہ) مولیٰ۔
علامہ یحییٰ شجری نے ''ترتیب الامالی'' میں آپ ہی کے واسطے سے جناب نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت کو نقل کیا ہے کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مثلی ومثل الامراء کمثل قوم رکبوا سفینۃ فصاب رجل منهم مکانا، فقال: یا هؤلاء طریقکم وممر کم علی، وانی ناقب هنا نقبا، فأستقی، واأتوضأ وأقضی فیه حاجتی، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فان هم ترکوه هلك، واهلکهم وان اخذوا علی یدیه، نجا ونجوا......الخ۔
ترجمہ: میری اور اُمراء کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جو ایک کشتی پر سوار

ہو جاتے ہیں، تو ان میں سے ایک کو منزلِ مقصود کا پتہ ہوتا ہے تو وہ دوسروں سے کہتا ہے: اے لوگو! اپنا راستہ اور گزرگاہ میرے کہنے کے مطابق اپناؤ، میں نے وہ راستہ کھوج رکھا ہے جہاں میں پانی بھی پی سکتا ہوں، وضو بھی کر سکتا ہوں اور اپنی تمام ضروریات بھی پوری کر سکتا ہوں، پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اگر وہ لوگ اس کی بات نہیں مانتے تو وہ بھی ہلاک ہوگا اور اِنہیں بھی ہلاک کر دیگا، لیکن اگر اس کے کہے پر چلیں تو وہ بھی نجات پائے گا اور یہ بھی نجات پائیں گے......الخ۔

چنانچہ ''ابو حنیفہ سعید بن بیان سابق الحاج'' سن 190 ہجری میں موجود تھے۔

(ترتیب الامالی الخمیسیة الشجری جلد2 صفحه 379 رقم 2828)

(الکنی والاسماء لابی البشر الدولابی جلد2 صفحه 495 رقم900)

(نزهة الالباب فی الالقاب جلد1 صفحه355 رقم1433)

(الکامل فی ضعفاء الرجال جلد1 صفحه184)

(المقتنی فی سرد الکنی جلد1 صفحه204 رقم1826)

(تهذیب الکمال جلد1 صفحه472 رقم453 ترجمه اسماعیل یشکری)

﴿55﴾ ''ابو حنیفہ سجزی''

ان کا پورا نام: ''ابو حنیفہ ابکر بن احمد بن محمد بن حسین بن سہل بن حمدان بن علی بن سہل سجزی'' ہے۔

''سجزی'': سین کی زیر کے ساتھ ہے۔ یہ نسبت ''سجستان'' کے ایک معروف شہر ''سجز'' کی وجہ سے ہے، اس علاقے میں بڑے بڑے محدّثین، فقہاء اور اُدباء لوگ پیدا ہوئے ہیں، زیادہ تر سجستانی لوگ خود کو اسی نسبت سے منسوب کرتے ہیں۔

بہر حال ''ابو حنیفہ سجزی'' کے حالات و واقعات مجھے نہیں مل سکے، چنانچہ علامہ تقی

الدین حنبلی نے بھی ''المنتخب'' میں ان کے بارے میں صرف اتنا ہی کہا ہے کہ: یہ بزرگ ''مستور'' ہیں یعنی ان کے حالات وواقعات پوشیدہ ہیں۔

البتہ میرا اندازہ ہے کہ ''ابوحنیفہ سجزی'' سن 400 ہجری میں موجود تھے۔

واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

(المنتخب من كتاب السياق لتاريخ النيسابور جلد 1 صفحه 178 رقم 428)

﴿56﴾ ''ابوحنیفہ سختیانی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ حسین بن یوسف العدل الرضا الحاکم حنفی سختیانی'' ہے۔

''سختیانی'': سین کی زبر اور تاء کی زیر کے ساتھ ہے، یہ نسبت ''سختیان'' کی وجہ سے ہے جو بکری کے رنگے ہوئے چمڑے کو کہتے ہیں، اسی کی خرید وفروخت والے کاروبار کرنے والے کو ''سختیانی'' کہتے ہیں، اس نسبت سے بھی بہت سے علماء مشہور ہوئے۔

مجھے ''ابوحنیفہ سختیانی'' کے حالات وواقعات نہیں مل سکے، البتہ ان کے پوتے شیخ ابوعلی حسین بن محمد بن ابی حنیفہ حسین بن یوسف الحاکم'' ایک مشہور ومعروف فقیہ اور محدّث ہیں جنہوں نے متعدد شیوخ سے علم حاصل کیا ہے، قاضی تھے، خود اپنی ولادت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں سن 331 ہجری میں پیدا ہوا تھا، علامہ تقی الدین حنبلی ''المنتخب'' میں فرماتے ہیں کہ: ابوعلی حسین کی وفات ماہِ رمضان المبارک سن 421 ہجری میں ہوئی۔

لہٰذا ان کے دادا ''ابوحنیفہ سختیانی'' سن 310 ہجری میں موجود تھے۔

واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

(المنتخب من كتاب السياق لتاريخ نيسابور جلد 1 صفحه 212 رقم 593)

(المنتخب من كتاب السياق لتاريخ نيسابور جلد 1 صفحه 207 رقم 563)

﴿57﴾ ''ابوحنیفہ سرخسی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن محمد بن ابی حنیفہ نعمان زندخانی سرخسی'' ہے۔
بعض نے آپ کی کنیت ''ابوالفضل'' بھی بیان کی ہے اور کہا ہے کہ ''ابوحنیفہ'' آپ کا لقب تھا، نہ کہ کنیت۔

''سرخسی'': خراسان کے پرانے شہروں میں سے ایک شہر ''سرخس'' کی وجہ سے ہے، ابوحنیفہ سرخسی نے ''سرخس'' میں رہ کر اپنے شیخ سید ابوالحسن محمد بن محمد بن زید حسینی سے احادیث کا سماع کیا، حالانکہ آپ کا تعلق ''زندخان'' علاقے سے تھا۔

چونکہ آپ کے دادا ''نعمان بن عبدالجبار بن عبدالحمید زندخانی'' بھی ''ابوحنیفہ'' سے ملقب تھے جن کا بیان ہم سابق میں ''ابوحنیفہ زندخانی'' کے طور پر کر چکے ہیں، یہی وجہ ہے کہ: ہم نے ان کے پوتے ''ابوحنیفہ محمد بن محمد'' کے لئے یہاں ''سرخسی'' نسبت کو ذکر کیا ہے تاکہ انکے دادا ''ابوحنیفہ زندخانی'' سے شبہ پیدا نہ ہو۔

''ابوحنیفہ سرخسی'' نیک دل، نمونہ سیرت، اللہ کے ولی اور بہت بڑے فقیہ تھے۔
آپ نے ''شیخ سید ابوالحسن محمد بن محمد بن زید حسینی، شیخ ابوالفتح مسعود بن سہل بن حمک حکمی اور ابومنصور محمد بن عبدالملک بن حسن مظفری'' سے علم حاصل کیا۔

اور آپ سے علم حاصل کرنے والوں میں فقہاء کی ایک بہت بڑی جماعت شامل ہے۔

آپ سن 464 ہجری میں پیدا ہوئے اور سن 540 ہجری کی حدود میں آپ نے وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(الانساب للسمعانی جلد3 صفحہ190 رقم4817)
(التحبیر فی المعجم الکبیر جلد2 صفحہ230 رقم881)
(المنتخب من معجم شیوخ السمعانی صفحہ1618)

58 ''ابوحنیفہ سکونی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ جفنہ بن تجیب بن قتیرہ بن حارثہ بن عبد شمس بن معاویہ بن جعفر بن اسامہ بن سعد بن اشرس بن شبیب بن سکون بن اشرس بن ثور بن کندہ سکونی کندی خولانی تجیبی'' ہے۔

سکونی کہلانے کی وجہ ''سکون بن اشرس'' کی اولاد ہونے کی وجہ سے ہے جو کندی قبیلہ کا ایک فرد تھا، یہ صحابیء رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''جناب معاویۃ بن حدیج کوفی کندی تجیبی رضی اللہ عنہ'' کے دادا ہیں، جنہوں نے سن 52 ہجری میں وصال فرمایا تھا، علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ: جناب معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ کی اولاد آج تک مصر میں ہے۔

مجھے ''ابوحنیفہ سکونی'' کے حالات وواقعات نہیں ملے، البتہ ''تہذیب الاسماء واللغات'' کے مصنف نے جناب معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ کے دادا ''جفنہ'' کی کنیت ''ابوحنیفہ'' کا ذکر یوں کیا ہے کہ: ''ھومعاویة بن حدیج بن ابی حنیفة الکوفی الکندی التجیبی''۔

میں کہتا ہوں کہ: ''ابوحنیفہ سکونی'' اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے۔

(تہذیب الاسماء واللغات جلد2صفحہ101رقم585)

(اسد الغابة لابن الاثیر جلد3صفحہ1144رقم4982)

(الاصابة لابن حجر جلد3صفحہ1853رقم8065)

(سیر اعلام النبلاء جلد4صفحہ206رقم232)

﴿59﴾ ''ابو حنیفہ سلطانپوری''

ان کا نام اور تفصیلی حالات مجھے معلوم نہیں ہو سکے البتہ ''نزہۃ الخواطر'' کے مصنف نے ان کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ: آپ بہت بڑے بزرگ، فقیہ اور فاضل تھے۔

آپ نے شیخ عبداللہ بن شمس الدین سلطانپوری سے علم حاصل کیا، اور آپ سے ''علامہ استاذ الملک محمد افضل عثمانی جونپوری'' نے اکتسابِ فیض کیا جو سن 1062 ہجری میں فوت ہوئے، صاحبِ ''نزہۃ الخواطر'' نے آپ کا ذکر علامہ محمد افضل جونپوری کے تذکرہ میں کیا ہے۔

میں نے یہاں آپ کو آپ کے استاذ ''عبداللہ بن شمس الدین سلطانپوری'' کی نسبت سے منسوب کیا ہے۔

لہٰذا ''ابو حنیفہ سلطانپوری'' سن 1030 ہجری میں موجود تھے۔

(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر جلد5 صفحه 628)

﴿60﴾ ''ابو حنیفہ سندھی''

ان کا مکمل نام مجھے نہیں مل سکا البتہ ان کا بقیہ تعارف:

''قاضی ابو حنیفہ سندھی حنفی بھکری'' ہے۔

آپ بہت بڑی علمی اور وجیہ شخصیت تھے، اپنے زمانے کے مشہور اور بڑے علماء میں شمار کئے جاتے تھے، آپ سلطان محمد تغلق شاہ دہلوی کے زمانے میں سندھ کے ایک بڑے شہر ''بھکر'' کے قاضی تھے۔

معروف سیاح ''محمد بن عبداللہ بن محمد مغربی'' المعروف ''ابن بطوطہ'' نے اپنے مشہور سفر نامہ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''میں جب سندھ کے علاقے

بھکر میں پہنچا تو میری ملاقات وہاں کے قاضی سے ہوئی جنہیں ''ابوحنیفہ'' کہا جاتا تھا میری ان سے یہ ملاقات سندھ بھکر میں سن 734 ہجری میں ہوئی تھی''۔

(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر جلد2صفحه143)

(رحلة ابن بطوطة جلد2صفحه315دار الشرق العربی)

﴿61﴾ ''ابوحنیفہ سونجردی''

ان کا نام وبقیہ حالات وواقعات مجھے معلوم نہیں ہو سکے البتہ علامہ ابن جوزی نے ''المنتظم'' اور علامہ ذہبی نے ''تاریخ الاسلام'' میں آپ کے پوتے ''شیخ ابوطاہر احمد بن حسین بن ابی حنیفہ'' کا تذکرہ کیا ہے۔

جنہوں نے ''شیخ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن خضر بن مسرور سونجردی'' سے تعلیم پائی۔

اور جمعرات کے دن 15 ربیع الاول سن 461 ہجری میں ان کی وفات ہوئی اور باب حرب کے پاس دفن ہوئے۔

''سونجردی'': پہلی اور دوسری سین پر زبر اور جیم کی زیر کے ساتھ ہے، یہ نسبت ''سونجرد'' سے ہے جو بغداد کے نواح میں واقع ایک بستی کا نام ہے۔

میں نے ان کے شیخ کی نسبت سے ان کے دادا ''شیخ ابوحنیفہ'' کو ''سونجردی'' نسبت سے منسوب کیا ہے، چنانچہ ''ابوحنیفہ سونجردی'' سن 380 ہجری میں موجود تھے۔

(المنتظم فی تاریخ الملوك والامم جلد16صفحه115رقم3397)

(تاریخ الاسلام جلد 28صفحه36رقم53ترجمه احمد بن عبد الله بن الخضر)

فصل:

رقم الشین

﴿62﴾ ''ابوحنیفہ شافعی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ عبد الرحمٰن بن حسن بن احمد بن حسین بن حسین زوزنی شافعی زورقی مروزی'' ہے۔

''زوزنی'': علامہ سمعانی کے نزدیک یہ پہلی اور دوسری زاء کی زبر کے ساتھ ہے، اور علامہ شہاب الدین حموی کے نزدیک پہلی زاء کی پیش اور دوسری زاء کی زبر کے ساتھ ہے، یہ نسبت ''ہرات'' اور ''نیشاپور'' شہروں کے درمیان میں موجود ایک بڑے اور حسین شہر ''زوزن'' کی وجہ سے ہے، جہاں ہر فن کے علماء اور فضلاء کی ایک کثیر تعداد پیدا ہوئی۔

انہی علماء میں سے ''ابوحنیفہ عبد الرحمٰن بن حسن زوزنی شافعی'' ہیں چنانچہ علامہ ابن ملقن نے ''عقد المذہب'' میں ان کا نام ''ابوحنیفہ عبد الرحمٰن بن حسین زورقی'' بیان کیا ہے، آپ مذہبِ شافعیہ کے ایک عظیم بزرگ اور قابل عالم تھے۔

آپ کے لئے علماء نے ''الفقیہ، الشیخ، البھی، الرئیس'' جیسے الفاظ کا ستعمال کیا ہے، آپ تلاوتِ قرآن کثرت سے کیا کرتے تھے، آپ فنِ خطاطی کے بے مثال ماہر تھے، قرآن شریف کو نہایت اعلیٰ درجے کی خوشخطی کے ساتھ لکھنے کی وجہ سے بے حد مشہور تھے، بلکہ اکثر اوقات اسی کام میں لگے رہتے، لوگ آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن شریف کے نسخوں کو لگے ہاتھ خرید لیا کرتے، چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ سے قرآن شریف کی کم وبیش 400 نسخے تیار کئے اور ہر نسخے کو 50 دینار میں فروخت کیا، جو ایک خطیر رقم سمجھی جاتی تھی۔

آپ روایتِ حدیث میں اہلِ علم کے نزدیک ''صدوق'' ہیں، آپ نے ''شیخ ابوبکر حیری، شیخ ابوسعد جبروذی، شیخ ابوسعد عُلیل اور شیخ منصور بن رامش'' جیسے فضلاء

سے علم حاصل کیا، آپ نے حضور زین الاسلام کی صحبت کو پایا اور شیخ الاسلام ابن عثمان صابونی کی بہت خدمت کی، اس کے ساتھ ساتھ اصحابِ اصم سے سماع کیا۔

اور آپ سے ''علامہ مسعود سجزی'' سمیت کثیر عوام وخواص مستفیض و مستفید ہوئے۔

علامہ شیرویہ کہتے ہیں کہ: آپ نے سن 455 ہجری میں حج کی سعادت حاصل کی۔

''ابوحنیفہ زوزنی شافعی'' کی وفات سن 467 ہجری میں ہوئی۔

(المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ النیسابور صفحہ 346 رقم 1039)

(طبقات الشافعیة للاسنوی جلد 1 صفحہ 305 رقم الترجمة 569)

(عقد المذهب فی طبقات حملة المذهب صفحہ 265 رقم 942)

(معجم البلدان للحموی جلد 3 صفحہ 178 رقم 1608)

﴿63﴾ ''ابوحنیفہ شعرانی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ اسماعیل بن عبداللہ بن زکریا رملی الشعرانی۔

''شعرانی'': شین کی زبر کے ساتھ ہے، یہ لفظ ''شعر'' (بال) سے بنا ہے بالوں کی کثرت کو عربی میں ''شعران'' بھی کہتے ہیں، اس لفظ کا اطلاق ان علاقوں پر ہوتا ہے جہاں کثرت سے پیڑ، پودے اور ہریالی ہوتی ہے، ایسی جگہ آباد ہونے والے لوگ خود کو ''شعرانی'' کہتے ہیں، نیز ''رملی'': راء کی زبر اور میم کی جزم کے ساتھ ہے، یہ نسبت ''فلسطین'' کے ایک شہر ''رملہ'' کی وجہ سے ہے۔

''ابوحنیفہ شعرانی'' نے ''ابوعاصم محمود بن عاصم شیبانی، مسکین بن میمون اور مسعود بن بشر'' سے سماع کیا، اور آپ سے ''یحییٰ بن سکن رملی اور ''من اسمہ عمرو من الشعراء'' کے مصنف علامہ ابوعبداللہ محمد بن داؤد الجراح نے سماع کیا جو سن 296 ہجری میں

فوت ہوئے۔

چنانچہ علامہ ابن مندہ نے ''فتح الباب فی الکنی والالقاب'' میں ابوحنیفہ اسماعیل شعرانی کی وساطت سے جناب عبدالرحمٰن بن قرظ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اسری بی لیلة من المسجد الحرام وکان بین المقام وزمزم جبرائیل عن یمینه ومیکائیل عن یساره فطار حتی بلغ السماوات العلی فلما رجع قال: سمعت صوتا من السماوات العلی مع تسبیح وتکبیر سبحان رب السماوات العلی ذی المهابة سبحانه تعالیٰ"۔

ترجمہ: جس رات مجھے مسجد حرام سے سیر شروع کروائی گئی اس وقت مقامِ ابراہیم اور زمزم کے دائیں جانب جبریل تھے اور بائیں جانب میکائیل، چنانچہ وہ مجھے لیکر اڑے حتی کہ آسمانوں کی بلندیوں پر پہنچ گئے، پھر جب واپس آئے، تو میں نے آسمانوں کی بلندیوں سے تسبیح وتکبیر والی آواز کو اس طرح کہتے سنا: ''سبحان رب السماوات العلی ذی المهابة سبحانه تعالیٰ''۔

آپ کے صاحبزادے ''شیخ ابویعقوب اسحاق بن اسماعیل بن عبداللہ بن زکریا رملی شعرانی'' کا شمار بھی جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے انہیں ''صاحب الوفرہ'' بھی کہا جاتا ہے، وہ ''آدم بن ابی ایاس عسقلانی'' سے روایت لیتے ہیں، ان کی وفات کے متعلق علامہ سمعانی ''الانساب'' میں فرماتے ہیں کہ اسحاق سن 288 ہجری میں فوت ہوئے.

چنانچہ ان کے والد ''ابوحنیفہ شعرانی'' سن 230 میں موجود تھے۔ واللہ اعلم

ورسوله صلى الله عليه وسلم:

(فتح الباب فی الکنی والانقاب صفحہ 277 رقم 2378)

(من اسمه عمرو من الشعراء، جلد 1 صفحہ 18، 19، 24 رقم 132)

(الانساب للسمعانی جلد 3 صفحہ 453 رقم 5926)

﴿64﴾ ''ابوحنیفہ شوبری''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ احمد بن احمد خطیب شوبری مصری'' ہے۔

''شوبری'': شین اور باء کی زبر کے ساتھ ہے، یہ نسبت مصر کے ایک علاقے ''شوبر'' کی وجہ سے ہے، اور شوبر کا معنیٰ ''دھندلا'' یا ''گردآلود ہونا'' ہے، چونکہ اس علاقے کی فضاء عموماً گردآلود رہتی ہے، اسی وجہ سے یہ علاقہ اس نام سے موسوم ہے۔

آپ کا ذکر ''علامہ محمد امین بن فضل اللہ بن محبّ الدین بن محمد محبی حموی الاصل دمشقی'' نے ''خلاصة الاثر'' میں کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''آپ فقہ حنفی کے بہت بڑے عالم، حجت، اور اپنے زمانے میں فقہ، حدیث، تصوف اور نحو کے امام تھے، کامل الفضائل تھے، اپنے شہر میں ہی پلے بڑھے، پھر اپنے بھائی شمس الدین کے ساتھ ''شیخ احمد بن علی شناوی'' کے پاس ''منیہ'' چلے گئے اور ان سے علومِ طریقت حاصل کیے، اور انہی کے پاس لوگوں میں رائج علوم بھی حاصل کیے، پھر مصر واپس آئے، چند سال ''الازہر'' میں زیرِ تعلیم رہے۔

آپ نے علمِ فقہ وغیرہ کی تعلیم ''امام علی بن غانم مقدسی، شیخ عبداللہ تحریری اور شیخ عمر بن نجیم'' سے حاصل کی، اور شافعیہ کے نامور بزرگ شیخ شمس الدین محمد رملی'' سے (جو علامہ نووی کی ''المنہاج'' کے شارح ہیں) وغیرہ سے بھی علم حاصل کیا۔

علامہ شبیشی بتاتے ہیں کہ: آپ نے صحیح بخاری کا سماع ''شیخ شمس الدین محمد محبی حنفی'' سے کیا، اور جب کبھی آپ سے سبق میں غیر حاضری ہوجاتی تو اپنے شیخ کے گھر

حاضر ہوکر سبق پڑھ لیتے، آپ کو اکثر اساتذہ نے اس امر کی اجازت دے رکھی تھی، یہاں تک کہ اس قدر علم کی لگن آپ کو عطاء فرمائی گئی تھی کہ اپنے زمانے والوں پر آپ کا وجود بے حد مفید ثابت ہوا، مصر اور شام کے تمام حنفی علماء آپ کے دسترخوانِ علم کے خوشہ چین تھے، اسی وجہ سے آپ کو مصر میں ''ابوحنیفہ صغیر'' اور آپ کے بھائی شیخ محمد کو ''شافعی صغیر'' کا لقب ملا۔

''ابوحنیفہ شوبری'' خیر وصلاح اور برکت میں بے حد مشہور تھے، علم کا شوق رکھنے والوں کو اپنے گھر میں ہی پڑھایا کرتے تھے، اور لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے کنارہ کش رہا کرتے تھے، شریعت وحقیقت کے علوم میں جامع تھے، صوفیاء کے معتقد تھے، وجیہ اور ہیبت بھری شخصیت کے مالک تھے، کسی کو بھی شک کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے، جلیل القدر تھے، اکثر اوقات اللہ کے خوف وخشیت سے روتے رہتے تھے، صاحبِ حال تھے اور آپ سے متعدد کرامات کا صدور ہوا۔

آپ سے علم حاصل کرنے والوں میں شام کے بہترین فقیہ اور صاحبِ تقویٰ بزرگ ''شیخ اسماعیل بن عبد الغنی نابلسی دمشقی حنفی'' ہیں جو فقہ کی بے مثال کتاب ''الاحکام شرح الدرر'' وغیرہ کے مصنف ہیں۔

صاحبِ ''خلاصہ الاثر'' فرماتے ہیں کہ: علامہ نابلسی جب سن 1057 ہجری میں قاہرہ سے لوٹ رہے تھے تو ان سے میرے والدِ گرامی کی ملاقات ہوئی، تو اسی سفر میں ان کے استاذ شیخ ابوحنیفہ شوبری کے بارے میں ان سے گفتگو ہوئی تو فرمانے لگے کہ:

آپ تو حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور آپ کے صاحبین رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے، قاہرہ میں ''سلطنتِ حنفیہ'' کی شاہی آپ پر ہی بس تھی، مذہب کی باگ ڈور آپ ہی کے ہاتھ میں تھی، آپ نے فقہ حنفی کی بے مثال خدمات سر

انجام دی ہیں۔

میں نے آپ کی بارگاہ میں آپ کے بعض فاضل طلباء کی موجودگی میں ''ہدایہ شریف'' کے پہلے حصے پڑھے ہیں، آپ نے مجھے روایت و درایت کی اجازت بھی عطاء فرمائی تھی، جو میرے پاس آج بھی آپ ہی کے قلم سے لکھی ہوئی محفوظ ہے۔

نیز آپ کا ذکرِ خیر علامہ شلی نے بھی ''عقد الجواہر والدرر'' میں کیا ہے کہ:

آپ صلاح و برکت کے ساتھ مشہور تھے، آپ پر عزت اور وقار کی کیفیت رہتی تھی، کسی کو بھی شک کی نظروں سے نہیں دیکھتے تھے، لوگوں کے نزدیک بڑے جلیل القدر اور مقبول الکلام تھے، صوفیاء اور صالحین کے معتقد تھے، آپ سے کرامات و مکاشفات کا صدور ایک عام بات تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ: آپ ہی کے ہم زمانہ ''علامہ سری محمد بن محمد دروری'' جو بلند پایہ علماء میں سے تھے، آپ کی عظمت و بزرگی تسلیم نہیں کیا کرتے تھے تو جب آپ کو اس بات کا پتہ چلا تو اپنے بعض شاگردوں سے فرمایا: انہیں خبر دو کہ ہمارے جنازوں سے پتہ چل جائے گا، لیکن علامہ سری اس بات کو سمجھ نہ پائے۔

چنانچہ علماء متفق ہیں کہ دونوں کا وصال ایک ہی مہینہ میں ہوا، چنانچہ علامہ سری کا جنازہ ایک عام آدمی کے جنازے کی طرح ہوا اور جناب ابوحنیفہ شوبری کا جنازہ اتنا بڑا تھا کہ اس میں حکامِ وقت، امراء، علماء اور جلیل القدر مشائخ بھی شامل تھے، لوگوں پر آپ کی وفات کا غم یوں طاری تھا، جیسے ان سے انکی کوئی بہت اہم شےء چھین لی گئی ہو، چنانچہ آپ کی وفات سن 1066 ہجری میں ہوئی، آپ کی نماز جنازہ آپ کے بھائی ''شیخ امام شمس الدین محمد نے'' ''رملیہ'' کے مقام پر پڑھائی۔

اور آپ کو وہیں پر دفن کیا گیا، آپ کے مزار پر حاضر ہونے والے زائرین آج بھی فیض پا رہے ہیں۔ واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(خلاصة الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر جلد 1 صفحہ 174 "حرف الھمزة والالف" دار صادر بیروت)

﴿65﴾ "ابوحنیفہ شہابی"

ان کا نام مجھے معلوم نہیں ہو سکا البتہ ان کا تعارف:

"ابوحنیفہ بن سماک بن فضل فقیہ شہابی خولانی یمانی" ہے۔

آپ جلیل القدر بزرگ ہیں، اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے استاذ ہیں، آپ نے "ابن ابی ذیب" سے روایات لی ہیں اور آپ سے امام شافعی نے بہت کچھ سیکھا ہے، آپ بڑے علماء میں شمار ہوتے ہیں اور آپ کے والد "جناب سماک بن فضل خولانی یمانی صنعانی"، جلیل القدر مشہور محدث، فقیہ اور صاحبِ فتویٰ تھے۔

علامہ دارقطنی نے "ابوحنیفہ بن سماک بن فضل" کی وساطت سے جناب ابن ابی شریح کعبی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا:

"من قتل له قتيل فهو بخير النظرين ان احب فله العقل وان احب فله القود"۔

یعنی جس شخص کا کوئی مقتول قتل ہو جائے تو اسے دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا حق ہے، چاہے تو دیت لے لے یا چاہے تو قصاص لے لے۔

"جناب ابوحنیفہ شہابی" فرماتے ہیں کہ: میں نے جناب ابن ابی ذیب سے پوچھا کہ: اے ابوالحرث! آپ بھی اسی پر فتویٰ دیتے ہیں؟ تو انہوں نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور مجھ پر خوب افسوس کیا اور مجھے قریب کر کے بولے، میں تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنا رہا ہوں اور تم مجھ سے کہتے ہو کہ کیا آپ اس پر

فتویٰ دیتے ہیں؟ ہاں میں اسی پر فتویٰ دیتا ہوں، یہ مجھ پر اور ہر اس شخص پر فرض ہے جو بھی اس حدیث کو سنے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کو چنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہاتھوں سے لوگوں کو ہدایت عطاء فرمائی، اور لوگوں کے لئے اسی کو چنا جسے اپنے لئے پسند کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبانِ مقدس پر اپنا کلام جاری فرمایا، تو اب مخلوق پر فرض ہے کہ وہ صدقِ دل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع ہو جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں رچ بچ جائیں، کیونکہ کسی مسلمان کے لئے اس سے نکلنے کی گنجائش نہیں، ابو حنیفہ شہابی فرماتے ہیں کہ علامہ ابن ابی ذیب یہ باتیں کرتے رہے اور اس قدر بولتے رہے کہ میں نے دل میں تمنا کی کہ کاش یہ خاموش ہو جائیں۔

بہر حال ''ابو حنیفہ شہابی'' سن 170 ہجری میں موجود تھے۔

(مسند الشافعی جلد2 "باب التخيير فی العقل والقود" رقم1632)

(السلوك فی طبقات العلماء والملوك جلد1 صفحه144)

(الكنى والاسماء للدولابی جلد2 صفحه450 رقم807)

(الكنى والاسماء للدولابی جلد2 صفحه497 رقم904)

(سير اعلام النبلاء جلد6 صفحه563 ترجمه ابن ابی ذئب)

(سير اعلام النبلاء جلد8 صفحه255 ترجمة الشافعی)

(المقتنى فی سرد الكنى جلد1 صفحه205 رقم1831)

﴿66﴾ ''ابو حنیفہ شیبانی''

ان کا پورا نام: ''ابو حنیفہ قیس بن اصرم شیبانی'' ہے۔

''شیبانی'': شین پر زبر کے ساتھ ہے، یہ نسبت ''بنو شیبان'' کی وجہ سے ہے جو ایک مشہور عرب قبیلے بنو بکر بن وائل کی ایک شاخ ہے، اور یہ قبیلہ ''بکر بن وائل'' کے

پڑپوتے ''عکابہ بن صعب'' کے پڑپوتے ''شیبان بن ذہل'' سے منسوب ہے۔

آپ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مقلدین ائمہ میں بہت مشہور اور جلیل القدر بزرگ ہیں، بلند پایہ فقیہ، مفتی اور قاضی تھے، آپ نے طبقہ ثانیہ کے ''شیخ ابوالحسین عبدالغافر'' وغیرہ جیسے قابل اہلِ علم سے سماع کیا۔

آپ نیشاپور تشریف لائے اور وہیں رہائش اپنالی، آپ کا شمار نیشاپور کی بڑی ہستیوں میں ہوتا ہے، وہاں آپ سے ''امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ'' نے سماع کیا۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ شیبانی'' کا وصال سن 200 ہجری سے پہلے ہوگیا تھا۔

والله اعلم ورسوله صلى الله عليه وسلم

(المنتخب من كتاب السياق لتاريخ النيسابور صفحه 464 رقم 1447)

(الجواهر المضية صفحه 268 رقم 1071)

فصل:

رقم الصاد

﴿67﴾ ''ابوحنیفہ صاغانی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ احمد بن محمد مہلبی صنعانی صاغانی'' ہے۔

''صاغانی'': نسبت ''صاغان'' کی وجہ سے ہے جو''مرو'' شہر کے نوح میں واقع ایک بستی کا نام ہے، اس کا دوسرا نام ''جاغان'' بھی ہے۔

آپ کمال کے حافظ اور بلند پایہ نحوی تھے۔

آپ نے ''شیخ ابوبکر احمد بن نجم ترمذی'' سے علم حاصل کیا،

چنانچہ ''ابوحنیفہ صاغانی'' سن 620 ہجری میں موجود تھے۔

یاد رہے کہ کنیت کے اختلاف سے اسی نام کے ایک اور بزرگ ہیں جنہیں ''شیخ ابوالعباس احمد بن محمد مہلبی مصری برجانی نحوی'' کہا جاتا ہے، انہوں نے علم نحو پر ایک کتاب ''المختصر'' اور ''شرح علل النحو'' لکھی تھی۔

(بغیة الوعاة للسیوطی جلد 1 صفحہ 389 رقم 760)

(فتح الباب فی الکنی والالقاب جلد 1 صفحہ 148 رقم 1125)

﴿68﴾ ''ابوحنیفہ صغیر''

اُن کا پورا نام: ''ابوحنیفہ یحییٰ امان حنفی'' ہے۔

آپ کا ذکر ''شیخ عبدالاول بن حماد انصاری'' نے اپنے والد ''علامہ محدّث شیخ حماد بن محمد انصاری'' کے تذکرے میں کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ:

''میں نے اپنے والد گرامی سے فرماتے ہوئے سنا کہ: میں مکہ مکرمہ کے پاس مقامِ خنساء میں رہا کرتا تھا، پھر میں نے مکہ میں بھی سات سال گزارے، پھر میں صولتیہ کے مقام پر تعلیم حاصل کرنے چلا گیا، وہاں میں نے جن مشہور اور قابل مشائخ

سے علم حاصل کیا ان میں ''شیخ حسن مشاط''، ''شیخ محمد نور سیف''، ''شیخ علوی مالکی''، ''شیخ امین حنفی''، ''شیخ صالح کنتل''، ''شیخ زکریا بیلہ جاوی''، ''شیخ علی بکر نیجیری رحمہ اللہ'' اور ''شیخ یحیٰی امان حنفی'' شامل ہیں جو ''ابوحنیفہ صغیر'' کے لقب سے جانے جاتے تھے''۔

چنانچہ ''شیخ ابوحنیفہ صغیر'' سن 1375 ہجری میں موجود تھے۔

(المجموع فی ترجمة العلامة المحدث الشیخ حماد بن محمد الانصاری جلد 1 صفحہ 436)

69 ''ابوحنیفہ صوفی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ علی بن حسین بن علی صوفی'' ہے۔

آپ نے ''شیخ جعفر بن محمد بن نصر خلدی'' سے سماع کیا اور آپ سے ''ابوالحسن محمد بن علی بن محمد بن عبیداللہ بن مہتدیٰ باللہ خطیب'' نے سماع کیا۔

خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں آپ کا ذکر کیا ہے لیکن آپ ہی کے ہم نام ایک اور بزرگ ''علی بن حسین صوفی بغدادی'' کا بھی ذکر کیا ہے جو یوسف بن واضح بصری سے سماع کیا اور ان سے امام طبرانی اپنی معجم میں روایات نقل کیں، خطیب بغدادی نے ان کا ذکر الگ کیا ہے اور ان پر کسی قسم کی جرح یا تعدیل نہیں کی، لیکن جب ہمارے ممدوح ابوحنیفہ صوفی کا ذکر کیا تو انہیں الگ رقم اور الگ تعارف کے ساتھ بیان کیا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

آپ دادا ہیں اپنے ہی ہم نام ایک اور بزرگ ''شیخ علی بن حسین بن علی بن حسین بن علی صوفی'' کے، ان کا ذکر بھی خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے ''اللآلی المصنوعہ'' میں ''ابوحنیفہ علی بن حسین صوفی'' کی وساطت سے جناب حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی روایت کو نقل کیا

ہے کہ فرمایا:

"صلی بنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلاة الفجر فلما انفتل من صلاته قال: این ابوبکر الصدیق ؟ فأجابه ابوبکر من آخر الصفوف: لبیك لبیك یا رسول اللّٰه، قال: افرجوا لابی بکر الصدیق، ادن منی یا ابابکر! لحقت معی التکبیرة الاولیٰ؟ قال یا رسول اللّٰه ! کنت معك فی الصف الاول فکبرت وکبرت فاستفتحت بالحمد فقرأتها فوسوس الی شیء من الطهور فخرجت الی باب المسجد فاذا بهاتف یهتف بی وهو یقول ورائك فألتفت فاذا انا بقدح من ذهب مملوء ماء ابیض من الثلج واعذب من الشهد وألین من الزبد علیه مندیل اخضر مکتوب علیه "لااله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه الصدیق ابوبکر" فأخذت المندیل فوضعته علی منکبی وتوضأت للصلوة واسبغت الوضوء ورددت المندیل علی القدح ولحقتك وانت راکع الرکعة الاولیٰ فتمت صلاتی معك یا رسول اللّٰه ! قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: ابشر یا ابابکر الذی وضأك للصلوة جبریل والذی مندلك میکائیل والذی مسك رکبتی حتی لحقت الصلوة اسرافیل".

ترجمہ: ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی، پھر جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ابوبکر صدیق کہاں ہیں؟ تو وہ صفوں کے آخر سے بولے: لبیک لبیک یا رسول اللہ! فرمایا: ابوبکر کو جگہ دو! میرے قریب

آؤ، ابوبکر! کیا تم تکبیرِ اولیٰ میں میرے ساتھ شریک تھے، عرض کیا: یا رسول اللہ! میں پہلی صف میں آپ ہی ساتھ تھا جب آپ نے تکبیر فرمائی تو میں نے بھی تکبیر کہی، پھر جب آپ نے سورہ فاتحہ سے آغاز فرمایا اور اسے پڑھنا شروع کیا، تو مجھے اپنی طہارت کے بارے میں خطرہ لاحق ہوا، چنانچہ میں صفوں سے نکل کر مسجد کے دروازے کی طرف گیا، تو مجھے کسی نے پیچھے سے پکارا تو میں نے سونے کا برتن برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھے پانی سے بھرا ہوا پایا، جو سبز ریشم سے ڈھکا ہوا تھا، اس پر لکھا ہوا تھا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الصدیق ابوبکر'' چنانچہ میں نے وہ کپڑا اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھا، اور نماز کے لئے اس برتن سے وضوء کیا، اور اس کپڑے کو دوبارہ اس برتن پر ڈال دیا، پھر میں آپ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا دیکھا تو آپ پہلی رکعت کے رکوع میں ہی تھے، تو یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ ہی نماز میں مل گیا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: مبارک ہوا ے ابوبکر! جس نے تمہیں وضو کروایا وہ جبریل تھے، جس نے تمہیں کپڑا دیا وہ میکائیل تھے، اور جس نے پہلی رکعت کے رکوع میں ہی تمہارے ملنے تک میرے گھٹنے پکڑ رکھے وہ اسرافیل تھے۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ صوفی'' سن 400 ہجری میں موجود تھے۔

(تاریخ بغداد جلد 11 صفحہ 400 رقم 6283)

(لسان المیزان جلد 4 صفحہ 222 رقم 587)

(اللالی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعۃ جلد 1 صفحہ 265)

(ارشاد القاصی والدانی الی شیوخ الطبرانی جلد 1 صفحہ 428 رقم 675)

فصل:

﴿رقم الطاء﴾

﴿70﴾: ''ابوحنیفہ طالقانی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن ابراہیم طالقانی'' ہے۔

''طالقانی'': لام کی جزم کے ساتھ ہے، یہ نسبت ''طالقان'' شہر کی وجہ سے ہے جو خراسان میں ''مرو'' اور ''بلخ'' کے درمیان آباد ہے، دراصل ''طالقان'' دو علاقوں کا نام ہے، ایک خراسان کا ''طالقان'' اور دوسرا قزوین کا ''طالقان''، ان دونوں میں سے خراسان کا طالقان زیادہ مشہور ہے، اسی سے علماء اور مشائخ کی ایک بڑی جماعت تعلق رکھتی ہے۔

چنانچہ ابوحنیفہ طالقانی کا ذکر علامہ سمعانی نے ''الانساب'' میں آپ کے شاگرد ''شیخ ابوعثمان سعید بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن تریون وزاغری سمرقندی'' کے ضمن میں کیا ہے جو سن 386 ہجری ماہِ شوال المکرّم میں فوت ہوئے۔

لہٰذا ''ابوحنیفہ طالقانی'' سن 350 ہجری میں موجود تھے۔

(الانساب للسمعانی جلد5صفحہ 501رقم11110)

فصل:

رقم العین

﴿71﴾: ''ابوحنیفہ عاقولی''

ان کا نام اور بقیہ حالات مجھے معلوم نہیں ہو سکے البتہ علامہ شمس الدین ابوالخیر جزری نے ''غایۃ النہایۃ'' میں ان کی نسل سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ ''شیخ محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حماد بن ثابت بن ابی حنیفہ عاقولی شافعی لخمی'' کا ذکر کیا ہے جو سن 768 ہجری میں فوت ہوئے تھے۔

''ابوحنیفہ عاقولی'' شیخ محمد بن عبداللہ مذکور کے آباء واجداد میں چھٹے نمبر پر ہیں۔

''عاقولی'': نسبت ''عاقول'' شہر کی وجہ سے ہے جو بغداد سے 15 فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔

ہمارے ممدوح ''ابوحنیفہ عاقولی'' سن 450 ہجری میں موجود تھے۔

(غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، جلد 2 صفحہ 185 رقم 3179)

﴿72﴾ ''ابوحنیفہ عجلی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ حارث بن ربیعہ بن عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان عجلی'' ہے۔

''عجلی'': عین کی پیش کے ساتھ ہے، ابوحنیفہ عجلی کے لئے یہ نسبت ان کے دادا ''عجل بن لجیم'' کی وجہ سے ہے۔

اور ''ابوحنیفہ عجلی'' کا زمانہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ سے بہت پہلے کا زمانہ ہے۔

چنانچہ عجل کے والد لُجیم نے جس عورت سے شادی کی، اس کا نام ''حذام'' تھا، لجیم نے ایک شعر میں اس کا نام لے کر اس کی تعریف یوں کی ہے کہ:

''اذا قالت حذام فصدقوھا...... فان القول ما قالت حذام''

یعنی جب حذام کوئی بات کہے تو اس کی فوراً تصدیق کردو کیونکہ بات تو حقیقت میں ہے ہی وہ جو حذام کہے۔

حذام کے بطن سے لجیم کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے: (۱)-اثال، (۲)-عجل۔

لیکن ''اثال'' اپنے دوسرے نام ''حنیفہ'' سے زیادہ مشہور ہوا، اس کا ''حنیفہ'' نام رکھے جانے کی وجہ یہ تھی کہ اس کی دونوں ٹانگوں میں ٹیڑھا پن تھا، جسے عربی میں ''حنف'' کہتے ہیں اسی وجہ سے اس کا نام ''حنیفہ'' رکھا گیا، اسی سے اس کے باپ لجیم کو بھی ''ابوحنیفہ'' کہا جانے لگا چنانچہ اس کا ذکر ہم ان شاء اللہ العزیز آگے ''ابوحنیفہ وائلی'' کے ضمن میں کریں گے۔

پھر عجل بن لجیم کے ہاں چھ بچے پیدا ہوئے ''سعد، ضبیعہ، ربیعہ، کعب، مثل، واثبان''۔

ان میں سے ''ربیعہ بن عجل'' کے ہاں 3 بچے ''حارث، مالک، عضدی'' پیدا ہوئے، پھر ان میں سے ''حارث'' نے خود کے لئے ''ابوحنیفہ'' کنیت اختیار کی، جسکی وجہ مجھے معلوم نہیں ہوسکی، چنانچہ یہاں ''ابوحنیفہ عجلی'' سے یہی مراد ہے، ان کا ذکر ''شیخ ابوطاہر محمد بن عبدالرحمٰن بن عباس بن عبدالرحمٰن بن زکریا بغدادی مخلِّص'' نے اپنی ''المخلصیات'' میں کیا ہے۔

(المخلصیات واجزأ اخری لابی طاھر المخلص جلد 2 صفحہ 43 رقم 984 قطر)

﴾73﴿ ''ابوحنیفہ عدنی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ احمد عدنی'' ہے۔

''عدنی'': عین اور راء پر زبر کے ساتھ ہے، یہ نسبت مشہور شہر ''عدن'' کی وجہ

سے ہے جو یمن کے کنارے بحرِ ہند کے ساحل پر آباد ہے، یہ یمن کے لئے ایک بہت بڑی بندرگاہ کی حیثیت رکھتا ہے اسی وجہ سے یہ تاجروں کا بہت بڑا مرکز ہے۔

بہرحال ابوحنیفہ عدنی اہلِ عدن کے تاجر خاندان سے تعلق رکھتے تھے، بہت بڑے شاعر ہوئے، دنیاداری سے دور گوشہ نشین ہوجانے والوں میں سے تھے، آپ عرب بادشاہ ''سلطان ابومحمد عبدالرحمٰن بن راشد بن اقبال بن فارس اول'' کے زمانے میں ہوئے ہیں، جو سخاوت، شجاعت اور کرم کرنے میں مشہور تھا، نیز ''سلطان ابومحمد'' علماء کی خدمت کرنے والا اور فضلاء سے محبت کرنے والا شخص تھا، اسی لئے اسے اپنی کثرتِ سخاوت کی وجہ سے لوگ اپنے زمانے کا ''حاتم طائی'' کہتے تھے۔

بڑے بڑے شاعروں نے ''سلطان'' کی مدح کرکے بہت شہرت اور خوب انعام پائے، چنانچہ ابوحنیفہ عدنی نے بھی ''سلطان'' کی مدح میں ایک دیوان لکھا تھا۔

لہٰذا ''ابوحنیفہ عدنی'' سن 650 ہجری میں موجود تھے۔

(السلوك فی طبقات العلماء والملوك جلد2 صفحه 465، 469)

﴿74﴾ ''ابوحنیفہ عدوی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ سلیمان بن حیان عدوی عذری دمشقی'' ہے۔

''عدوی'': عین کی زبر کے ساتھ ہے، یہ نسبت عرب کے معروف قبیلے ''بنو عدی'' کی طرف ہے، بعض نے آپ کا نام ''سلیمان بن حبان'' بھی ذکر کیا ہے۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ سلیمان بن حیان عدوی'' تابعی ہیں، آپ نے ''جناب واثلہ بن اسقع، جناب ابودرداء رضی اللہ عنہما، سوارہ بن ہانی اور شہر بن حوشب'' سے سماع کیا، اور آپ سے ''اسماعیل بن عیاش شامی حمصی اور ولید بن عبداللہ حمصی'' نے سماع کیا۔

علامہ دولابی نے ''الکنی والاسماء'' میں آپ کی کنیت ''ابوحنیفہ'' ذکر کی ہے۔

آپ کی چند ایک مرویات ملاحظہ ہوں!

(i)- علامہ دولابی "الکنی والاسماء" میں "ابوحنیفہ سلیمان بن حیان عدوی" کی وساطت سے جناب سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ:

"اذا خرج الرجلان جميعا لاراقة الماء فليتنح احدهما عن صاحبه فان الرجل يتنفس۔

یعنی جب دوآدمی اکٹھے پانی استعمال کرنے کے لئے نکلیں تو توان میں سے ایک کو چاہیے کہ دوسرے کو موقعہ دے تا کہ وہ سانس لے لے۔

(الکنی والاسماء للدولابی جلد2صفحہ495،496رقم903)

(ii)- علامہ ابونعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں آپ ہی کی وساطت سے جناب شہر بن حوشب کا کلام نقل کیا ہے کہ:

"ان فی جهنم لواديا يقال له غساق فيه ثلاثمائة وثلاثون شعبا فی كل ثلاثمائة وثلاثون قصرا فی كل قصر ثلاثمائة وثلاثون بيتا فی كل بيت اربع زوايا فی كل زاوية شجاع فی رأس كل شجاع ثلاثمائة وثلاثون عقربا فی رأس كل عقرب ثلاثمائة وثلاثون قلة من سمّ لو ان عقربا منها نضحت اهل جهنم لاوسعتهم، اعاذنا الله تعالٰی منه فی العاقبة۔

ترجمہ: جہنم میں ایک وادی ہے جسے "غساق" کہا جاتا ہے، اس میں 330 حصے ہیں، ان میں سے ہر ایک حصے میں 330 محل ہیں، ہر محل میں 330 گھر ہیں اور ہر گھر میں 4 گوشے ہیں، ہر گوشے میں ایک درخت ہے، اور اس درخت پر 330 بچھو ہیں، پھر ہر بچھو کے سر پر 330 قسم کے زہر کے مٹکے ہیں، اگر وہ بچھوان میں سے صرف ایک مٹکا جہنم والوں

پر انڈیل دے تو وہ سب پر قہر برسائے، اللہ ہمیں آخرت میں بھی اس سے اپنی پناہ عطاء فرمائے۔ (آمین)۔

(حلية الاولياء لابی نعيم ترجمه شهر بن حوشب)

(iii)- علامہ ابونعیم "حلیۃ الاولیاء" میں آپ ہی کی وساطت سے جناب واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ: فرمایا:

"كنت من اصحاب الصفة، فشكى اصحابى الجوع، فقالوا: يا واثلة، اذهب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم استطعم لنا رسول الله فذهبت فقلت: يارسول الله ! ان اصحابى يشكون الجوع، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ياعائشة ! هل عندك من شيء؟ قالت: يا رسول الله! ما عندى الا فتات خبز، قال: هاتيه! فجائت بجراب فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بصحفة فأفرغ الخبزفى الصحفة، ثم جعل يصلح الثريد بيده وهو يربو حتى امتلأت الصحفة فقال: يا واثلة ! اذهب فجيء بعشرة من اصحابك، وانت عاشرهم، فذهبت فجئت بعشرة من اصحابى وانا عاشرهم، فقال: اجلسوا، خذوا بسم الله، خذوا من حواليها ولا تأخذوا من اعلاها، فان البركة تنحدر من اعلاها، فأكلوا حتى شبعوا، ثم قاموا وفى الصحفة مثل ماكان فيها، ثم جعل يصلحها بيده وهى تربو حتى امتلأت الصحفة فقال: يا واثلة اذهب فجئ بعشرة من اصحابك، فذهبت فجئت بعشرة، فقال:

اجلسوا، فجلسوا فأكلوا حتى شبعوا ثم قاموا، ثم قال: اذهب فجئ بعشرة من اصحابك، فذهبت وجئت بعشرة، ففعلوا مثل ذالك، فقال، هل بقي احد؟ قلت: نعم، عشرة، قال: اذهب فجئ بهم ،فذهبت فجئت بهم، فقال: اجلسوا، فجلسوا فأكلوا حتى شبعوا، ثم قاموا وبقي في الصحفة مثل ما كان، ثم قال: يا واثلة اذهب بها الى عائشة".

ترجمہ: میں اصحابِ صفہ میں سے تھا تو ایک دن میرے ساتھیوں کو بھوک نے ستایا، تو بولے: اے واثلہ! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جاؤ اور ہمارے لئے کھانا مانگ لاؤ، تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھیوں کو بھوک لگی ہے، فرمایا: اے عائشہ! گھر میں کچھ ہے؟ عرض کیا: روٹی کے چند ٹکڑوں کے سوا کچھ نہیں، فرمایا: لے آؤ، تو انہوں نے ایک رومال میں وہ ٹکڑے پیش کر دیئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن شوربے کا منگوا کر اس میں وہ ٹکڑے ڈال دیئے، اور اپنے دستِ اقدس کے ساتھ اس کی ثرید بنانے لگے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کی برکت سے وہ برتن بھر گیا، پھر فرمایا: اے واثلہ! اپنے ساتھیوں میں سے اپنے سمیت 10 افراد کو بلا لاؤ! میں اپنے ساتھیوں کو لے کر حاضر ہوا جن میں سے دسواں میں تھا، فرمایا: بیٹھ جاؤ، اللہ کا نام لے کر کھاؤ اور ارد گرد سے کھانا، درمیان سے نہ کھانا، کیونکہ برکت کھانے کے درمیان میں ہی نازل ہوتی ہے، تو سب نے پیٹ بھر کر کھایا، چنانچہ وہ سیر ہو کر چلے گئے، حالانکہ برتن ویسے کا ویسے بھرا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ

وسلم اپنا دستِ اقدس پھر سے برتن میں ڈال کر اسے ہلانے لگے جس کی برکت سے وہ اور بھی بھر گیا، پھر فرمایا: اے واثلہ! اپنے 10 ساتھی اور لے آؤ! میں لے آیا، فرمایا: بیٹھ جاؤ، چنانچہ وہ بیٹھے اور پیٹ بھر کر کھا کر چلے گئے، پھر فرمایا: 10 اور لے آؤ! میں لے آیا، انہوں نے بھی اسی طرح پیٹ بھر کر کھایا، فرمایا: کیا کوئی اور باقی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! ابھی دس اور باقی ہیں، فرمایا: انہیں بھی لے آؤ، میں انہیں بھی لے آیا، فرمایا: بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے اور سیر ہو کر چلے گئے، اور برتن ابھی تک ویسے کا ویسے ہی بھرا ہوا تھا، پھر فرمایا: واثلہ! یہ برتن عائشہ کو دے آؤ!۔

(حلیة الاولیاء لابی نعیم جلد 1 صفحہ 483، 484)

(المعجم الکبیر للطبرانی 208 سلیمان بن حیان العدوی، عن واثلة)

(مجمع الزوائد للہیثمی جلد 8 صفحہ 538)

(iv)-علامہ ابونعیم ''حلیة الاولیاء'' میں ''سلیمان بن حیان'' کی وساطت سے جناب واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''کنت من فقراء المسلمين من اهل الصفة، فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم قال: كيف انتم بعدى اذا شبعتم من خبز البر والزيت، فأكلتم الوان الطعام، ولبستم انواع الثياب، فأنتم اليوم خير ام ذاك ؟ قال: قلنا: ذاك، قال: بل انتم اليوم خير، قال واثلة: فما ذهبت بنا الايام حتى اكلنا الوان الطعام ولبسنا انواع الثياب وركبنا المراكب''۔

ترجمہ: میں اصحابِ صفہ کے فقراء میں سے تھا، چنانچہ ایک دن جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: میرے بعد تم پر ایسا وقت آئے تو کیسا ہوگا کہ جب تم پیٹ بھر کر روٹی اور زیتون کھایا کرو گے، اور طرح طرح کے رنگ برنگے کھانے کھایا کرو گے، اور مختلف قسم کے لباس پہنا کرو گے، تو بتاؤ! تم اس وقت بہتر ہو گے یا آج بہتر ہو، ہم نے عرض کیا: اُس وقت، فرمایا: بلکہ تم آج بہتر ہو، جناب واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دن گزرتے گئے اور ہم نے رنگ برنگے کھانے بھی کھائے اور مختلف لباس بھی پہنے اور بہترین سواریوں پر سوار بھی ہوئے۔

(حلية الاولياء لابی نعيم جلد1صفحه484)

(شعب الايمان 10322، 9840)

(تاريخ ابن عساكر جلد22صفحه223)

(الكنى والاسماء للدولابی جلد2صفحه517رقم940)

(من حديث خيثمة بن سليمان صفحه190دار الكتاب العربی لبنان)

میں کہتا ہوں کہ: مؤخر الذکر روایت کے بارے میں نہایت قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ میں نے علامہ ابونعیم کی ''حلیۃ الاولیاء''، علامہ دولابی کی ''الکنی والاسماء'' اور امام بیہقی کی ''شعب الایمان'' میں اس روایت کی سند میں ''سلیمان بن حیان'' کے ساتھ ''ابوحنیفہ'' کی بجائے ''ابوخیثمہ'' لکھا ہوا پایا۔

جس سے وہم ہوسکتا ہے کہ: شاید سلیمان بن حیان کی کنیت در اصل ''ابوحنیفہ'' کی بجائے ''ابوخیثمہ'' ہو، اور سلیمان بن حیان کے لئے ''ابوحنیفہ'' کنیت کو کسی جگہ کتابت کی غلطی کی وجہ سے لکھ دیا گیا ہو، چنانچہ اگر واقعی ایسا ہو تو ہمیں ''ابوحنیفہ عدوی'' کو ''ابوحنیفہ'' نام، کنیت یا لقب پانے والے حضرات میں داخل نہیں کرنا چاہیے تھا۔

چنانچہ اس کا مختصر اور جامع جواب یہ ہے کہ:

دراصل ''سلیمان بن حیان عدوی'' جو جناب واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت لیتے ہیں وہ ''ابوخیثمہ'' کنیت سے مشہور ہوئے ہیں، البتہ انہی کی دوسری کنیت ''ابوحنیفہ'' بھی ہے جس کو علامہ دولابی نے ''الکنی والاسماء'' میں ''من کنیتہ ابوحنیفہ وابو حنظلہ'' عنوان کی سرخی قائم کر کے اس کے تحت دیگر حضرات کے ساتھ ساتھ ''ابوحنیفہ سلیمان بن حیان العدوی'' کا ذکر کیا ہے۔

(الکنی والاسماء للدولابی جلد2صفحہ495)

پھر علامہ دولابی نے دوسرے مقام پر خود ہی ''من کنیتہ ابو خیثمۃ'' کے عنوان کے تحت ''ابوخیثمہ (سلیمان) بن حیان'' کے ساتھ ان کی دوسری کنیت کا بھی ذکر کر دیا۔

(الکنی والاسماء للدولابی جلد2صفحہ516)

لہٰذا یہ کوئی وہم نہیں بلکہ علامہ دولابی کے نزدیک دراصل ایک ہی شخص کی دو کنیتیں ہیں،

چنانچہ میرا اندازہ ہے کہ ''ابوحنیفہ عدوی'' سن 100 ہجری میں موجود تھے، اور یہی وہ ''ابوحنیفہ'' ہیں جو جناب واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت لیتے ہیں، نہ کہ ہمارے حضور سیّدنا امام صاحب رضی اللہ عنہ، کیونکہ جناب واثلہ رضی اللہ عنہ کی وفات سن 83 یا 85 ہجری کو دمشق میں ہوئی۔ واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

﴿75﴾ ''ابوحنیفہ عسقلانی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن عمر بن حفص عسقلانی'' ہے۔

''عسقلانی'': عین اور قاف کی زبر کے ساتھ ہے، اور یہ نسبت ''عسقلان'' شہر کی وجہ سے ہے جو ساحل سمندر پر شام میں واقع علم وعرفان سے بھرا ہوا ایک انتہائی

خوبصورت علاقہ ہے، اسے ''عروس الشام'' یعنی ملکِ شام کی دُلہن بھی کہا جاتا ہے۔

''ابوحنیفہ عسقلانی'' نے اپنے والدگرامی اور جناب خیثمہ بن سلیمان اور جناب اسحاق بن فیض سے سماع کیا ہے۔

اور آپ کے تلامذہ میں ''ابوعلی حسین بن حسن بن نصر بن محمد بن محمد اللآل رملی، عثمان بن احمد بن اسحاق بر جی عسقلانی، ابن قتیبہ عسقلانی، محمد بن عمر بن عبدالعزیز عسقلانی اور حسن بن حسن عسقلانی'' شامل ہیں۔

آپ کی روایات میں سے چند ایک یہ ہیں!

(i)- علامہ ابن عساکر نے ''تاریخ'' میں آپ کی وساطت سے جناب قتادہ کی طرف سے قرآن پاک کی چند آیات کے تفسیری اقوال کو نقل کیا ہے کہ:

"قال: كان حازى حزا لفرعون، فقال: انه يولد فى هذا العام غلام يذهب بملككم، وكان فرعون يذبح انبائهم ويستحيى نسائهم حذرا لقول الحازى، وذالك قول اللّٰه: "﴿ونريد ان نمنّ على الذين استضعفوا فى الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين ٥﴾" الى قوله: "﴿يحذرون﴾" قوله: "﴿ونجعلهم الوارثين﴾" ان يرثوا الارض بعد فرعون قال: "﴿واوحينا الى ام موسىٰ﴾"، قال: قرر نفسها "﴿ان ارضعيه فاذا خفت عليه فألقيه فى اليمّ﴾" الى قوله: "﴿وهم لا يشعرون﴾" قال: لا يشعرون ان هلاكهم على يديه وقوله: "﴿لولا ان ربطنا على قلبها﴾" قال: ربط اللّٰه على قلبها بالايمان.

ترجمہ: فرمایا: فرعون کو اس کے خواب کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ تیری سلطنت

میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کی بربادی کا باعث ہوگا، چنانچہ فرعون تعبیر بتانے والے کی تعبیر پوری ہونے سے بچنے کے لئے بنی اسرائیل کے بیٹے ذبح کردیتا اوران کی بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتا، چنانچہ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور ہم نے چاہا کہ ہم کمزوروں پر زمین میں احسان کریں، اور انہیں راہنما بنا کر وارث بنائیں﴾ یہ فرمان ﴿وہ بچتے ہیں﴾ تک فرمایا، چنانچہ ﴿اور ہم انہیں وارث بنائیں﴾ سے مراد یہ ہے کہ فرعون کے بعد زمین انہیں دیدیں، نیز ﴿اور ہم نے الہام فرمایا جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کے دل میں﴾ یعنی ان کے دل میں یہ خیال جما دیا، ﴿کہ انہیں دودھ پلاتی رہیں، پھر جب خطرہ ہو توانہیں دریا میں ڈال دیں﴾ یہ فرمان ﴿اور وہ بے خبر ہیں﴾ تک ہے، یعنی فرعونیوں کو خبر نہیں کہ ان کی ہلاکت جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے ہوگی، اور اللہ کا یہ فرمان کہ: ﴿اگر ہم نے ان کے دل کو مضبوط نہ کیا ہوتا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو ایمان سے مضبوط کردیا۔

(تاریخ ابن عساکر جلد33صفحہ281(موسی بن عمران صلی اللہ علیہ وسلم))

(ii)- علامہ ابن عدی نے "الکامل" میں آپ ہی کی وساطت سے جناب قتادہ کا یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ:

"﴿والقیت علیک محبۃ منی﴾(طٰہٰ:39) قال: کانت ملاحۃ فی عینی موسیٰ لم یرھا احد قط الا احبہ"۔

ترجمہ: ﴿اور میں نے اپنی محبت تجھ پر ڈال دی﴾ یعنی جناب موسیٰ علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ مبارک میں ایک کمال کی ملاحت تھی جو بھی آپ کو دیکھ لیتا اسے آپ سے محبت ہو جاتی۔

(الکامل لابن عدی جلد3صفحہ486رقم606 (خلید بن دعلج))

''ابوحنیفہ عسقلانی'' کی کنیت ''ابوحنیفہ'' کا ذکر ''الکامل لابن عدی'' اور ''فتح الباب فی الکنی والالقاب'' میں کیا گیا ہے۔

(فتح الباب فی الکنی والانقاب جلد1صفحہ277رقم2379)

چنانچہ ''ابوحنیفہ عسقلانی'' سن 300ہجری میں موجود تھے۔واللّٰہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فصل:

﴿رقم الفاء﴾

﴿76﴾ ''ابوحنیفہ فارسی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ عبدالوہاب بن علی بن حسن داوریدبن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن زید بغدادی ملحمی فرضی المؤدب'' ہے۔

آپ کی کنیت ''ابوتغلب'' ہے اور لقب ''ابوحنیفہ اور المؤدب'' ہے۔

آپ کے دینی مقام کے بارے میں اہلِ علم نے ''صدوق'' کہا ہے، آپ قرآن کے حافظ تھے اور تمام قرأتوں کے ماہر تھے، فرائض اور تقسیم وراثت کے عالم تھے، امام شافعی کے فقہی اقوال وفتاویٰ کے حافظ تھے۔

آپ کی ولادت سن 363 ہجری میں ہوئی اور وفات سن 439 ہجری ذوالحجہ میں وفات فرما گئے، آپ مشہور محدّث ''محمد بن محمد بن ابی حنیفہ'' کے دادا ہیں جو سن 602 ہجری میں فوت ہوئے۔

''ابوحنیفہ فارسی'' نے ''معافیٰ بن زکریا جریری'' وغیرہ سے سماع کیا ہے، اور آپ سے سماع کرنے والوں میں ''ابوبکر خطیب بغدادی'' اور کثیر اہلِ علم شامل ہیں۔

(i)۔ چنانچہ خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں اور ابن جوزی نے ''المنتظم'' میں ''ابوحنیفہ المؤدب'' کی وساطت سے ''ابوسلمہ غنوی'' کا قول نقل کیا ہے کہ:

''قلت لابی العتاهية: ما الذی صرفك عن قول الغزل الی قول الزهد؟ قال: اذا والله اخبرك، انی لما قلت:

الله بينی وبين مولاتی ...... اهدت الی الصد والملامات

منحتها مهجتی وخالصتی ...... فكان هجرانها مكافاتی

هيمنی حبها وصيرنی ...... احدوثة فی جميع جاراتی

رأيت فی المنام فی تلك الليلة كأن آتيا اتانی فقال: ما

اصبت احدا تدخله بینك وبین عتبة یحکم لك علیها بالمعصیة الا للّٰه تعالیٰ، فانتبهت مذعورا وتبت الی اللّٰه تعالیٰ من ساعتی من قول الغزل۔

ترجمہ: میں نے ابوعتاہیہ سے کہا کہ آپ نے غزلیں کہنا چھوڑ کر زہدو تقویٰ کیوں اختیار کرلیا؟ فرمایا: اللہ کی قسم میں تمہیں بتاتا ہوں، جب میں نے یہ شعر کہے کہ:

"جب مجھے احساس ہوا کہ: میرے اور میری محبوبہ کے درمیان اللہ ہے، تو مجھے رک جانے اور خود کو ملامت کرنے کی توفیق بخشی گئی، چونکہ میں اپنی محبوبہ کو اپنی روح اور اپنا دل دے چکا تھا، لہٰذا مجھے اس کو یوں چھوڑ دینا میری سزا بن گیا، مجھے اس کی محبت نے دیوانہ بنادیا، اور مجھے تمام دوستوں میں ایک داستان بنا کے رکھ دیا"۔

اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی آنے والا میرے پاس آیا، اور بولا: جب تو جانتا ہے کہ: اللہ کے سوا کسی کو بھی تو اپنے اور اپنی محبوبہ کے درمیان نہیں پاتا تو پھر اسی اللہ کی خاطر یہ گناہ چھوڑ کیوں نہیں دیتا؟ چنانچہ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور میں نے اسی وقت غزلیں کہنے سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرلی۔

(ii)- نیز خطیب بغدادی نے انہی کی وساطت سے یحییٰ بن خالد کا قول نقل کیا ہے کہ:

"من لم احسن الیه فانا مخیر فیه، ومن احسنت الیه فانا مرتهن به"۔

یعنی جس کے ساتھ میں نے کبھی نیکی نہیں کی مجھے اس میں اختیار ہے، اور جس کے ساتھ میں نے کبھی نیکی ہو تو میں نے اسے گروی لے لیا۔

(iii)- علامہ ابن نجار رحمہ اللہ نے تاریخ بغداد کے ذیل میں ابوحنیفہ فارسی کی وساطت سے عبداللہ بن محمد جمال زوزنی کو قول نقل کیا ہے کہ:

''قال: كنت وعلى بن موسٰى بن نوبا القمى وفد اهل الرى فلما بلغنا نيسابور، قلت لعلى بن موسىٰ القمى: هل لك فى زيارة قبر الرضا بطوس؟ فقال: خرجنا الى هذا الملك ونخاف ان يتصل به عدو لنا الى يتحدث اهل الرى أنى خرجت من عند هم مرجئا وارجع اليهم رافضيا، فقلت: فتنتظرنى فى مكانك؟ فقال: افعل، وخرجت فاتيت القبر عند غروب الشمس وازمعت المبيت على القبر، فسألت امرأة حضرت من بعض سدنة القبر، هل من جدير بالليل؟ فقالت: لا، فاستدعيت منها سراجا، وأمرتها باغلاق الباب ونويت ان اختم القرآن على القبر، فلما كان فى بعض الليل سمعت قرائة فبدرت انها قد اذنت لغيرى، فأتيت الباب فوجدته مغلقا فانطلقا السراج، فبقيت اسمع الصوت، فوجدته من القبر وهو يقرأ سورة مريم فقرأ: ''يوم نحشر المتقين الى الرحمٰن وفدا ونسوق المجرمين الى جهنم وردا'' (المريم:85،86) وما كنت سمعت هذه القرائة فلما قدمت الرى بدأت بأبى القاسم بن العباس بن الفضل بن شاذان فسألته هل قرأ احد بذالك؟ فقال: نعم النبى صلى اللّٰه عليه وسلم واخرج لى قرائته صلى اللّٰه عليه وسلم فاذا هو قرأ به عليه السلام''۔

ترجمہ: فرمایا: میں اور علی بن موسیٰ بن نوباقتی ''رے'' والوں کے وفد بن کر جارہے تھے، چنانچہ جب ہم نیشاپور پہنچے، تو میں نے علی بن موسیٰ قمی سے کہا: کیا آپ ''طوس'' شہر میں ''امام رضا'' کی قبر کی زیارت کرنا چاہتے ہیں، وہ بولے: پہلے تو ہمیں اس شہر سے نکلنا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا کوئی دشمن ''رے'' والوں کو ہمارے بارے میں یہ بتادے کہ ہم ان کے پاس سے ''مرجیء'' ہوکر نکلے اور رافضی ہوکر لوٹے، تو میں نے کہا: آپ یہاں بیٹھ کر میرا انتظار تو کرسکتے ہیں؟ وہ بولے ہاں! چنانچہ میں وہاں سے نکلا، تو میں اس مزار پر اس وقت پہنچا جب سورج غروب ہورہا تھا، تو میں نے رات وہیں گزارنے کا ارادہ کرلیا، چنانچہ ایک عورت جو مزار کے قریب ایک پردے میں تھی، میں نے اس سے پوچھا کیا یہاں رات گزارنے کے لئے مجھے کوئی کمرہ مل جائے گا؟ وہ بولی نہیں، تو میں نے اس سے چراغ منگوایا اور اسے کہا کہ جاتے وقت دروازے کو باہر سے تالا لگادے، اور میں نے نیت کی آج رات کم از کم ایک مرتبہ قرآن ختم کروں گا، جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو مجھے کسی اور کے قرآن پڑھنے کی بھی آواز آئی، تو میں سمجھا کہ شاید اس عورت نے میرے علاوہ کسی اور کو بھی اندر رہنے کی اجازت دی ہوگی، پھر میں دروازے کے پاس آیا تو اسے باہر سے تالا لگا ہوا پایا، چراغ بجھ گیا لیکن آواز ابھی تک آرہی تھی، غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ آواز تو قبر سے آرہی ہے، جس میں کوئی پڑھنے والا سورہ مریم کی آیت 85، 86 یعنی ﴿یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا ونسوق المجرمین الی جھنم وردًا﴾ تلاوت کررہا ہے، میں نے اس جیسی تلاوت پہلے کبھی نہیں سنی تھی، چنانچہ جب میں ''رے'' پہنچا تو

سب سے پہلے ''شیخ ابوالقاسم بن عباس بن فضل بن شاذان'' کے پاس گیا اور انہیں سارا واقعہ سنا کر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا کسی اور نے بھی ایسی تلاوت کی ہوگی؟ بولے: ہاں! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، چنانچہ انہوں نے مجھے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت مبارک کا انداز بتایا، تو میں حیران ہوا کہ یہ تو بالکل وہی انداز تھا۔

(تاریخ بغداد جلد19 صفحه140 بذيل ابن النجار)

(تاريخ بغداد جلد11 صفحه34 رقم5707)

(المنتظم فی تاريخ الملوك والامم جلد15 صفحه310 رقم 3276)

(تاريخ الاسلام جلد29 صفحه265 رقم261 سنة439)

(طبقات الشافعية للاسنوى جلد1 صفحه204 رقم381)

(طبقات الشافعية الكبرىٰ للسبكى جلد3 صفحه205 رقم 483)

(الوافى بالوفيات جلد1 صفحه127)

(بغية الطلب فی تاريخ حلب جلد4 صفحه1765)

(المنتظم فی تاريخ الملوك والامم جلد10 صفحه242)

(المنتظم فی تاريخ الملوك والامم جلد15 صفحه310 رقم 3276)

(تاريخ بغداد جلد14 صفحه134 رقم7459)

(تاريخ بغداد جلد6 صفحه253 (ترجمة اسماعيل بن القاسم))

﴿76﴾ ''ابوحنیفہ فہری''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن عبدالغنی فہری'' ہے۔

''فہری'': فاء کی زیر کے ساتھ ہے، اور یہ نسبت ''فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ'' کی وجہ سے ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد میں سے ہیں۔

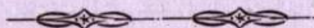
علامہ صلاح الدین صفدی نے ''الوافی بالوفیات'' میں ان کا بغیر کنیت کے نہایت ہی مختصر ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ: ''محمد بن عبدالغنی فہری'' جو ابن جبان کے لقب

سے بھی مشہور ہیں، یہ اہلِ جیان سے تعلق رکھتے ہیں اور ''فاس'' شہر میں رہتے تھے۔

(الوافی بالوفیات جلد3صفحہ219)

پھر علامہ صفدی نے ان کی کنیت ''الوافی بالوفیات'' کی جلد 13 میں ان کا نام ''ابوحنیفہ'' کے ساتھ ذکر کیا ہے، لیکن وہاں نسبت ''فہری'' کو ذکر نہیں کیا، جس سے کسی اور ''محمد بن عبدالغنی'' کا وہم بھی پیدا ہو سکتا ہے، لیکن میرا اندازہ ہے کہ یہ ''ابوحنیفہ محمد بن عبدالغنی فہری'' ہی ہیں، جو کہ سن 300 ہجری میں موجود تھے۔

(الوافی بالوفیات جلد13صفحہ129باب الالقاب)



فصل:

﴿رقم القاف﴾

77 ''ابوحنیفہ قادری''

یہ راقم الحروف کا لختِ جگر، نورِ نظر ہے جس کا پورا نام:

''ابوحنیفہ محمد نعمان المصطفیٰ بن محمد علی رضاء بن غلام مصطفیٰ بن محمد رفیق بن محمد بخش بن محمد اسماعیل بن غلام محمد بن محمد دین قادری'' ہے۔

الحمدللہ! ہمارا سارا خاندان حضور سیّدنا جناب غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضوانی صمدانی رضی اللہ عنہ کے سلسلۂ قادریہ کی نسبتِ فیض سے منسوب رہا چنانچہ اسی وجہ سے میں نے اپنے نورِ نظر کو بھی ''قادری'' نسبت سے منسوب کیا ہے۔

''ابوحنیفہ قادری'' کی ولادت 4 اپریل سن 2013ء کو ہوئی، جو میرے پیارے امام حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی واضح کرامت کا نتیجہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلی بیٹی کے بعد ایک بیٹا عطاء فرمایا جس کا نام میں نے ''ابوبکر محمد احمد رضاء المصطفیٰ قادری'' رکھا، پھر میرے دل میں ایک اور بیٹے کی خواہش پیدا ہوئی، چنانچہ جب میری اہلیہ کو حمل کا ساتواں ماہ شروع ہوا تو ہسپتال میں ''الٹرا ساؤنڈ مشین'' کی مدد سے بتایا گیا کہ ''شکمِ مادر میں بیٹی ہے''، آٹھویں اور نوویں ماہ میں بھی ''مشین'' کی مدد سے یہی بتایا گیا کہ یقیناً بیٹی ہی ہے، یہ سن کر میں نے اس کا نام بھی تجویز کرلیا، حتیٰ کہ اس کے لئے بچیوں والے کپڑے بھی خرید لئے، پھر اچانک میں نے دل ہی دل میں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یہ عرض پیش کردی کہ: حضور! آپ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بے حد قریب ہو، وہ آپ کو ''نہ'' نہیں فرمائیں گے، میں نے آپ کا تذکرہ کرنے میں کبھی کنجوسی نہیں کی، بلکہ منبر اور مصلے پر بھی لوگوں کو آپ کا ذکرِ خیر سناتا ہوں، آپ کے نام پر کئی تربیتی کورس کرواچکا ہوں؟ یہاں تک کہ یہ سلسلہ ابھی بھی جاری ہے، آپ سے محبت کرتا ہوں،

''اگراس بار بھی بیٹا ہوتو اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھوں گا''۔

حالانکہ یہ نوواں مہینہ تھا اور ولادت کو صرف چند دن باقی بچے تھے، اس پر الٹرا ساؤنڈ کی ہر ماہ کی رپورٹیں بھی سامنے تھیں جو ضرورت کے پیشِ نظر مختلف جگہوں سے کروائی گئی تھیں اور ہر رپورٹ میں بیٹی کو ہی ظاہر کیا گیا تھا، چنانچہ جس دن میں نے یہ معروضہ بارگاہِ امام اعظم رضی اللہ عنہ میں پیش کیا، اس سے صرف تین دن بعد میری والدہ صاحبہ کو خواب میں پوتے کی بشارت دی گئی، جس سے میرے دل کو یقین ہوگیا کہ میری عرض سن لی گئی ہے، چنانچہ اس سے بھی مزید تین دن کے بعد جب ولادت ہوئی تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل وکرم اور جناب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کرامت سے بیٹا پیدا ہوا، یہ دیکھ کر لیڈی ڈاکٹر اور نرسوں سمیت ہسپتال کا سارا عملہ اس عظیم کرامت پر حیران ہوا کہ چند دن پہلے الٹرا ساؤنڈ مشین کی مدد سے جس کو واضح ''بیٹی'' دیکھا گیا تھا وہ اپنی والدہ کے پیٹ میں ہی بیٹا کیسے بن گیا۔

جب مجھے یہ خوشخبری ملی تو میں نے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تہہِ دل سے شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی ساتھ امام الائمہ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اظہارِ تشکر کے بعد اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے اس بیٹے کا نام اور کنیت ''ابوحنیفہ نعمان'' رکھ دی، جو بہت خوبصورت ہے، ذہین ہے، پیارا ہے، اور خاص کر مجھے میرے امام کی یاد دِلاتا ہے، اور سیّدنا امام صاحب سے میری محبت وعقیدت میں اضافہ کا باعث ہے۔

مجھے یہ اعزاز نصیب ہونے پر بے حد خوشی ہے کہ ''ابوحنیفہ'' کنیت والے بڑے بڑے حضرات کی فہرست میں میرے ننھے سے لختِ جگر کا نام آیا، دوسروں کی طرح اس کی وجہ بھی بلاشبہ میرے پیارے امام حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

اپنے لختِ جگر کا تذکرہ اس لسٹ میں کرنا میں اصولی طور پر بالکل بجا اور اپنا حق سمجھتا ہوں، لیکن اگر پھر بھی کسی کو اس تذکرہ پر اعتراض ہو تو یقین کیجیے! اس کی وجہ محض حسد ہے کہ وہ یہ اعزاز پانے میں مجھ سے پہل کیوں نہ کر سکا۔ (العیاذ باللہ من سوء النظر)

چنانچہ الحمدللہ! تادمِ تحریر میرے 4 بچے ہیں جن میں سے ایک بیٹی اور بقیہ تین بیٹے ہیں اللہ انہیں سلامت رکھے، جن کے نام یہ ہیں!

(۱)۔ ''ابوبکر محمد احمد رضاء المصطفیٰ القادری''

(۲)۔ ''ابوحنیفہ محمد نعمان المصطفیٰ القادری''

(۳)۔ ''ابوہریرہ نعلین مصطفیٰ بہار القادری''

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ: ''دعاء الوالد لولدہ کدعاء النبی لامتہ'' یعنی والد کا اپنی اولاد کے لئے دعاء کرنا ایسا اثر رکھتا ہے جیسے کسی نبی کا اپنی امت کے لئے دعاء فرمانا۔

چنانچہ میری دعاء ہے کہ: اللہ رب العزت بطفیلِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میری ساری اولاد کو علمِ دین کی دولت سے مالا مال فرمائے، پھر اپنے علم پر خلوصِ دل سے عمل کرنے والا اور دوسروں کے لئے نمونہ بنائے اور اپنے دینِ متین کا سچا خادم بنائے، اور جناب سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فیضان سے حصہ وافر عطاء فرمائے۔ آمین۔

﴾78﴿ ''ابوحنیفہ قاضی''

ان کا پورا نام: ''قاضی ابوحنیفہ شرف الدین عبدالمؤمن بن محمد بن عبدالمؤمن بن نورالدین تیمی'' ہے۔

آپ نے ''عبد الرحمٰن بن یزید الفقیہ'' سے سماع کیا ہے، اور آپ سے ''ابوالقاسم حسین بن احمد محمد بن فضلویہ دامغانی قاضی'' نے۔

آپ کا تذکرہ شیخ محی الدین حنفی نے ''الجواہر المضیہ'' میں کیا ہے اور پھر آپ کی وساطت سے جناب موسیٰ بن ابی کثیر کی روایت کو نقل کرتے ہیں، فرمایا کہ:

"اخرج علینا ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما شاة له فقال لرجل: اذبحها فأخذ الشفرة لیذبحها فقال: أمؤمن انت، فقال: انا مؤمن ان شاء اللّٰه تعالیٰ، فقال ابن عمر: ناولنی الشفرة وامض حیث شاء اللّٰه ان تکون مؤمنا، قال: فمر رجل آخر، فقال له: اذبح لنا هذه الشاة فأخذ الشفرة لیذبحها فقال: أمؤمن، قال: انا مؤمن ان شاء اللّٰه تعالیٰ، قال: فأخذ الشفرة وقال: امض، ثم قال لرجل آخر: اذبح لنا هذه الشاة فأخذ الشفرة لیذبحها، فقال له: أمؤمن انت، قال: نعم أنا مؤمن فی السرّ ومؤمن فی العلانیة، فقال له: اذبح اذبح ثم قال: الحمد للّٰه الذی ما ذبح لنا رجل شك فی ایمانه".

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس اپنی بکری لائے، اور ایک آدمی سے فرمایا: اسے ذبح کرو، چنانچہ اس نے چاقو پکڑا تا کہ ذبح کرے پھر فرمایا: کیا تم مؤمن ہو؟ وہ بولا: اگر اللہ نے چاہا تو میں مؤمن ہوں، فرمایا: چاقو پکڑاؤ اور وہاں چلے جاؤ جہاں اللہ چاہتا ہے کہ تم مؤمن ہو، پھر ایک اور آدمی سے فرمایا: ہماری بکری کو ذبح کردو، اس نے بھی چاقو پکڑا تا کہ ذبح کردے، فرمایا: کیا تم مؤمن ہو؟ وہ بولا ان شاء اللہ میں

مؤمن ہوں یعنی اگر اللہ نے چاہا تو میں مؤمن ہوں، آپ نے اس سے چاقو لے لیا اور فرمایا: جا چلا جا، پھر ایک اور شخص سے فرمایا: ہماری اس بکری کو ذبح کردو، اس نے چاقو پکڑا تاکہ ذبح کردے، فرمایا: کیا تم مؤمن ہو؟ وہ بولا: میرا باطن بھی مؤمن ہے اور میرا ظاہر بھی مؤمن ہے، فرمایا: ذبح کرو ذبح کرو، پھر فرمانے لگے: تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے ہمارے لئے اس شخص سے ذبح نہیں کروایا جس کو اپنے ایمان میں شک تھا۔

مجھے ابوحنیفہ قاضی کے بقیہ حالات وواقعات نہیں مل سکے البتہ ''ابوحنیفہ قاضی'' سن 400 ہجری میں موجود تھے۔

(الجوهر المضية صفحه 216 رقم 822)

(الجواهر المضية صفحه 449 رقم 1877)

﴿79﴾ ''ابوحنیفہ قحطانی''

ان کا نام تو مجھے معلوم نہیں ہوسکا البتہ ان کا تعارف:

''ابوحنیفہ بن غنم قحطانی'' ہے۔

''قحطانی'': قاف کی زبر کے ساتھ ہے، اور یہ نسبت ''قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشند بن سام بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام'' سے ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ: ان کی نسبت ''قحطان بن ہمیسع بن تیمن بن نبت بن اسماعیل بن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام'' سے ہے۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ قحطانی'' قدیم عرب ہیں اور قبیلہ بنوعدی بن حنیفہ کے جدِ اعلیٰ ہیں۔

ان کا ذکر شیخ ابوالعباس احمد بن علی قلقشندی'' نے ''نہایۃ الارب'' میں کیا ہے۔

(نهاية الارب فی معرفة انساب العرب جلد 1 صفحه 355 رقم 1281)

﴿80﴾ ''ابوحنیفہ قرشی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ داؤد بن جناح بن روح بن جناح قرشی دمشقی'' ہے۔
''قرشی'': قاف کی پیش اور راء کی زبر کے ساتھ ہے، یہ نسبت معروف عرب قبیلہ ''قریش'' سے ہے۔

آپ کے بقیہ حالات مجھے نہیں مل سکے البتہ علامہ ابن عساکر نے ''تاریخ'' میں اور علامہ ابوسلیمان ربعی نے ''تاریخ مولد العلماء ووفیاتھم'' میں آپ کے پوتے ''شیخ ابوالاشعث غالب بن سلیمان بن داؤد بن جناح بن روح بن جناح دمشقی قرشی'' المعروف ''ابوالاشعث بن ابی حنیفہ'' کا ذکر کیا ہے، جو سن 325 ہجری ماہِ شعبان المعظم میں فوت ہوئے، نیز علامہ ابن عساکر نے ''ابوسلیمان بن زبر کا قول نقل کیا ہے کہ: ان کو ''ابوالاشعث غالب بن سلیمان بن ابی حنیفہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ قرشی'' کے پوتے ''ابوالاشعث غالب'' نے ''وزیرہ بن محمد غسانی حمصی'' سے سماع کیا، پھر ان سے ''ابوحسین رازی اور ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن صالح بن سنان'' نے سماع کیا۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ قرشی'' سن 260 ہجری میں موجود تھے۔

(تاریخ مولد العلماء ووفیاتھم لابی سلیمان الربعی جلد2 صفحہ656)

(تاریخ ابن عساکر جلد26 صفحہ220، 221 رقم5539)

﴿81﴾ ''ابوحنیفہ قزوینی''

ان کا پورا نام، حالات وواقعات مجھے معلوم نہیں ہوسکے البتہ ''التدوین'' کے مصنف نے ان کے پوتے ''شیخ ابوالمعالی عبدالجلیل بن عبدالملک بن ابی حنیفہ قزوینی'' کا نہایت ہی مختصر تذکرہ لکھا ہے کہ:

''شیخ ابوالمعالی'' ایک زبردست فقیہ تھے اور ''قزوین'' شہر کے نواح میں واقع ایک شہر ''فشکل'' کے قاضی تھے۔

چنانچہ میرا اندازہ ہے کہ ''ابوحنیفہ قزوینی'' سن 450 ہجری میں موجود تھے۔

(التدوین فی اخبار قزوین جلد3صفحہ132)

﴿82﴾ ''ابوحنیفہ قصبی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن ماہان واسطی قصبی'' ہے۔

''قصبی'': قاف اور صاد کی زبر کے ساتھ ہے، اور یہ نسبت ''واسط القصب'' شہر کی وجہ سے ہے جو پہلے ایک قصبہ تھا بعد میں اسی قصبہ کو حجاج بن یوسف نے شہر کی صورت دیدی۔

آپ کے خاندان میں 3 افراد ''ابوحنیفہ'' کنیت سے متصف ہوئے ہیں، جن میں سے ایک آپ کے پوتے ''محمد بن حنیفہ بن محمد بن ماہان واسطی قصبی'' ہیں جن کا ذکر ہم ''ابوحنیفہ واسطی'' کے طور پر آئندہ کریں گے، اور دوسرے آپ کے دادا ''ماہان واسطی قصبی'' ہیں جن کا ذکر ہم آئندہ ''ابوحنیفہ ماہان'' کے طور پر کریں گے، اور تیسرے آپ خود ہیں، چنانچہ آپ کا ''ابوحنیفہ'' کنیت سے متصف ہونا اپنے صاحبزادے ''حنیفہ بن محمد'' کی وجہ سے ہے۔

آپ کی چند روایات کو اہلِ علم نے اپنی کتب میں نقل کیا جیسا کہ:

(i)۔خطیب بغدادی نے ''المتفق والمفترق'' میں آپ ہی کی وساطت سے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو نقل کیا کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان لی وزیرین من اھل السماء ووزیرین من اھل الارض فوزیرای من اھل السماء جبریل ومیکائیل ووزیرای من

اهل الارض ابو بکر وعمر ''۔

ترجمہ: بلاشبہ میرے دو وزیر آسمانوں میں اور دو وزیر زمین میں ہیں، چنانچہ آسمانوں میں میرے وزیر ''جبریل'' اور ''میکائیل'' ہیں، اور زمین میں میرے دو وزیر ''ابو بکر'' اور ''عمر'' (رضی اللہ عنہما) ہیں۔

(ii)- خطیب بغدادی نے مزید آپ ہی کے واسطے سے جناب عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بھی ایک روایت کو نقل کیا ہے، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان المختلعات هن المنافقات حرم الله ريح الجنة على امرأة سألت زوجها الطلاق''۔

یعنی بلاوجہ خلع مانگنے والی عورتیں منافقہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر جنت کی خوشبو کو بھی حرام فرمادیا ہے جو اپنے خاوند سے بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرے۔

(iii)- خطیب بغدادی نے ''المتفق والمفترق'' میں آپ ہی کی وساطت سے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان کو نقل کیا ہے کہ:

''ابو بكر خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم على كل مؤمن ومؤمنة''۔

یعنی جناب سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر مسلمان مرد وعورت پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔

ó áـ ivـ علامہ ابوالحسن اسلم بن سہل واسطی نے ''تاریخ واسط'' میں آپ ہی سے سن کر جناب ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت کو نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان اکثر ما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین، ولن تزال طائفۃ من امتی علی الحق لن یضرھم من خالفھم حتی یأتی امر اللّٰہ تعالیٰ''۔

ترجمہ: مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خطرہ گمراہ حکمرانوں کا ہے، اس کے باوجود میری امت میں ایک گروہ حق پر رہے گا اسے کسی کی مخالفت بھی نقصان نہ دے سکے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم ظاہر فرما دے۔

ǒ ـá ـv علامہ ابونعیم ''تاریخ اصبہان'' میں آپ ہی کی وساطت سے جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت کو نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''من قرأ القرآن ظاھرا او نظرا اعطاہ اللّٰہ شجرۃ فی الجنۃ''۔

یعنی جس نے قرآن پاک کو دیکھ کر غور وفکر کے ساتھ پڑھا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ایک درخت عطاء فرمائے گا۔

(vi)- علامہ ابن مندہ ''فتح الباب'' میں اور علامہ عقیلی ''الضعفاء الکبیر'' میں آپ ہی کی وساطت سے ام المؤمنین اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لا یُبرِمَنّ احدکم امرا من امر دین ولا دنیا حتی یشاور''۔

یعنی تم میں سے کوئی بھی ہرگز اپنے دینی اور دنیاوی امور میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک مشاورت نہ کر لے۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ قصی'' کی وفات کے بارے میں ''تاریخ واسط'' میں یوں منقول ہے کہ ''ثنا احمد بن محمد بن ماھان، قال: توفی ابی سنۃ اربع ومائتین''، یعنی ہمیں ''احمد بن محمد بن ماہان قصی واسطی'' نے بیان کیا کہ میرے والد

سن 204 ہجری میں فوت ہوئے۔

(فتح الباب فی الکنی والالقاب لابن مندة صفحه 277 رقم 2376)

(تاریخ واسط لابی الحسن الواسطی صفحه 157)

(المتفق والمفترق جلد 3 صفحه 1578 رقم 913)

(الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی جلد 1 صفحه 89 رقم 257)

(لسان المیزان جلد 7 صفحه 38 رقم 369)

(الضعفاء الکبیر للعقیلی جلد 2 صفحه 226 رقم 770 "طلحه بن زید")

﴿83﴾ ''ابوحنیفہ قطوی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن عبدالحکم قَطَوِی''۔

''قطوی'': قاف اور طاء کی زبر کے ساتھ ہے، اور یہ نسبت ''قطوان'' بستی سے ہے جو ''سمرقند'' شہر سے 5 فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔

آپ نے ''ابوعبیدہ عبدالوارث بن سعید اور عمر بن حفص الطحان'' سے سماع کیا ہے، اور آپ سے ''ابویعلیٰ عباس بن محمد جمحی اور علی بن محمد بن حاتم'' نے سماع کیا۔

علامہ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن احمد بن یحییٰ بن حارث سعدی المعروف ابن ابی عوام (المتوفی:335) نے ''فضائلِ ابی حنیفة واخباره ومناقبه'' میں اپنی سند کے ساتھ ان سے روایت کیا ہے، چنانچہ فرمایا: مجھے میرے والد نے اور ان کو ان کے والد نے بیان کیا، اور انہیں محمد بن احمد بن حماد نے، اور انہیں عباس بن محمد جمحی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابوحنیفہ قطوی نے بیان کیا اور انہیں عبدالوارث بن سعید نے فرمایا: کہ ''میں ایک بار مکہ میں جاچکا ہوں''۔

علامہ ابن عدی نے ''الکامل'' میں ''محمد بن عبدالحکم قطوی'' کی وساطت سے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو نقل کیا ہے کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا تجالسوا ابناء الاغنیاء فان لهم شهوة کشهوة النساء".
یعنی اغنیاء کے بچوں کی صحبت سے بچو کیونکہ ان سے شہوت بھی عورتوں سے شہوت کی طرح ہے۔
بہرحال ''ابوحنیفہ قطوی'' سن 225 ہجری میں موجود تھے۔
(فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام صفحه 197 رقم 385)
(الکامل فی ضعفاء الرجال جلد 6 صفحه 129 فی ترجمة عمر بن عمرو ابو حفص الطحان)

﴿84﴾ ''ابوحنیفہ قلعی''

ان کا پورا نام: ''شیخ ابوحنیفہ نجیب قلعی'' ہے۔
''قلعی'': قاف کی زبر کے ساتھ ہے البتہ لام کی زبر اور جزم میں دونوں قول ہیں، یا تو یہ نسبت عراق کے ایک علاقے ''قلعۃ'' سے ہے اس صورت میں لام پر زبر ہوگی، اور یا پھر یہ نسبت یمن کے ایک علاقے ''قلعہ'' سے ہے اس صورت میں لام پر جزم ہوگی۔
''ابوحنیفہ قلعی'' کا ذکر علامہ عبدالرزاق بن حسن بن ابراہیم بیطار میدانی دمشقی نے ''حلیة البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر'' میں یوں کیا ہے کہ:
''شیخ نجیب قلعی'' جو ''ابوحنیفہ صغیر'' کے لقب سے مشہور ہوئے، آپ ''شیخ احمد بن اسماعیل بن شہاب احمد منینی بن علی بن عمر بن صالح بن احمد بن محمد بن سلیمان بن ادریس بن اسماعیل بن یوسف بن ابراہیم طرابلسی حنفی دمشقی منینی'' کے استاذ ہیں جو سن 1176 ہجری میں پیدا ہوئے اور سن 1256 ہجری میں فوت ہوئے۔
چنانچہ ''ابوحنیفہ قلعی'' سن 1200 ہجری میں موجود تھے۔
(حلیة البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر لابن البیطار جلد 1 صفحه 239 دار صادر بیروت)

فصل:

﴿رقم الكاف﴾

﴿85﴾ ''ابوحنیفہ کوفی''

ان کا پورا نام اور تفصیلی حالات مجھے معلوم نہیں ہو سکے البتہ ان کا تعارف اہلِ علم کے نزدیک یہ کہ: آپ اہلِ علم کے ہاں ''ابوحنیفہ کوفی'' سے معروف ہیں، تابعی ہیں، کئی صحابہ کرام کو دیکھا، جناب سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی جو سن 65 ہجری میں شہید ہوئے اور ان سے بھی سماع کیا۔ پھر آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں ''عبدالاکرم کوفی'' اور ''عبدالوارث کوفی'' نے سماع کیا۔

آپ کی ایک ہی روایت ہے جس کو ''امام بخاری، ابن ماجہ، ابن المقرئ، طبرانی اور علامہ ابن الاعرابی'' نے روایت کیا۔

امام ابن ماجہ آپ ہی کی وساطت سے جناب سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کی روایت کو نقل کرتے ہیں، کہ:

''اتانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فمکثنا ثلاث لیال، لا نقدر اولا یقدر علی طعام''.

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، اور ہماری حالت یہ تھی کہ ہمیں 3 دن سے کھانا میسر نہیں آیا تھا۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ کوفی'' سن 70 ہجری میں موجود تھے۔

(سنن ابن ماجۃ صفحہ 761 رقم 4149)

(معجم ابن الاعرابی جلد 2 صفحہ 284 رقم 1873)

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 4 صفحہ 42 زیر رقم 6371)

(معجم ابن المقرئ صفحہ 298 رقم 968)

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم (ترجمۃ سلیمان بن صرد) رقم 536

(المقتنی فی سرد الکنی جلد 1 صفحہ 205 رقم 1828)

(التکمیل فی الجرح والتعدیل جلد 3 صفحہ 158 رقم 1977)

(الکاشف جلد1صفحہ611رقم3084ترجمہ عبد الاکرم)

(الکاشف جلد1صفحہ673رقم3504ترجمہ عبد الوارث)

(تہذیب الکمال ترجمہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد الازدی)

(تاریخ الکبیر للبخاری جلد6صفحہ118رقم1890ترجمہ عبد الوارث)

(المنفردات والوحدان للمسلم جلد1صفحہ233رقم1184ترجمہ عبد الوارث)

فصل:

رقم المیم

﴿86﴾ ''ابوحنیفہ مالکی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ علی بن ابراہیم بن ہارون بن میمون بن صالح مالکی بغدادی رازی'' ہے۔

آپ کی کنیت ''ابوالحسن'' اور لقب ''ابوحنیفہ مالکی'' ہے، بہت کم حدیث روایت کی ہے،

آپ نے ''قاضی ابوالفرج معافی بن زکریا نہروانی، ابو طاہر محمد بن عبدالرحمٰن المخلص، ابوالحسن علی بن عمر حربی سکری، ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن الثلاج، ابوالعباس ولید بن بکر اندلسی، ابوعبیداللہ محمد بن عمران مرزبانی، ابومحمد عبداللہ بن ابراہیم اکفانی، ابو اسحاق ابراہیم بن محمد طبری، ابوالقاسم عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ بن الجراح الوزیر، ابوالحسین محمد بن احمد بن سمعان الواعظ، ابوالفرج البغاء، ابوعلی حسن بن محمد بن قاسم مخزومی اور ابو الفضل شراعہ بن فضل بن قاسم الکاتب بریدی'' سے سماع کیا۔

اور آپ سے ''ابومسعود سلیمان بن ابراہیم الحافظ اصبہانی'' نے ''معجم الشیوخ'' میں، نیز ''ابوعلی حسن بن احمد بن البناء'' اور ''ابوالفضل محمد بن احمد بن محمد محاملی'' نے سماع کیا۔

خطیب بغدادی نے آپ کی چند روایات کو نقل کیا ہے، چنانچہ!

(i)-خطیب بغدادی نے آپ کی وساطت سے جناب سعید بن ابی بردہ کی روایت کو نقل کیا کہ: وہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

"بعث رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ابا موسٰى ومعاذ بن جبل الى اليمن، فقال لهما: يسرا ولاتعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا".

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوموسیٰ اشعری اور جناب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجا، تو ان سے فرمایا: آسانیاں کرنا، مشکلات میں نہ ڈالنا، خوشخبریاں دینا، نفرت نہ پھیلانا اور فرمانبردار رہنا۔

(ii)-خطیب بغدادی نے آپ کی وساطت سے جناب جعفر بن محمد مخلدی کی روایت کو نقل کیا، فرماتے ہیں کہ:

"کان لی خاتم وقد ورثته عن ابی، فعبرت دجلة فمددت یدی لاغرف من الماء، فسقط الفص فغمنی، فذکرت حدیثا روی عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، انه من قرأ هذه الآیة علی شیء ضاع منه رده اللّٰه علیه، فقرأتها ویدی فی الماء، فاذا الفص بین اصابعی والآیة:"﴿ربنا انك جامع الناس لیوم لاریب فیه ان اللّٰه لا یخلف المیعاد﴾" اللّٰهم یا جامع الناس لیوم لا ریب فیه انك لاتخلف المیعاد، اجمع بینی وبین خاتمی انك علی کل شیء قدیر".

ترجمہ: میرے پاس ایک انگوٹھی تھی جو میرے والد صاحب سے مجھے وراثت میں ملی تھی، میں ''دجلہ'' کے کنارے پر تھا چنانچہ میں نے اس میں سے پانی لینے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، تو میری انگوٹھی اس میں گر گئی جس کا مجھے بہت دکھ ہوا، چنانچہ اسی وقت مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد آ گیا کہ جس شخص نے اپنی گمشدہ چیز کو پانے کے لئے اس آیت کو پڑھا، تو اللہ اس کو اس کی وہ چیز لوٹا دے گا، تو جب میں نے اس کو پڑھا اور اپنا ہاتھ پانی میں ڈالا کہ اچانک انگوٹھی میرے ہاتھ میں

آ گئی، وہ آیت یہ ہے: ''﴿ربنا انك جامع الناس ليوم لاريب فيه ان الله لا يخلف الميعاد﴾'' اے اللہ! اے اس دن لوگوں کو جمع کرنے والے جس دن کے قائم ہونے میں کوئی شک نہیں، بلاشبہ تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا، مجھے اور میری انگوٹھی کو بھی جمع کر دے، بلاشبہ تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ: میں نے ابوعلی بن بناء کی کتاب ''مشیخہ'' میں ان کی تحریر دیکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ:

''ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہارون مالکی'' نحو اور لغت کے ماہرین میں سے تھے، شعر کہا کرتے تھے، احادیث کا سماع کثرت سے کیا کرتے تھے، سن 429 ہجری میں وفات پا گئے۔

خطیب بغدادی نے یہ بھی کہا: کہ میں نے شیخ ابوالفضل احمد بن حسین بن خیرون کی کتاب میں تحریر دیکھی کہ:

''ہمیں حافظ محمد بن ناصر نے خبر دی کہ ابن خیرون فرماتے ہیں کہ: سن 429 ہجری میں ''شیخ ابوالحسن علی بن ہارون'' جو ''ابوحنیفہ مالکی'' سے جانے جاتے ہیں جمادی الاخریٰ میں وفات پا گئے۔

(تاریخ بغداد جلد 18 صفحہ 13، 14، 15، 16 رقم الترجمة 524)

﴿87﴾ ''ابوحنیفہ ماہان''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ ماہان بن عبداللہ بن نہار قصبی واسطی'' ہے۔

لفظ ''قصبی'' اور ''واسطی'' کی وجہ ہم نے سابق میں ''ابوحنیفہ قصبی'' کے ضمن میں کر چکے ہیں۔

شیخ ابوالحسن اسلم بن سہل واسطی نے ''تاریخِ واسط'' میں آپ کا نام ''ماہان بن عبداللہ بن نہار'' بیان کیا ہے لیکن علامہ ابن حجر نے ''تہذیب التہذیب'' میں صراحت کی ہے کہ: ان کا نام ''ماہان بن اسماعیل بن ابی زیاد'' ہے۔ واللّٰہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ کے خاندان میں 3 افراد ''ابوحنیفہ'' کنیت سے متصف ہوئے ہیں ایک ہمارے ممدوح ''ابوحنیفہ ماہان'' ہیں، دوسرے آپ ہی کے صاحبزادے ''ابوحنیفہ قصی'' اور تیسرے ''ابوحنیفہ ماہان'' کے پوتے ''ابوحنیفہ واسطی'' جن کا بیان آگے ہوگا۔

علامہ ابن ابی حاتم نے ''الجرح والتعدیل'' میں اور علامہ ابن قائدۃ ہمدانی نے ''رجال الحاکم'' میں کہا ہے کہ:

''ماہان'' کا لقب ''ابوحنیفہ'' ہے، آپ کا تعلق ''واسط القصب'' شہر سے ہے، آپ نے ''جریر بن حازم، سفیان ثوری، محمد بن عبداللہ بن عبید بن عمیر، نافع بن عمر، حماد بن سلمہ، علاء بن راشد، عمر بن ریاح اور سلیمان بن خالد سے سماع کیا ہے، اور آپ سے آپ کے صاحبزادے ''ابوحنیفہ قصی''، شعیب بن عبدالحمید الطحان اور اسلم بن سہل نے سماع کیا ہے۔

علامہ ابوالحسن واسطی نے ''تاریخ واسط'' میں آپ ہی کی وساطت سے جناب ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت کو نقل کیا ہے کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان اکثر ما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین، ولن تزال طائفۃ من امتی علی الحق لن یضرھم من خالفھم حتی یأتی امر اللہ تعالٰی"۔

یعنی مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خطرہ گمراہ راہنماؤں کا ہے، اس میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا، انہیں مخالفین کی مخالفت کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا امر لے آئے گا۔

بہرحال ''ابوحنیفہ ماہان'' سن 170 ہجری میں موجود تھے۔

(الجرح والتعديل لابن ابی حاتم جلد8صفحه105رقم450)

(تاريخ واسط لابی الحسن الواسطی صفحه157)

(رجال الحاكم فی المستدرك لابن قائدة جلد2صفحه 411، رقم 1833)

﴿88﴾ ''ابوحنیفہ محبوبی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ جمال الدین عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد بن عبد الملک بن عمر بن عبد العزیز بن محمد بن جعفر بن مروان بن محمد بن احمد بن محبوب بن ولید بن عبادہ بن صامت محبوبی عبادی'' ہے۔

آپ کا سلسلہ نسب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی جناب عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

آپ سن 546 ہجری 5 جمادی الاولیٰ میں پیدا ہوئے، اور ''شرعۃ الاسلام'' کے مصنف ''شیخ امام زادہ محمد بن ابی بکر'' اور ''شمس الائمہ عماد الدین عمر بن بکر زرنجری'' سے علم حاصل کیا، ان دونوں نے ''شمس الائمہ بکر زرنجری'' سے، اور انہوں نے ''شمس الائمہ امام سرخسی'' سے اور انہوں نے ''شمس الائمہ امام حلوانی'' سے علم حاصل کیا۔

آپ نے ''امام علی قاضیخان اوز جندی'' سے بھی علم فقہ سمیت کئی اور علوم میں تبحر حاصل کیا، آپ جلیل القدر امام، فقیہ اور فاضل تھے، آپ کے زمانے میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا، یکتا تھے، مذہب واختلاف کی خوب معرفت رکھنے والے تھے۔

آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے ''شرح الجامع الصغیر'' اور ''کتاب

الفروق'' خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

آپ سے علم حاصل کرنے والوں میں آپ کے صاحبزادے شیخ احمد شامل ہیں جو ''الوقایہ'' کے مصنف ''شیخ تاج الشریعۃ'' کے والد ہیں۔

نیز آپ سے ان کے علاوہ ''حافظ الدین الکبیر محمد بخاری، حمید الدین الضریر علی بن محمد البخاری، بہاؤالدین محمد بن احمد اسیجابی اور الظہیر ابوبکر احمد بن علی بلخی''، وغیرہم نے علم حاصل کیا۔

شیخ عبد القادر بن ابی الوفاء قرشی نے ''الجواہر المضیہ'' میں اور علامہ عبد الحی لکھنویؒ نے ''الفوائد البہیۃ'' میں لکھا ہے کہ: امام ملا علی القاری فرماتے ہیں کہ آپ کا نام ''عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی'' ہے، آپ ''ابوحنیفہ ثانی'' کے لقب سے بھی مشہور ہوئے، امام ذہبی نے ''المؤتلف والمختلف'' میں آپکو ''عالمِ مشرق'' اور ''شیخ الحنفیہ'' کہا ہے، آپ کی وفات جمعرات کی رات 8 جمادی الاولیٰ سن 630 ہجری میں ''بخارا'' شہر میں ہوئی، آپ نے 84 سال کی عمر پائی، آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے ''شیخ شمس الدین احمد'' نے پڑھائی۔

(الجواهر المضية صفحه 219 رقم 837)

(الجواهر المضية صفحه 449 رقم 1879)

(الفوائد البهية فى تراجم الحنفية صفحه 182 رقم 229)

﴿89﴾ ''ابوحنیفہ مغربی''

ان کا پورا نام: ''قاضی ابوحنیفہ نعمان بن ابی عبداللہ محمد بن منصور بن احمد بن حیون تمیمی مصری قیروانی مغربی'' ہے۔

''مغربی'': یہ نسبت مغربی علاقوں کی وجہ سے ہے، علامہ سمعانی فرماتے ہیں کہ: کئی علماء کثرتِ علوم وفنون کی وجہ سے ''مغربی'' نسبت سے منسوب ہوئے، کیونکہ

مغربی شہروں میں نئے اور پرانے علوم وفنون کی بھر مار ہے۔

بعض نے ان کا نام: ''قاضی ابوحنیفہ نعمان بن احمد'' بھی بیان کیا ہے، یہ ایک فقیہ، ادیب اور مؤرخ تھے، اور سلطان معز اور اسکے بیٹے سلطان عزیز کے دورِ حکومت میں قاضی بھی تھے، لیکن افسوس کہ اس قدر قابلیت کے باوجود مسلکِ حق اہلِ سنت چھوڑ کر بد مذہبی کو اپنا لیا اور شیعہ فرقے کی ایک شاخ امامیہ کو اپنا مذہب بنالیا، چونکہ یہ ''قیروان'' میں پیدا ہو کر وہیں پلے بڑھے، چنانچہ بد مذہبی کو اختیار کرنے سے پہلے قیروان کے بڑے قابل فضلاء میں شمار ہوتے تھے۔

شیخ امیر مختار مسبحی نے اپنی ''تاریخ'' میں بیان کیا ہے کہ: بد مذہبی سے پہلے ان کا شمار اہلِ سنت میں فقہ مالکیہ کے بہترین علماء اور فقہاء میں ہوتا تھا، ان کی چند تصنیفات بھی ہیں، جن میں ''اختلاف اصول المذاهب'' شامل ہے، پھر جب شیعہ ہو گئے تو چند کتابیں اور لکھیں جن میں ''ابتداء دعوة للعبيديين''، ''الاخبار'' اور ''الاقتصار'' شامل ہیں، اس کے ساتھ ساتھ چند کتابیں ائمہ مجتہدین کے رد میں، اور چند کتابیں اہلِ بیت کے فضائل اور صحابہ کرام کے مثالب پر بھی لکھیں۔

ان کے دو بیٹے تھے، (۱)-ابوالحسن علی بن نعمان، (۲)-قاضی محمد بن نعمان۔

یہ دونوں بھائی کمال کے فقیہ تھے، لیکن یہ بھی اپنے والد کی طرح گمراہ ہوئے۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ مغربی'' ماہِ رجب جمعہ کی رات سن 363 ہجری کو مصر میں فوت ہوئے۔

(تاریخ الاسلام (تفصیلا) سنة 363)

(سير اعلام النبلاء جلد 12 صفحه 221 رقم 3305)

(لسان الميزان جلد 6 صفحه 167 رقم 587)

(المقتنى فى سرد الكنى جلد 1 صفحه 205 رقم 1834)

(وفيات الاعيان جلد 5 صفحه 416)

(الاعلام للزرکلی جلد8صفحہ41)
(معجم المؤلفین جلد13صفحہ106)
(الوافی بالوفیات جلد27صفحہ95)
(وفیات الاعیان جلد5صفحہ420)
(الجواهر المضیة صفحہ419رقم1706)
(اتعاظ الحنفاء باخبار الائمة الفاطمیین الخلفاء للمقریزی جلد1 صفحہ92 احیاء التراث الاسلامی)

﴿90﴾ ''ابوحنیفہ مکی''

ان کا نام اورحالات وواقعات پر میں اطلاع نہیں پاسکا، البتہ آپ کے صاحبزادے ''ابراہیم بن ابی حنیفہ مکی'' تابعی تھے۔

اہلِ علم نے ''ابراہیم'' کے بارے میں لکھا ہے کہ: انہوں نے ''یزید رقاشی'' سے سماع کیا، اوران سے ''جبیرہ بن ضوء'' نے سماع کیا۔

علمِ حدیث میں ''ابراہیم'' کی حیثیت کے بارے میں حافظ ابوالفتح ازدی نے کہا ہے کہ: ''ابراہیم متروک ہیں، ان سے روایت کرنا جائز نہیں، اس کے باوجود ابراہیم کے بیٹے ''عبداللہ بن ابراہیم بن ابی حنیفہ'' محدّث اور فقیہ تھے، ان سے ''ابوعمر وکلثوم بن زیادؒ'' نے سماع کیا، چنانچہ ابراہیم بن ابی حنیفہ مکی کا ذکر علامہ ذہبی نے اپنی ''تاریخ'' میں ''ابوسالم ماہان اعور حنفی'' کے تذکرے میں کرتے ہوئے کہا کہ:

''ابراہیم بن ابی حنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے ماہان حنفی کو حجاج بن یوسف کی طرف سے صلیب پر لٹکے ہوئے دیکھا کہ وہ اپنی انگلیوں پر گن کر تسبیح کہہ رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے 29 بار تسبیح کہی، پھر انہیں کوڑے مارے جانے لگے، حتی کہ میں نے ان کو ایک ماہ بعد پھر اسی لکڑی کی صلیب پر لٹکے دیکھا، چنانچہ ہمیں سپاہیوں کی جانب سے اس لکڑی کی نگرانی کا کہا گیا تو ہم رات کو ان سے روشنی نکلتی ہوئی دیکھتے تھے''۔

چنانچہ ابوحنیفہ مکی کے بیٹے ابراہیم کی یہ روایت زیادہ مشہور جسے علامہ ابن نقطہ نے ''اکمال الاکمال'' میں انہی کی وساطت سے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کو نقل کیا: کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کل مسکر حرام وان کان الماء القراح"

یعنی ہر نشہ آور چیز حرام ہے خواہ وہ صاف پانی ہی کیوں نہ ہو۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ مکی'' سن 60 ہجری میں موجود تھے۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم فی ترجمة عبد اللّٰہ بن ابراهیم)

(الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستة جلد8صفحه83رقم9173)

(المغنی فی الضعفاء جلد1صفحه33رقم67ترجمه ابراهیم)

(الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی جلد1صفحه31رقم50)

(اکمال الاکمال لابن نقطة جلد3صفحه634رقم3830)

(تاریخ الاسلام للذهبی جلد6صفحه103رقم139)

فصل:

رقم النون

﴿91﴾ ''ابوحنیفہ نجّار''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ احمد بن محمد النجار'' ہے۔

''نجار'': نون اور جیم مشدد کی زبر کے ساتھ ہے، یہ لکڑی کے پیشے سے منسوب ہے جس کا معنیٰ بڑھئی ہے۔

آپ نے قزوین میں ''شیخ ابوعمر عبدالواحد بن مہدی بغدادی فارسی'' سے سماع کیا جو سن 430 ہجری میں موجود تھے۔

آپ سے آپ کے صاحبزادے ''شیخ ابومحمد طاہر النجار قزوینی'' نے سماع کیا جو ایک جلیل القدر امام اور ایک بلند پایہ فقیہ تھے، اور سن 568 ہجری میں موجود تھے۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ النجار'' سن 500 ہجری میں موجود تھے۔

(التدوین فی اخبار قزوین جلد2 صفحہ 483)

﴿92﴾ ''ابوحنیفہ نصیر آبادی''

ان کا پورا نام: ''سید ابوحنیفہ شریف بن علم اللہ حسنی حسینی نصیر آبادی بریلوی'' ہے۔

آپ بہت بڑے علامہ اور صاحبِ طریقت تھے، آپ کا شمار فضل وصلاحیت سے بھرپور معروف ہستیوں میں ہوتا ہے، آپ نصیر آباد میں پیدا ہوئے۔ پھر جب آپ کے والدِ گرامی وہاں سے رائے بریلی کی جانب ہجرت کر گئے تو آپ بھی ساتھ ہی چلے گئے اور وہیں سے اپنے والد کے ساتھ حجاز مقدس کا ارادہ کر کے سفر شروع کیا اس وقت آپ کی عمر صرف 12 سال تھی، واپسی پر اپنے والدِ گرامی کی زیرِ تربیت رہے، انہی سے فقہ پڑھی، اور انہی سے فیضِ طریقت پایا، اور پوری زندگی اپنے والد کی خدمت میں گزار دی، آپ سلسلۂ طریقت واصلاح اور سنتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

میں اپنے والدِ گرامی کے نقشِ قدم پر تھے، آپ کا انتقال ماہِ ربیع الاول سن 1088 ہجری میں اپنے والدِ محترم کی زندگی میں ان ہی کے ڈیرے میں ہوا، جو ''رائے بریلی'' شہر سے باہر جامع مسجد کے شمال، مشرق کی جانب تھا جیسا کہ ''السیرۃ العلمیہ'' میں لکھا ہوا ہے۔

آپ کی نسبت اس ''بریلی'' سے نہیں جو حضور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضاء خان بریلوی رحمہ اللہ سے منسوب ہے بلکہ آپ کی نسبت بھارت کے ہی دوسرے علاقے ''رائے بریلی'' سے ہے۔

آپ کی طرح آپ کے بیٹے ''سید شریف عبد الباقی'' اور پوتے ''سید شریف محمد ممتاز بن عبد الباقی بن ابی حنیفہ'' بھی صاحبانِ علم وطریقت ہوئے ہیں۔

(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر جلد5صفحہ468)

(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر جلد6صفحہ744،839)

﴿93﴾ ''ابوحنیفہ نعمانی''

ان کا نام اور حالات وواقعات کا مجھے علم نہیں ہو سکا البتہ اہلِ علم حضرات نے آپ کے صاحبزادے ''عبد اللہ بن ابی حنیفہ'' کا ذکر کیا ہے۔

چنانچہ امام بدر الدین عینی نے ''مغانی الاخیار'' میں اور علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی دمشقی نے ''عقود الجمان فی مناقب النعمان'' میں حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مشائخ میں ''عبد اللہ بن ابی حنیفہ'' کا ذکر کیا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ جناب عبد اللہ کے والد گرامی ہمارے ذکر کردہ ''ابوحنیفہ'' کنیت سے معروف حضرات میں پہلے سے بیان ہو چکے ہوں، لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کا ذکر نہ ہوا ہو، چونکہ مجھے جناب عبد اللہ کے والد ''ابوحنیفہ'' کے نام، حالات اور نسبت کا علم نہیں ہو سکا اسی وجہ سے میں نے آپ کا یہاں ذکر کر دیا اور آپ کو حضور سیّدنا امام

اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ''نعمانی'' نسبت سے منسوب کیا، چنانچہ ''ابوحنیفہ نعمانی'' سن 60 ہجری میں موجود تھے۔ واللّٰہ اعلم ورسوله صلی اللّٰه علیه وسلم۔

(مغانی الاخیار فی شرح اسامی رجال معانی الآثار جلد 3 صفحہ 127 رقم 2471)

(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم للصالحی صفحہ 72)

﴿94﴾ ''ابوحنیفہ نیشاپوری''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ احمد بن مصدِّق بن محمد نیشاپوری'' ہے۔

نیشاپوری: کو کلامِ عرب میں ''نیسابوری'' پڑھا جاتا ہے، یہ نسبت ''نیشاپور'' (نیسابور) کی وجہ سے ہے جو خراسان کا نہایت ہی مبارک اور حسین شہر ہے، حیرت انگیز حد تک اہلِ علم وفن کی ایک کثیر تعداد اس علاقے سے ظاہر ہوئی، جس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امام حاکم نے نیشاپور کے اہلِ علم حضرات کا تذکرہ اپنی کتاب ''تاریخ نیسابور'' میں کیا ہے، جس کو انہوں نے آٹھ ضخیم جلدوں میں تحریر فرمایا۔

صاحب ''الجواہر المضیہ'' فرماتے ہیں کہ: علامہ ابن نجار نے ''ابوحنیفہ نیشاپوری'' کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: آپ حج کر کے بغداد تشریف لائے، اور وہاں ''شیخ ابویعقوب یوسف بن یعقوب بن اسماعیل بن خرزاذ نجیرمی'' سے ان کے بڑھاپے میں سماع کیا، اور آپ سے ''شیخ علی سجزی'' نے سماع کیا۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ نیشاپوری'' سن 420 ہجری میں موجود تھے۔

(الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة جلد 1 صفحہ 153 رقم 390)

(الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة صفحہ 86 رقم 254)

فصل:

﴿رقم الواؤ﴾

﴿95﴾ ''ابوحنیفہ وائلی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ لُجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان وائلی'' ہے۔

''وائلی'': کی نسبت ان کے پردادا کے والد ''وائل'' کی وجہ سے ہے۔

''ابوحنیفہ عجلی'' کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ: ''لجیم'' نے جس عورت سے نکاح کیا اس کا نام ''حذام'' تھا جس کی مدح سرائی کرتے ہوئے لجیم نے شعر کہا کہ:

"اذا قالت حذام فصدقوها...... فان القول ما قالت حذام"

''جب حذام کوئی بات کرے تو اس کی تصدیق کیا کرو کیونکہ بات وہی صحیح ہوتی ہے جو حذام کہتی ہے''۔

حذام کے بطن سے لجیم کے ہاں ''اُثال'' اور ''عجل'' پیدا ہوئے۔

''اُثال'' کو ''حنیفہ'' کہا جانے لگا کیونکہ اس کی ٹانگوں میں ''حنف'' یعنی ٹیڑھا پن تھا اسی کی وجہ سے لجیم کو ''ابوحنیفہ'' کنیت سے پکارا جانے لگا، پھر ''لجیم'' کے بیٹے ''حنیفہ'' کے ہاں ''دول، عدی، عامر اور عبد مناۃ'' پیدا ہوئے، یہ سب کے سب ''بنو حنیفہ'' کہلائے۔

چنانچہ ان چاروں بھائیوں کی اولاد قبیلہ بنوحنیفہ کی چار شاخوں میں منقسم ہوئی:

(۱)-قبیلہ بنودول جن کو ''بنوہفان'' بھی کہا جاتا ہے، ''ہفان'' دول کا بیٹا تھا اسی کے نام سے اس قبیلہ کا نام رکھا گیا یہ تعداد میں بہت تھوڑے ہوئے۔

(۲)-قبیلہ بنو عدی، عرب میں بہت بڑا اور طاقتور قبیلہ ہوا، اسی کی نسل میں ''ملعون مسیلمہ کذاب'' پیدا ہوا، اہلِ یمامہ قبیلہ بنوحنیفہ کی اسی شاخ سے تھے، نیز سابق میں ''ابوحنیفہ قحطانی'' کا ذکر بھی ہو چکا ہے جو اسی قبیلہ کے بڑے افراد میں شمار

ہوئے، یہاں تک ''قبیلہ بنوعدی بن حنیفہ'' کے افراد کے جدِ اعلیٰ سمجھے جاتے ہیں۔

(۳)-قبیلہ بنوعامر، یہ بھی کثیر تعداد میں ہوئے۔

(۴)-قبیلہ بنوعبدمناۃ، جسے عبدمناف بھی کہا جاتا ہے، یہ تعداد میں بنوہفان کی طرح بہت تھوڑے تھے حتی کہ ناپید ہوگئے۔

واللہ اعلم ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

(المخلصیات واجز أاخری لابی طاھر المخلص جلد2صفحہ43 رقم 984قطر)
(حاشیۃ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جلد1صفحہ387)

﴿96﴾ ''ابوحنیفہ واسطی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن حنیفہ بن محمد بن ماہان قصبی واسطی'' ہے۔
''قصبی واسطی'': کی وجہ نسبت ہم ''ابوحنیفہ قصبی'' کے ضمن میں بیان کرچکے ہیں۔

ان کے خاندان میں 3افراد ''ابوحنیفہ'' کنیت سے متصف ہوئے جن میں سے دو کا بیان ''ابوحنیفہ قصبی'' اور ''ابوحنیفہ ماہان'' کے طور پر ہم سابق میں کرچکے ہیں، اور تیسرے ہمارے ممدوح ''ابوحنیفہ محمد بن حنیفہ بن محمد بن ماہان قصبی واسطی'' ہیں۔

آپ بغداد میں رہتے تھے، سارا گھرانہ علم وعرفان کا مرکز تھا، بغداد میں ہی اپنے والد گرامی ''شیخ حنیفہ بن ابی حنیفہ محمد'' اور اپنے چچا ''شیخ احمد بن ابی حنیفہ محمد'' سے علم حاصل کیا، اور ان کے علاوہ ''مقدم بن محمد بن یحییٰ مقدمی، طلحہ بن زید، خالد بن یوسف سمتی اور حسن بن جبلہ شیرازی'' جیسے قابل علماء سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔

آپ سے ''محمد بن مخلد، ابوبکر شافعی، محمد بن حسن بن مقسم، اسماعیل بن علی خطبی، ابوعلی محمد بن احمد بن حسن الصواف اور مخلد بن جعفر الدقاق'' وغیرہم نے سماع کیا۔

آپ کی مشہور روایتیں یہ ہیں!

(i)-خطیب بغدادی نے آپ کی وساطت سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو نقل کیا ہے کہ:

"ان ابابکر دخل علی النبی صلی اللہ علیه وسلم بعد وفاته، فوضع فاه بین عینیه،ووضع یده علی صدره وقال: وانبیاه واصفیاه واخلیلاه".

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بعد جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنا منہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان اور اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس پر رکھ دیا اور بولے:"وانبیاہ......واصفیاہ...... واخلیلاہ"۔

(ii)-علامہ ابونعیم نے ''تاریخ اصبہان'' میں آپ کی وساطت سے جناب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت کو نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من قرأ القرآن ظاهرا او نظرا اعطاه الله شجرة فی الجنة".

یعنی جس شخص نے قرآن مجید کو دیکھ کر اور غور کر کے قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ایک درخت عطاء فرمائے گا۔

علامہ ذہبی نے ''تاریخ الاسلام'' میں ''ابوحنیفہ واسطی'' کا ذکر سن 291 ہجری سے لے کر سن 300 ہجری تک وفات پانے والوں میں کیا ہے،اور علامہ دار قطنی نے آپ کی وفات کے لئے سن 297 ہجری کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(فتح الباب فی الکنی والانقاب جلد 1 صفحہ 277 رقم 2377)

(تاریخ بغداد جلد 2 صفحہ 295 رقم 786)

(الثقات للعجلی جلد1صفحه412رقم1497)
(تاریخ اصبهان لابی نعیم جلد1صفحه73)
(تاریخ واسط لابی الحسن الواسطی صفحه118، 157)
(تاریخ الاسلام للذهبی جلد22صفحه169رقم409)
(المغنی فی الضعفاء جلد2صفحه574رقم5456)
(میزان الاعتدال جلد6صفحه129رقم7469)
(المتفق والمفترق للخطیب جلد 1صفحه373رقم الترجمة157)
(المتفق والمفترق جلد3صفحه1578رقم913)
(المعجم فی اسامی شیوخ ابی بکر جلد1صفحه402 رقم 67)
(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی جلد6صفحه62رقم1203)
(الجواهر المضیة صفحه329رقم1248)
(الجواهر المضیة صفحه449رقم1881)
(لسان المیزان جلد7صفحه38،رقم369صفحه109رقم6736)
(ارشاد القاصی والدانی الی تراجم شیوخ الطبرانی صفحه540 رقم 873)

﴿97﴾ "ابوحنیفہ ولوالجی"

ان کا پورا نام: "ابوحنیفہ نعمان بن عبدالرزاق بن عبداللہ ولوالجی حنفی" ہے۔
"ولوالجی": دونوں واؤوں کی زبر اور دوسرے لام کی زیر کے ساتھ ہے، یہ نسبت "ولوالج" کی وجہ سے ہے جو "طخارستان بلخ" کا ایک شہر ہے۔

آپ کے حالات وواقعات کا ذکر مجھے نہیں ملا البتہ اہلِ علم نے آپ کے صاحبزادے "ابوالفتح عبدالرشید بن ابی حنیفہ نعمان بن عبدالرزاق ولوالجی حنفی" کا ذکر کیا ہے، کہ:

"آپ "سمرقند" میں رہتے تھے، ایک جلیل القدر امام، فاضل اور بلند پایہ فقیہ اور انتہائی اچھے کردار کے مالک تھے، آپ کی ولادت طخارستان کے شہر "ولوالج"

میں جمادی الاولیٰ سن 467 ہجری کو ہوئی، آپ "بلخ" تشریف لائے اور وہاں "شیخ ابوبکر القزاز" سے فقہ سیکھی، پھر بخارا چلے گئے جہاں ایک لمبا عرصہ "شیخ برہان الدین" سے علم حاصل کرتے رہے، پھر "سمرقند" تشریف لے آئے، اور "شیخ ابومحمد قطوانی" کی صحبت سے فیض یاب ہوئے، آپ نے اپنے اساتذہ سے بہت زیادہ علم قلمبند کیا، پھر "کش" کے علاقے میں چلے گئے اور ایک عرصہ تک وہیں رہ کر علم پھیلایا، بعد ازاں "سمرقند" واپس تشریف لائے اور یہیں رہائش اختیار کر لی۔

علامہ سمعانی نے آپ کے بارے میں کہا ہے کہ: آپ فقہ حنفی کے بڑے جلیل القدر اور فاضل امام ہیں، میں نے ان سے ملاقات بھی کی ہے اور سماع بھی کیا ہے۔

"شیخ عبد الرشید بن ابی حنیفہ ولوالجی" نے سن 540 ہجری کو اپنی ولادت گاہ "ولوالج" میں ہی وفات پائی۔

اور شیخ عبد الرشید ولوالجی کے والد "ابوحنیفہ ولوالجی" سن 500 ہجری میں موجود تھے۔

(الاعلام للزركلي جلد3صفحه353)

(الانساب للسمعاني ترجمة عبد الرشيد الولوالجي)

(تاج التراجم لابن قطلوبغا جلد1صفحه188رقم140)

(الجواهر المضية صفحه204،205رقم757)

(الفوائد البهية صفحه160رقم199)

(تاريخ الاسلام سنة 551هجری تا560)

(تاريخ الاسلام ترجمه ميمون بن محمد بن محمد سنة508)

(التحبير فى المعجم الكبير جلد1صفحه445رقم411)

فصل:

رقم الهاء

﴿98﴾ "ابوحنیفہ ہارونی"

ان کا پورا نام: "ابوحنیفہ حرب بن قیس ہارونی" ہے۔

اہلِ علم نے ان کا ذکر اپنی کتب "تاریخ" میں کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"آپ "خلیفہ ابوجعفر منصور" کے پاس سیاسی معاملات کے لئے آیا جایا کرتے تھے، یہاں تک کہ جب خلیفہ ہارون الرشید نے خلافت سنبھالی تو اس وقت موصل کا گورنر "عبد الملک بن صالح" تھا تو اسے معزول کر کے اس کی جگہ جزیرہ کے امیر "ابوہریرہ اسحاق بن محمد بن فروخ" کو مقرر کر دیا پھر کچھ مدت کے بعد بغاوت کے ڈر سے خلیفہ ہارون الرشید نے "ابوحنیفہ حرب بن قیس" کو "ابوہریرہ اسحاق بن محمد بن فروخ" کی طرف اسے گرفتار کر کے بغداد لانے کے لئے بھیجا، تو "ابوحنیفہ حرب بن قیس" اسے لے آئے اور خلیفہ کے حکم سے اسے قتل کر ڈالا"۔

چنانچہ "خلیفہ ہارون رشید" کی وجہ سے ہم نے "ابوحنیفہ حرب بن قیس" کو "ہارونی" نسبت سے منسوب کیا ہے۔

"ابوحنیفہ ہارونی" سن 176 ہجری میں موجود تھے۔

(تاریخ ابن خلدون جلد3 صفحہ 231، 273)

(تاریخ الاسلام جلد 11 صفحہ 3 "احداث سنة احدى وسبعين ومائة")

(تاریخ الطبری جلد4 صفحہ 386، 546، 621)

(البدء والتاریخ للمطهر بن طاهر المقدسی جلد6 صفحہ 80)

(الکامل فی التاریخ لابن الاثیر جلد5 صفحہ 61، 280)

(البدایة والنهایة لابن کثیر جلد10 صفحہ 70 ابی مسلم الخولانی)

(سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی لعبد الملك المکی جلد 3 صفحہ 374)

﴿99﴾ ''ابوحنیفہ ہراتی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ محمد بن ابی حنیفہ نعمان بن محمد بن ابی عاصم بالقانی ہراتی'' ہے۔

''ہراتی'': ہاء کی زبر کے ساتھ ہے، یہ نسبت ''ہراۃ'' کی وجہ سے ہے جو خراسان کے بڑے بڑے شہروں میں سے ایک ہے، صاحب ''معجم البلدان'' فرماتے ہیں کہ: میں نے پورے خراسان میں ''ہرات'' سے زیادہ بڑا، حسین، گنجان آباد، عظیم، جلیل القدر، اور مبارک کسی اور شہر کو نہیں دیکھا۔

''ابوحنیفہ ہراتی'' کے والد ''نعمان بن محمد'' بھی ''ابوحنیفہ'' کنیت سے معروف ہوئے جن کا بیان ہم نے سابق میں ''ابوحنیفہ بالقانی'' کے طور پر کر دیا ہے۔

علامہ سمعانی ''الانساب'' میں فرماتے ہیں کہ:

''آپ کی کنیت ''ابوالفتح'' اور لقب ''ابوحنیفہ'' ہے، آپ کو اپنے والد کی وجہ سے ''ابن ابی حنیفہ'' بھی کہا جاتا ہے، آپ ''جلیل القدر بزرگ ہیں، تاریخ اور پرانے واقعات کے بے مثال عالم تھے، اکثر اوقات قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہتے، لیکن اس سب کے باوجود وہ علم نجوم میں بھی مہارت رکھتے تھے، یہاں تک کہ میں نے اپنے دادا امام ابوالمظفر سمعانی اور شیخ ابواحمد عبدالرحمٰن بن احمد سفدیجی سے سنا ہے کہ: آپ شراب بھی پیتے تھے، میری ان سے ''مرو'' شہر میں ملاقات ہوئی، اور میں نے ان سے بہت زیادہ علم کا سماع کیا، پھر وہ ''نیشاپور'' چلے گئے اور میں نے ان سے وہاں جا کر بھی سماع کیا، پھر اس کے بعد میری ان سے ملاقات ''ہرات'' شہر میں ہوئی، آپ کی ولادت سن 478 ہجری میں ہوئی اور وفات خراسان کے شہر ''ہرات'' میں سن 557 ہجری کو ہوئی''۔ (غفر اللہ لہ ولنا)

میں نے آپ کو ''بالقانی'' کی بجائے ''ہراتی'' نسبت سے اس لئے منسوب کیا ہے کیونکہ آپ کی وفات ''ہرات'' میں ہوئی تا کہ آپ کے والد ''ابوحنیفہ بالقانی'' سے التباس لازم نہ آئے۔

(الجواهر المضية صفحه 387 رقم 1539)

(الانساب للسمعانى جلد 2 صفحه 58 رقم 356)

(اللباب فى تهذيب الانساب لابن الاثير جلد 1 صفحه 113)

﴿100﴾ ''ابوحنیفہ ہندوانی''

ان کا پورا نام: ''ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بلخی حنفی ہندوانی'' ہے۔

''ہندوانی'': ہاء کے نیچے زیر اور دال پر پیش کے ساتھ ہے، یہ نسبت ''بابِ ہندوان'' سے ہے جو ''بلخ'' شہر کا ایک محلّہ تھا، اس میں ہندوستان سے لائے جانے والے غلام اور لونڈیوں کی خرید وفروخت ہوا کرتی تھی، اسی وجہ سے اسے ''باب ہندوان'' کہا جاتا تھا۔

''ابوحنیفہ ہندوانی'' فقہ حنفیہ کے عظیم فاضل بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں، آپ اس قدر عظیم امام اور بلند پایہ فقیہ ہیں کہ آپ کو آپ کی فقہی قابلیت کی وجہ سے ہی ''ابوحنیفہ صغیر'' کہا جاتا ہے۔

آپ نے حدیث بھی پڑھائی، اور مشکل مسائل پر فتوے بھی دیئے، اور کئی اہم اور معضل کلمات کی بہترین شرح بھی کروائی، صاحبِ ''ہدایہ'' نے کتاب الصلوٰۃ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے ''امام كبير من اهل بلخ'' کہا ہے یعنی بلخ والوں کے بہت بڑے امام تھے۔

آپ نے ''شیخ محمد بن عقیل فقیہ بلخی، شیخ ابوالقاسم احمد بن حم اور انہی کے استاذ شیخ ابوبکر محمد بن ابی سعید الفقیہ، شیخ علی بن احمد فارسی، اسحاق بن عبد الرحمن قاری کندی''

وغیرہم سے سماعِ حدیث کے ساتھ ساتھ علم فقہ میں بھی تبحر حاصل کیا۔

پھر آپ سے ''جعفر بن محمد بن حمدان فقیہ، ابواسحاق ابراہیم بن مسلم بن محمد بن محمد بخاری، ابوعبد اللہ طاہر بن محمد حدادی'' وغیرہما کے ساتھ ساتھ علماء کی پوری ایک جماعت نے علم حاصل کیا۔

صاحب ''الجواھر المضیة'' نے آپ کے حوالے سے ایک روایت بیان کی ہے کہ:

''شیخ جمال الدین حصیری فرماتے ہیں کہ: ''شیخ ہندوانی'' ''بلخ'' سے ''بخارا'' تشریف لے گئے، تو وہاں آپ کی ملاقات شیخ میدانی (جو کہ نابینا تھے) اور شیخ محمد بن فضل بخاری سے ہوئی، یہ تینوں حضرات شیخ محمد بن فضل بخاری کے گھر میں جمعہ کے دن جمع ہوئے، اس دن خوب بارش برس رہی تھی، ''شیخ ہندوانی'' فرمانے لگے: میں تو مسافر ہوں اور مسافر پر جمعہ لازم نہیں، شیخ میدانی بولے، میں تو نابینا ہوں اور نابینا پر بھی جمعہ لازم نہیں، شیخ محمد بن فضل فرمانے لگے کہ: باہر بارش کی وجہ سے اس قدر کیچڑ ہے کہ جوتے اور کپڑے خراب ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے آج نماز ظہر گھر میں ہی پڑھوں گا اور یہ وجہ سب وجہوں کو شامل ہے، اس مباحثہ سے ان سب کی غرض یہی تھی کہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں، چنانچہ جب ''شیخ ہندوانی'' واپس ''بلخ'' تشریف لائے تو آپ سے ''بخارا'' کے علماء کے بارے میں پوچھا گیا: آپ نے فرمایا: وہاں میری ملاقات ڈیڑھ فقیہ سے ہوئی، لوگوں نے حیرت سے پوچھا: وہ کیسے؟ فرمایا:

ایک فقیہ سے اور دوسرے آدھے فقیہ سے، پوچھا گیا: فقیہ کون تھا؟ فرمایا: شیخ میدانی، لوگوں سے پوچھا: اور آدھا فقیہ کون تھا؟ فرمایا: شیخ محمد بن فضل بخاری، لوگوں نے پوچھا کہ: ایسا کیوں ہے؟ فرمایا: محمد بن فضل ''حساب کتاب'' نہیں جانتے، اور

میدانی اس فن میں بھی کمال کے ماہر تھے، بعد میں جب یہ بات شیخ محمد بن فضل کو معلوم ہوئی تو انہوں نے ''حسابیات'' میں محنت شروع کردی حتی کہ اس فن میں بھی عروج پر پہنچے۔

''شیخ ابوحنیفہ ہندوانی'' کا انتقال بخارا شہر میں ماہِ ذی الحجہ سن 362 ہجری کو ہوا، آپ کا جسم ''بخارا'' سے ''بلخ'' لایا گیا، جہاں 25 ذی الحجہ یعنی ذی الحجہ شریف کے آخری جمعہ کو ''بلخ'' میں ہی دفن کئے گئے، آپ نے اپنی زندگی کی 62 بہاریں دیکھیں، آپ کا شمار فقہ حنفیہ کے ائمۃ الاعلام میں ہوتا ہے۔

(تاریخ الاسلام للذهبی جلد26صفحه212 رقم54)

(الوافی بالوفیات جلد3صفحه278)

(الجواهر المضية صفحه338رقم1290)

(الانساب للسمعانی جلد5صفحه566رقم11315)

(اللباب فی تهذیب الانساب جلد3صفحه394)

فصل:

رقم الیاء

﴿101﴾ ''ابوحنیفہ یمامی''

ان کا پورا نام: ''ابوحنیفہ ناشرہ بن عبداللہ یمامی یمانی انصاری'' ہے۔

''یمامی'': یاء کی زبر کے ساتھ ہے، اور یہ نسبت ''یمامہ'' کی وجہ سے ہے جو عرب کا ایک مشہور مقام ہے جہاں جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ''مسیلمہ کذاب ملعون'' کے خلاف مسلمانوں کی جنگ ہوئی تھی اور ''ملعون مسیلمہ کذاب دجال'' اسی جنگ میں واصلِ جہنم ہوا۔

بہرحال ''ابوحنیفہ یمامی'' نے ''ابن طاؤس اور عمیر بن عبداللہ یا عمیر بن عبد الملک'' سے سماع کیا، پھر آپ سے ''عبداللہ بن المبارک، عبد الحکم بن اعین مصری اور ہیثم بن اشعث سلمی'' نے سماع کیا۔

آپ کی مشہور روایتیں یہ ہیں!

(i)-علامہ ابن عساکر نے ''تاریخ مدینہ دمشق'' میں آپ ہی کی وساطت سے عمیر بن عبداللہ کی روایت کو نقل کیا ہے کہ:

"خطبنا علیّ رضی اللّٰہ عنه علی منبر الکوفة فقال: ایها الناس ! سلونی قبل ان تفقدونی"۔

یعنی جناب مولیٰ علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے کوفہ کے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: اے لوگو! مجھ سے سوال کرو اس سے پہلے کہ میں تمہیں چھوڑ جاؤں۔

(ii)-علامہ ابن نجار نے ''تاریخ بغداد کے ذیل'' میں آپ ہی کی وساطت سے عمیر بن عبدالملک کی روایت کو نقل کیا ہے کہ:

"خطبنا علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنه علی منبر الکوفة فقال: کنت اذا سکت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم

ابتدأني، وان سألته عن الخبر أنبأني، وان حدثني عن ربه قال قال الربّ جل وعز: وارتفاعي فوق عرشي، ما من اهل قرية ولا من اهل بيت كانوا على ما كرهت من معصيتي ثم تحولوا عنه الى ما اجبت من طاعتي الا تحولت لهم عما يكرهون من عذابي الى ما يحبون من رحمتي''۔

ترجمہ: جناب مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے ہمیں منبر پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کہ جب میں خاموش ہوتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کلام میں پہل فرمایا کرتے اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال کرتا تو مجھے بتادیا کرتے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حدیث قدسی سنائی کہ اللہ رب العزۃ نے ارشادفرمایا: مجھے اپنے عرش سے بلند ہونے کی قسم! کسی بستی کے لوگ یا کسی گھر کے افراد جب ایسے کاموں میں مبتلا ہوجائیں جو مجھے ناپسند ہیں پھر اسے چھوڑ کر میری فرمانبرداری کرنے لگے جائیں تو میں بھی ان پر سے اپنا وہ عذاب ٹال دیتا ہوں جو انہیں ناپسند ہوتا ہے، اور انہیں اپنی اس رحمت میں سے وہ عطاء فرماتا ہوں جو انہیں پسند ہوتا ہے۔

چنانچہ ''ابوحنیفہ یمامی'' سن 60 ہجری میں موجود تھے۔

(تاريخ بغداد جلد20صفحه74رقم1208بذيل ابن النجار)

(ترتيب المدارك وتقريب المسالك جلد3صفحه60)

(الجرح والتعديل لابن ابى حاتم جلد8صفحه499رقم2289)

(تاريخ ابن عساكر ترجمة مولىٰ على بن ابى طالب)

(كتاب الثقات باب النون جلد7صفحه545رقم11393)

(كتاب الثقات باب الياء جلد7صفحه257رقم11937)

(المقتنی فی سرد الکنی جلد 1 صفحہ 205 رقم 1829)

(فتح الباب فی الکنی والانقاب صفحہ 277 رقم 2374)

(تاریخ الکبیر للبخاری جلد 9 صفحہ 25 رقم 203)

(تاریخ الکبیر للبخاری جلد 1 صفحہ 283 رقم 910 ترجمہ ابراھیم)

(لسان المیزان جلد 6 صفحہ 144 رقم 503)

(تاریخ ابن معین جلد 4 صفحہ 309 رقم 4534 ترجمہ ابراھیم)

الوداعی پھول

اللہ کے فضل وکرم سے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ عنایت سے
یہ بے نظیر مقالہ 23 فروری سن 2018ء بمطابق 6 جمادی الاخریٰ
سن 1439 ہجری بروز جمعۃ المبارک بعداز نمازِ فجر مکمل ہوا،
اللہ تبارک وتعالیٰ! جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے
اسے مقبولِ بارگاہِ حضور سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بنائے
اور اس سے ہر خاص وعام کو فائدہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

المأخذ والمراجع

☆ تفسير الدر المنثور للسيوطى مكتبة رشيديه كوئٹه
☆ الجامع الصحيح للبخارى دارالسلام للنشر والتوزيع الرياض
☆ الجامع الصحيح للمسلم دارالسلام للنشر والتوزيع الرياض
☆ الجامع السنن للترمذى دارالسلام للنشر والتوزيع الرياض
☆ التاريخ الكبير للبخارى دارالكتب العلميه بيروت
☆ التاريخ الاوسط للبخاوى دارالكتب العلمية بيروت
☆ المنفردات والوحدان للمسلم دارالكتب العلمية بيروت
☆ الكنى والاسماء للمسلم عمادة البحث العلمى المدينة العنورة
☆ الضعفاء والمتروكون للنسائى دارالوعى حلب
☆ مسند الشافعى (مترجم) شبير برادرز لاهور
☆ المعجم الكبير للطبرانى دارالكتب العلمية بيروت
☆ مجمع الزوائد للهيثمى دارالكتب العلمية بيروت
☆ حلية الاولياء لابى نعيم دارالحديث القاهره
☆ من حديث خيثمه بن سليمان دارالكتاب العربى لبنان
☆ شعب الايمان للبيهقى كتب خانه رشيديه پشاور
☆ شرح مشكل الآثار للطحاوى مكتبه اشرفيه كوئٹه
☆ جامع المسانيد للخوارزمى مكتبه حنفيه كوئٹه
☆ كنز العمال للهندى مكتبة رحمانية لاهور
☆ تاريخ واسط لابى الحسن واسط بيروت
☆ المؤتلف والمختلف للقيسرانى دارالكتب العلميه بيروت
☆ تهذيب الكمال للمزى دارالكتب العلمية بيروت
☆ المغنى فى الضعفاء للذهبى دارالكتب العلمية بيروت

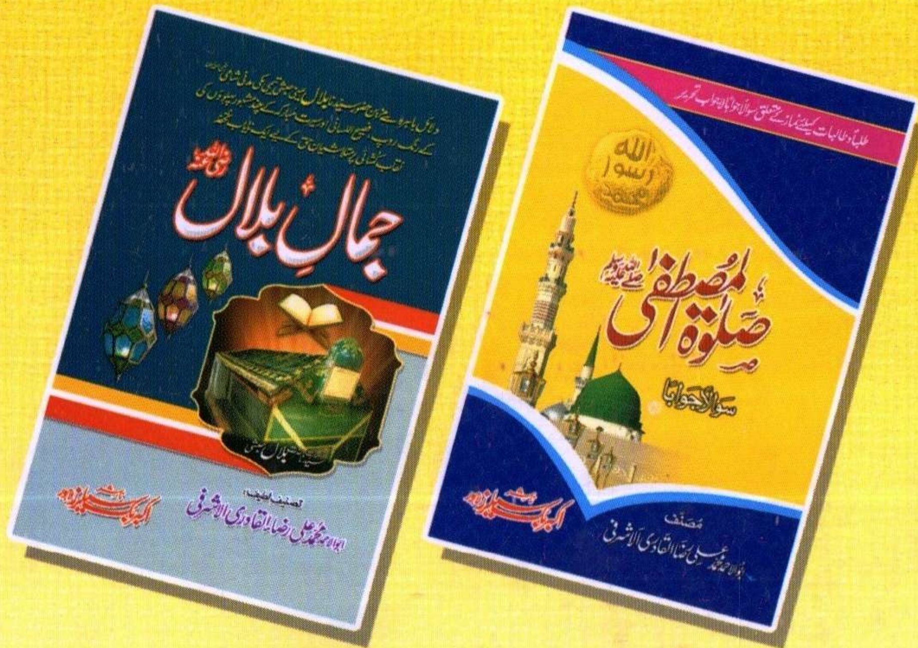
☆ المقتنى فى سرد الكنى للذهبى المجلس العلمى المدينة المنورة
☆ سير اعلام النبلاء للذهبى دارالحديث القاهرة
☆ تاريخ الاسلام للذهبى المكتبة التوفيقية القاهرة
☆ ميزان الاعتدال للذهبى مكتبه رحمانية لاهور
☆ الكاشف للذهبى دارالقبلة جدة
☆ تذكرة الحفاظ للذهبى (مترجم)اسلامك پبلشنگ هاؤس لاهور
☆ لسان الميزان لابن حجر مؤسسة الاعلمى بيروت
☆ تهذيب التهذيب لابن حجر دارالكتب العلمية بيروت
☆ الدرر الكامنة فى اعيان المائة الثامنة لابن حجر دارالكتب بيروت
☆ تقريب التهذيب لابن حجر قديمى كتب خانه
☆ نزهة الالباب فى الالقاب لابن حجر مكتبة الرشد الرياض
☆ انباء الغمر بابناء العمر لابن حجر احياء التراث مصر
☆ تبصير المنتبه بتحرير المشتبه لابن حجر بيروت
☆ المنتخب فى كتاب السياق لتاريخ نيسابور لتقى الدين دارالفكر
☆ التكميل فى الجرح والتعديل لابن كثير مركز النعمان يمن
☆ تهذيب الاسماء واللغات للنووى دارالكتب العلمية بيروت
☆ كتاب التاريخ لابن معين مجمع اللغة والعربية دمشق
☆ خلاصة تهذيب الكمال لصفى الدين الخزرجى دارالبشائر حلب
☆ ذكر من اختلف العلماء ونقاد الحديث لابن شاهين الرياض
☆ المنتظم فى تاريخ الملوك والامم لابن الجوزى دارالكتب بيروت
☆ الضعفاء والمتروكون لابن الجوزى دارالكتب العلمية بيروت
☆ الوفيات والاحداث مخطوط من عضو ملتقى اهل الحديث
☆ معجم الادباء:ارشاد الاريب للحموى دارالغرب الاسلامى بيروت
☆ الارشاد فى معرفة علماء الحديث للخليلى مكتبة الرشد الرياض
☆ طبقات المفسرين للاد نه وى مكتبة العلوم والحكم السعودية
☆ الجواهر المضية لابن ابى الوفاء دارالكتب العلمية بيروت

☆ الطبقات السنية فی تراجم الحنفية لتقی الدين التميمی
☆ تاريخ مدينة دمشق(تاريخ ابن عساكر) دارالكتب العلميه بيروت
☆ من اسمه عمرو من الشعراء لابن الجراح
☆ الاكليل لابن الحائك صنعاء يمن
☆ غاية النهاية فی طبقات القراء للجزری مكتبة ابن تيمية بيروت
☆ طبقات المفسرين للداوودی دارالكتب العلمية بيروت
☆ الجرح والتعديل لابن ابی حاتم دارالكتب العلمية بيروت
☆ بيان خطا البخاری فی تاريخه لابن ابی حاتم حيدر آباد دكن
☆ التحبير فی المعجم الكبير للسمعانی ديوان الاوقاف بغداد
☆ المنتخب من معجم شيوخ السمعانی دارِ عالم الكتب الرياض
☆ الانساب للسمعانی دارالكتب العلمية بيروت لبنان
☆ الكامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی دارالكتب العلمية بيروت
☆ الضوء اللامع لاهل القرن التاسع للسخاوی مكتبة الحياة بيروت
☆ تاج التراجم للقطلوبغا دارالقلم دمشق
☆ الثقات ممن لم يقع فی الكتب الستة للقطلوبغا تحقيق التراث يمن
☆ الاكمال فی رفع الارتياب للسعد الملك دارالكتب العلمية
☆ تاريخ بغدادللخطيب البغدادی دارالكتب العلميه بيروت
☆ المتفق والمفترق للخطيب البغدادی دارالقاری دمشق
☆ يتيمة الدهر فی محاسن اهل العصر للثعالبی دارالكتب بيروت
☆ فتح الباب فی الكنی والالقاب لابن مندة مكتبة الكوثر الرياض
☆ كتاب الثقات لابن حبان دارالكتب العلمية بيروت
☆ كتاب المجروحين لابن حبان دارالواعی حلب
☆ السلوك فی طبقات العلماء والملوك للجندی مكتبة الارشاد يمن
☆ نزهة الخواطر وبهجة المسامع لابن فخر الدين دار ابن حزم
☆ حلية البشر فی تاريخ القرن الثالث عشر للبيطار دار صادر بيروت
☆ الاعلام للزركلی دارالعلم للملايين

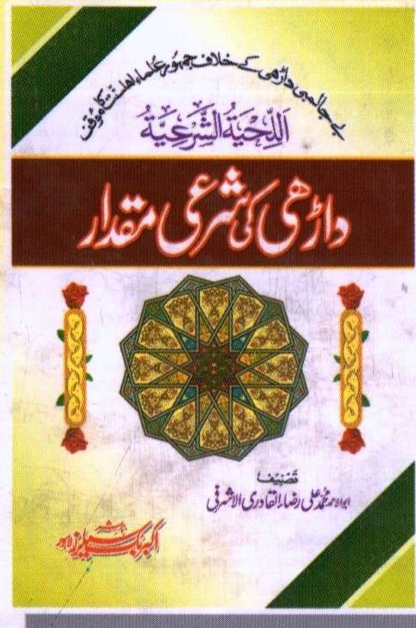
☆ بغية الطلب فى تاريخ حلب لابن العديم دارالفكر
☆ تاريخ بيهق لابن فندمه داراقرأ دمشق
☆ اللألى المصنوعة للسيوطى دارالكتب العلمية بيروت
☆ بغية الوعاة للسيوطى المكتبة العصرية لبنان
☆ ارشاد القاصى الى تراجم شيوخى الطبرانى للمنصورى الرياض
☆ اكمال الاكمال لابن نقطة جامعة ام القرىٰ المكة المكرمة
☆ المؤتلف والمختلف للدارقطنى دارالمغرب الاسلامى بيروت
☆ كتاب التاريخ لابن يونس المصرى دارالكتب العلميه بيروت
☆ تاريخ مولد العلماء ووفياتهم للربعى دارالعاصمة الرياض
☆ القاب الصحابة والتابعين للغسانى دارالفضيلة القاهره
☆ تراجم رجال الدارقطنى فى سننه لابن قائلةدارالآثار صنعاء يمن
☆ رجال الحاكم فى المستدرك لابن قائله مكتبة صنعاء يمن
☆ اعيان العصر واعوان النصر للصفدى دارالفكر
☆ الوافى بالوفيات للصفدى دارِ احياء التراث بيروت
☆ تاريخ الثقات للعجلى دارالكتب العلمية بيروت لبنان
☆ توضيح المشتبةلابن ناصر الدين مؤسسة الرسالة بيروت
☆ معجم المؤلفين لعمرالكحا له داراحياء التراث بيروت
☆ وفيات الاعيان لابن خلكان دارِ صادر بيروت
☆ مغانى الاخيار فى رجال معانى الآثارللعينى دارالكتب العلمية
☆ ترتيب المدارك وتقريب المسالك لليحصبى فضالة المحمديه
☆ السلوك لمعرفة دول الملوك للمقريزى دارالكتب العلمية بيروت
☆ الوفيات لابن رافع للسلامى مؤسسة الرسالة بيروت
☆ تاريخ جرجان للسهمى دارالكتب العلمية بيروت
☆ الطبقات الشافعية للاسنوى دارالكتب العلمية بيروت
☆ الطبقات الشافعية للسبكى دارالكتب العلمية بيروت
☆ التدوين فى اخبار قزوين دارالكتب العلمية

☆ اخبار ابی حنیفة واصحابه للصیمری مکتبة عزیزیه ملتان
☆ مناقب الامام الاعظم للموفق مکتبة اسلامیه کوئٹه
☆ مناقب الامام الاعظم للکردری مکتبة اسلامیه کوئٹه
☆ الخیرات الحسان لابن حجر المکی کرمانوالا لاهور
☆ فضائل ابی حنیفة لابن ابی العوام المکتبة الامدادیة المکة المکرمة
☆ عقود الجمان للصالحی مکتبة نعمانیه پشاور
☆ مناقب الامام ابی حنیفة للذهبی مکتبة البشریٰ کراچی
☆ الانتقاء لابن عبد البر مکتبة غفوریه عاصمیه کراچی
☆ مرأة الجنان للیافعی دارالکتب العلمیة بیروت
☆ معجم البلدان للحموی دارالکتب العلمیة بیروت
☆ کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی دارالکتب العلمیة بیروت
☆ التاریخ للطبری دارالکتب العلمیة بیروت
☆ التاریخ لابن خلدون (مترجم) نفیس اکیڈمی لاهور
☆ الکامل فی التاریخ لابن الاثیر دارالکتب بیروت
☆ البدر المنیر للشعرانی دارالکتب العلمیة بیروت
☆ الیواقیت والجواهر للشعرانی (مترجم)نوریه رضویه لاهور
☆ المیزان الکبریٰ للشعرانی (مترجم) پیغام القرآن لاهور
☆ الدر المختار للحصکفی مکتبه رحمانیة لاهور
☆ رد المحتار للشامی مکتبه رحمانیة لاهور
☆ فتاویٰ رضویه رضا فاؤنڈیشن لاهور
☆ سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی لعبد الملك المکی
☆ البدء والتاریخ للمطهر بن طاهر المقدسی مصر
☆ اتعاظ الحنفاء باخبار الائمة الفاطمین للمقریزی احیاء التراث
☆ تبییض الصحیفة للسیوطی مکتبة حقانیة پشاور
☆ السیرة النبویة لابن هشام مکتبة نعمانیه پشاور
☆ عقد المذهب فی حملة المذهب لابن ملقن دارالکتب العلمیة بیروت

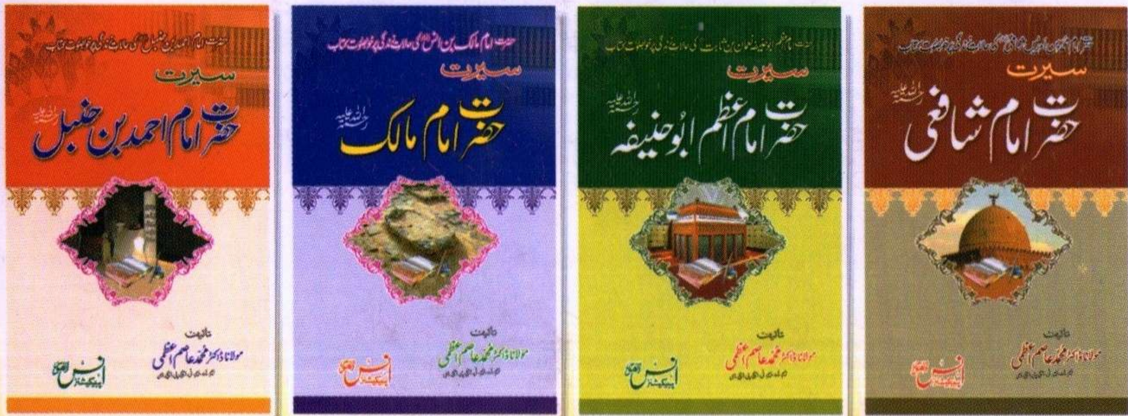
☆ مکتوباتِ امام ربانی (مترجم)شبیر برادرز لاہور
☆ کشف الخفاء للعجلونی دارالکتب العلمیة بیروت
☆ المجموع فی ترجمة العلامة الشیخ حماد بن محمد الانصاری
☆ خلاصه تذهیب تهذیب الکمال دارالکتب بیروت
☆ طرب الاماثل بتراجم الافاضل یمن
☆ تراجم علماء طرابلس دارالکتب بیروت
☆ ترتیب الامالی الخمیسیه للشجری دارالکتب العلمیة بیروت
☆ الکنی والاسماء للدولابی دارالکتب العلمیة بیروت
☆ رحلة ابن بطوطة دارالشرق الغربی
☆ اسد الغابة لابن الاثیر مکتبه وحیدیه پشاور
☆ الاصابة لابن حجر مکتبه وحیدیه پشاور
☆ شذرات الذهب فی اخبار من ذهب لابن عماد دار ابن کثیر بیروت
☆ میزان الکتب لمحمد علی نقشبندی مکتبة نوریه حسنیه لاہور
☆ الفوائد البهیة لعبد الحی اللکنوی دارارقم بیروت
☆ المنهل الصافی والمسوفی بعد الوافی لجمال مصر
☆ الفوائد الشهیر بالغیلانیات لابی بکر الشافعی
☆ حدیث ابی الفضل الزهری دمشق



جمالِ بلال
صلوٰۃ المصطفیٰ
سوالاً جواباً



اللحیۃ الشرعیۃ
داڑھی کی شرعی مقدار



سیرت
حضرت امام احمد بن حنبل
سیرت
حضرت امام مالک
سیرت
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ
سیرت
حضرت امام شافعی